یعنی

لُبّ لُباب مثنوی مولانا روم رح صفحہ ۹ و مثنوی شریف خواجہ باقی باللہ رح صفحہ ۲۲۵
مثنوی شریف معدن فیض صفحہ ۲۶۹ و مثنوی شریف غریب نامہ صفحہ ۳۹۱
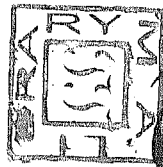
معہ

مولفہ
پیشوای عارفان مجمع لامعی مرشدی حضرت مولوی احمد حسین خان صاحب قادری نقشبندی چشتی مد ظلہم العالی
مصنف عوامل احمدیہ وسنن احمدیہ معروف بہ فتاوی محبوبیہ ومعارف احمدیہ

کمترین قاری خواجہ نصیر الدین ومیر سردار علی خان وصوفی غلام محمد احمدی حیدرآبادی نے
بمطبع شمسی حیدرآباد دکن طبع کرایا

فہرست مضامین مجموعۂ ہذا

قصیدہ در منقبت جنید وقت و بایزید دوران قطب زمان مولائی و مرشدی حضرت والدی حاجی حافظ محمد عباس علیخان صاحب قبلہ قادری نقشبندی مجددی امروہی قدس اللہ سرہ العزیز

مصنفہ فاضل اجل عالم باعمل مولانا نذیر احمد خاں صاحب رامپوری ۱۳۲۸

تمنا ہی ہوون [illegible] اک مخدوم ذیشان کا
نکالوں حوصلہ کچھ میں بھی آس قلب پر ارمان کا

خبیر سر عرفانی عریف راز پنہانی
سراپا شان سبحانی نہیں کچھ دخل امکان کا

لطائف لطف سے [illegible] خفی اخفی و سر و روح
چمکتا قلب بیضا اونکا ہمیشہ نور عرفان کا

وہ ذاکر تھے ہو [illegible] کے حق [illegible]
مکمل تھا ظلال اوصاف کا [illegible] انکا

کمالات رسالت اور الوہیت میں ذاکر تھے
بڑا اچھا نمونہ تھا وہ شیخ مرزا جان جاناں کا

غرض تھے عارف کامل وہ تھے واصل بذات حق
یہی انجام ہونا چاہئے عارف کے عرفان کا

یہ ہی باعث ہمیشہ جب اونکے دست اقدس میں
[illegible] جیسے سایہ بوبکر کا شاہ مردان کا

تجلی جب باد صرصر ہو گیا برباد گلدستہ
جدا ان سے ہو گیا او سدم ہر ایک گلستان کا

بیان ہو وصف کیونکر مجھ سے عباس علیخان کا
بظاہر شکل انسانی بباطن نور یزدان کا

خدا واصل بحق عارف تعالیٰ اللہ تعالیٰ اللہ
کرے توصیف کیا انکی نہیں مقدور انسان کا

مراقب تھے وہ ہر دم [illegible]
خدا کے ذکر سے معمور تھا [illegible]

مراقب ظاہر و باطن [illegible]
ولایت تھی اونہیں حاصل ہوا تھا فضل [illegible]

حقیقت جانتے تھے معرفت سمجھائے تھے وہ
سلوک القصیر مرتبہ تھا او سے عرفان کا

حیات و موت یکسان تھی [illegible]
پتہ دریافت کر لو [illegible] بیان کا

تماشا ہم نے دیکھا ہے کسی پیر مبارک کا
رہا ہرگز نہ ارمان [illegible] انکا

کہیں کیا کیفیت غم کی [illegible]
عجب تھی [illegible] حال اس قلب پریشان کا

اگر زباد کی جسنے کبھی ایام مستی مین
محمد اللہ کہ صاحبزادہ عالی نسب
طریقہ کی بزرگو نسے دعا کرنیکو نذیر احمد

تو اسکو عرش تک پہنچیگا ہر پارہ گریبان کا
پڑا ہے پرتو انوار انکے راز پنہان کا

مشاغل مین اگر مقتول ہے نفس امارہ
اگر ارمان جب نکلین مرادین ہون جمیع حال

تو ہر گز غم نہو گا پھر کبھی شمشیر بیتان کا
کبھی اس سمت آ رہے اگر وہ ابر نیسان کا
طفیل انکے بھرے پلہ آہی بیکراں کا

صحت نامہ سوانح عمری حضرت مولانا روم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۲۳	مشعشہ	مشعشعہ	۱۷	۱۱	ارثو	ثرو	۲۴	۴	خلعفہ	خلیفہ	۲۵	۷	جزن	بزن

صحت نامہ مجموعہ حصہ ۱

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۲	دہوی	دہلوی	۶	۱۰	ومنقاد	منقاد	۷	۳	آوردیم	آوردم	۷	۱۹	کوز	کوزہ
۹	۵	نگردہ	نگردد	۹	۱۰	در	ور	۱۰	۵	خضرت	حضرت	۱۰	۱۶	دفن	دفن
۱۳	۱۳	وجوہ	وجود	۱۴	۱۷	شکست	شکستہ	۱۶	۶	بیابین	با این	۲۲	۱۴	ست	ہست
۲۳	۹	گل	گل	۳۱	۱۱	سُر	وسر	۳۵	۴	دربیابد	درنیابد	۳۵	۱۶	لقھپای	لقھپائی
۴۱	۸	وگرووتہا	وگردونہا	۴۳	۱۷	حاضر	ظاہر	۴۶	۶	بریق	ابریق	۴۷	۴	عاشق	آتش
۴۷	۷	اضطلاب	اصطرلاب	۴۹	۱۲	شود	شوو	۵۵	۸	یارشان	یارشان	۷۳	۲	ودو	ددو
۸۰	۴	البصر	البصر	۹۰	۱۵	دوام	دام	۹۰	۱۶	دراز	دراز	۹۱	۱	دہل	بدہ
۱۰۱	۱۶	رہ	دہ	۱۲۷	۱۳	بای	بابای	۱۳۴	۱۳	میسشند	میزشند	۱۴۵	۱۶	ہچو	ہیچون
۱۴۶	۱۱	بدان	بدران	۱۵۰	حاشیہ	بابۂ درص	بابۂ درجسد	۱۵۱	حاشیہ	بابۂ درص	بابۂ درجسد	۱۶۰	۴	وصیت	اوصیت
۱۶۵	حاشیہ	ب ۴۵	ب ۴۴	۱۸۰	۱۱	دید	دیدہ	۲۰۵	۱۳	صدر	صد	۲۰۸	۱۴	رانا	راند
۲۱۰	۱۴	سنگین	سنگین	۲۱۸	۱۲	بالفتین	بالفتن	۲۲۱	حاشیہ ۹	گزد	سزرد	۲۲۸	۲	نعایت	نعات
۲۵۴	حاشیہ ۲۱	پندشتہ	بندست	۲۶۹	۷	احسن	حسن	۲۷۲	۱۴	جلال فر	جلال و فر	۲۷۷	۶	سزفرار	سرفراز
۲۸۰	۱۷	مین	سے	۲۸۵	حاشیہ ۳۳	صائقہ	صاعقہ	۲۸۶	۱۲	سربی	سبے	۲۹۶	۱	لمحد	لحد
۳۰۰	۶	رجیہ	وجیہ	۳۰۷	حاشیہ ۲۳	درآمد	درآید	۳۱۳	جدول	عذاب	عذابی	۳۱۹	حاشیہ ۵	سے	سے
۳۲۱	حاشیہ	جبرسل	جبرئیل	۳۲۴	۲۶	تخوار	مخور	۳۲۸	۶	بیچ	پیچ	۳۳۰	حاشیہ ۲	کرود	گردو
۳۳۰	حاشیہ ۱۶	کمان	گمان	۳۳۱	۱۵	بیاید	بیاید	۳۳۵	حاشیہ	انخلا	انجلا	۳۳۷	۱۱	بہل	بجل
۳۴۳	۲۸	تلاسید	تلاسید	۳۴۴	حاشیہ ۸	سمع بصر	سمع و بصر	۳۵۸	۲۶	گوشید	گوشیدہ	۳۵۹	حاشیہ ۲۸	حق بتو	حق
۳۶۲	۱	برحو	برح بو	۳۸۱	۳	کرم	کریم	۳۸۲	حاشیہ ۴۴	سپے	لپے	۳۸۹	۴	یست	نیست
۳۸۹	۶	حفا	خفا	۳۹۰	۱۷	رملک	از ملک	۳۹۰	حاشیہ	بیکار	سیرکار	صحت نامہ تمام شد			

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وجہ تالیف - یہہ امر ظاہر ہے کہ صوفیاء عارفین اولیاء کاملین کا فیضان صحبت ایک گرانمایہ دولت اور عزیز الوجود نعمت ہے ؎

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا | گو نشیند در حضور اولیاء
یک زمانے صحبتے با اولیاء | بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

انہیں کی ذات بابرکات عالم کا مدار ہے انہی سے قلوب عاشقین کو احیا اور دیدۂ مشتاقین کو انجلا نصیب ہوتی ہے ؎

ہین کہ اسرافیل وقتند اولیاء | مردہ را زایشان حیاتست و نما
نشنود آن نغمہا را گوش حس | کز ستمہا گوش حس باشد نجس
اولیاء را در درون ہم نغمہاست | طالبان را زو حیات بے بہاست
جانہائے مردہ اندر گور تن | بر جہند ز آواز شان اندر کفن

فی زمانہ چونکہ طالب دنیا بحیث مجمع اور حق باطل ملتبس ہے آ ہلو ایسے بزرگوں کا وجود باوجود عنقا اور انکی شناخت مشکل ہوگئی ہے لہذا بفحوائے ؎

فیض صحبت نیست جز فیض کلام | مسیر فیاض کرد این رسم عام

اولیاء اللہ کی ملفوظات اور انکی تصانیف کو جو درحقیقت آیات بینات و کلمات طیبات ہین مولف عفی عنہ نے انکی صحبت کا قائم مقام جانکر چار پانچ مثنویات قدیمہ بہم کین اور حالات مصنفین بطور تذکرہ فراہم کرکے اس مجموعہ مین شریک کردئے ہین - واللہ ولی التوفیق - مولف عفی عنہ -

حالات حضرت مولف مدظلہ العالی عرف فدوی میر لیاقت علیخان حیدرآبادی منصبدار سرکار عالی

آپکی تاریخ ولادت ۴ شعبان ۱۲۸۹ھ شب دوشنبہ وقت تہجد اور مولد مقام امروہہ ضلع مرادآباد شمالی ہند ہے - وہین آپنے علوم ظاہری معقول و منقول حدیث و تفسیر فقہ و اصول - ادب و معانی حکمت و فلسفہ منطق و ریاضی فلاحت و خطاطی کی تحصیل فرمائی - اکثر کتب درسیہ آپکو از بر مستحضر ہین - دینیات اور ادب سے آپکو خاص دلچسپی ہے - عربی فارسی نظم و نثر مسجع و مقفی نہایت ہی فصیح و بلیغ فی البدیہہ آپ تحریر فرماتے ہین - کئی کتابین مختلف علوم مین آپنے تصنیف فرمائی ہین - آپکے اخلاق سبحان اللہ اخلاق محمدی صلعم - خدا تعالی نے انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر آپ مین بھر دی ہے اور بیگانہ و یگانہ سب سے عاجزانہ آپ ملتے ہین ؎

فروتنی ست دلیل رسیدگان کمال | کہ چون سوار بمنزل رسد پیادہ شود

آپنے علم باطنی متعدد شیوخ سے حاصل فرمایا اولاً بتاریخ ۲۵ رجب ۱۳۰۳ھ روز سہ شنبہ بعد ظہر اپنے والد ماجد حضرت حافظ محمد عباس علیخان صاحب قدس سرہ العزیز قادری نقشبندی امروہی سے بیعت توبہ فرمائی اور ۱۴ سال کے بعد بتاریخ ۳ شعبان ۱۳۱۶ھ شب جمعہ بعد مغرب بعد تکمیل سلوک مختلف طریقوں مین خلافت تامہ پائی اور اب آپکا فیضان جاری ہے - آپکی قلیل صحبت مین سلطان الذکر تک نوبت پہونچ جاتی ہے آپکی نسبت عالی اور الطف ہے ؎

نسبتش ارفع و قوی اثرش | اہل دل میکند بیک نظرش

مختلف الاستعداد لوگوں کو ایک وقت مین علحدہ علحدہ مقام کی توجہ آپ پہونچاتے ہین سلوک و جذب صحو و سکر آپکے اہل کو پہونچاتا ہے - اتباع شرع شریف پیروی سنت سنیہ اجتناب بدعات نامرضیہ آپکے شعار مین داخل ہے **قطعہ**

ہر درویش بے شریعت اگر | بپرد بر ہوا مگس باشد
یا چو کشتی روان شود بر آب | تو یقینش بکن کہ خس باشد

اسی لطف یہہ ہے کہ اور ون پر آپ معترض نہین ہین ؎

جناب ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ | چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

اکثر دیکھا گیا ہے کہ آپکے پاس بیٹھنے ہی باسبب کئی لوگونکے مرض دفع ہوجاتے ہین نادر بات یہہ ہے کہ سب سے پہلے آپکے مریدین کا لطیفہ اخفی جاری ہوتا ہے اوسکے بعد و دیگر لطائف اور گاہی گاہی آپکی خدمت مین دیکھا گیا ہے کہ ذکر بلکہ نسبت لوگونکی گم ہوجاتی ہے جو خصائص محمدیہ صلعم سے ہے جسکا باعث خاص اتباع سنت سنیہ ہے - اکثر آپ نام و نشان

محترز رھتے ہین لباس میں بھی عوام سے کچھ امتیاز نہین ھے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ھے کہ انسان کی برائی کیلئے یہ کافی ھے کہ اوسکے دین یا دنیا کے اعزاز کی شہرت ہو اور لوگ اسپر انگلیاں اوٹھائیں۔ بعدہٗ آپ اجمیر شریف حاضر ہوے تو وہاں بارشاد حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ ایک چشتی بزرگ نے اور جب آپ سرہند شریف حاضر ہوے تو بحکم حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ ایک نقشبندی بزرگ نے خلافت دی اور انکے علاوہ ایک سالک مجذوب درویش نے بھی کچھ نعمت عطا کی۔ بعدہٗ آپ حیدرآباد تشریف لاے بہت لوگ آپکے حلقۂ ارادت میں داخل ہوکر مستفید ہوے۔ اسکے بعد بارشاد روحی حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ مرشدی حضرت محمد معروف علی شاہ صاحب قبلہ قادری ابوالعلائی نے آپکو طلب فرماکر خلافت سے سرفراز کیا اور آپکی پیشکردہ نذر کو واپس کرکے ارشاد فرمایا کہ کچھ دوئی باقی نہین رھی اور جس شب میں وصال فرمایا آپکو نہایت اصرار کیا تھا خاص طور پر اپنے پاس کھانا کھلایا اور سب سے پہلا حضرت کا مرید اور نواسہ بھی آیندہ آپکی خدمت کیلئے ارشاد ہوا۔

رہبر توئی رفیق توئی رہنما توئی

نظم مؤلف در توصیف حضرت مولانا روم رح

رویم بہشت قبلۂ دلہاے ناتوان

عارفِ کامل جناب مولوی — واقف سر و رموز معنوی
از سر الہام بنوشتہ کتاب — گوہر معنی نمودہ انتخاب

حرفِ حرفش نکتۂ اسرار ہست — نقطہ نقطہ میدہد پیغام دوست
مرہم زخم دل بریان ماست — کحل ما را دیدہ گریان ماست

قرۃ العین ست و تسکین قلوب — شربت وصل است و تسکینِ قلوب
از کلامش آیدم بوے کلیم — گان شدہ رہبر مرا سوے کلیم

نیست غیرِ حق درونِ نغمہا — ز وست اظہار و بطون نغمہا
کیست گویا غیرِ ذات کبریا — بشنواز گوش حقیقت رمزہا

منجلی و مختفی سر و نہان — مظہرست و شان ذیشان لے نشان
گر ترا بینا شود چشم یقین — خود بہ بینی جلوہ اش زآن این

ور شود در حصہ ترا بخت سعید — بگذری از جلوہ گردی زال دید
در گذر از دید و گردان بے نشان — باز بشنو اسم و صفت جلوہ کنان

ہمہا و صفہا و کل شئی — از وجود مطلقت گشتہ است گی
پادشاہ عارفان خیرالوری — دید آنچہ دید و گفت لاولا

ہمچنین گفت ست واماد رسول — رب منزہ باشد از درک عقول
منتہاے فہم انسان تا ظلال — وان ہم از فضل و عطاے ذوالجلال

در خطا و سہو آدم زیب نیست — ربنا انا ظلمنا عیب نیست
عاجزی آمد اساس بندگی — بندگی آمد لباس زندگی

حضرتِ سجاد زین العابدین — رہنماے عارفین و ساجدین
کامل العرفان بحق محو بندگی — قول مولانا نگر در مثنوی

بادشاہان جہان از بدگی — بو نبردند از شراب بندگی
ورنہ او ہم دار سرگردان و دنگ — ملک را برہم زدندے بے درنگ

بندگی آخر بعرفان رو کند — از فیوض نور اللہ الصمد
یا رب از الطاف خود ما ہم ترا — بہر ما ھم اہدنا صراط الاستوا

بہر ما ھم مرید این طریق — زانکہ تا بستیم در عصیان غریق
تا کہ در حفظان حق باشیم ما — از خیالِ فاسد و باطل رہا

ور طریق بدعتین و ملحدین — در عقایدہاے باطل جاہلین
ربنا از جود و فضلت رہنما — ہم چو را و راست اخوان صفا

تا شود راضی ز ما مسجود ما — در کفت آید گوہر مقصود ما
تا نماید در بطون و در ظہور — در دل و جان ھم روان تقربات نور

مشتعل انوار حق گردد عیان — در دل و در جان و در روح روان
صل یا رب الی یوم القیام — بر نبی و آل و اصحاب کرام

تابعین و ہم تبع التابعین — جملہ صدیقین و شہداء صالحین
اولیا را قطاب و اغواث زمان — چل تن ابدال و یک فرد جہان

بہر ایشان عفو کن رب کریم — جرمہاے ماکہ بسیار و عظیم
کن عطا در باغ رضوان مقام — ما با اصل خویش یا ہم انضمام

لے آپ کے اور آپکے صاحبزادگان اور خلفا کے مفصل حالات میں عنقریب ایک مستقل رسالہ شائع کیا جائیگا۔
لے حضرت سجاد یعنی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جو زین العابدین کے لقب سے مشہور ہیں

إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ

مثنوی معنوی حضرت مولانا رومیؒ کا عمدہ اور نایاب انتخاب

موسومہ

لبِّ لباب

و

رسالہ انتخاب

مصنفہ

حضرت مولانا خواجہ درویش محمد بخاری نقشبندی احراری

مع

تذکرات مولانا رومؒ و خواجہ صاحب مرحوم

مولفہ

علامۂ فاضل درویش کامل مولائی و مرشدی حضرت مولوی احمد حسین خان صاحب قادری نقشبندی چشتی امروہی ثم الحیدرآبادی

ہیچمدان میر سردار علیخان وغیرہ نے حسب فرمائش مولوی محمد مراد خان صاحب کتب فروش

بماہ دسمبر ۱۹۱۰ء

مطبع [illegible] چھپوایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرۂ حضرت مولانا رومی قدس سرہ العزیز

خدا در انتظارِ حمدِ ما نیست
محمد چشم بر راہِ ثنا نیست

محمد از تو میخواہم خدا را
خدایا از تو حبِ مصطفیٰ را

بندۂ شرمسار امیدوارِ رحمتِ غفار فقیر احمد حسین خان قادری نقشبندی امروہی ثم الحیدر آبادی غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ برادرانِ اسلام کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ عام و خاص میں یہ امر ضرب المثل اور مشہورِ آفاق ہے کہ حضرت مولینا کی مثنوی شریف کے فیضانِ مطالعہ کی برکت سے صدہا بلکہ ہزارہا آدمی اولیاءِ کاملین اور عرفاء و اصلین سے ہو گئے اوسکا ہر شعر بلکہ ہر ایک لفظ منزل من السماء یا ارشادِ حضرت خیر الوریٰ ہے شعر

مثنوی یارہ جز قرآن سمر
یار مو ہز گفتہ خیر البشر

اگرچہ مصنف علیہ الرحمہ کے حالات مشہور و آشکار کالشمس فی نصف النہار ہیں ع چہ حاجت است کہ خورشید را ببیار
پس اس کتاب کے شروع میں تبرکاً آپکے مختصر حالات شریک کر دیے جاتے ہیں۔ و باللہ التوفیق۔

مولانا کا نام اور نسب | آپ کا نام محمد اور لقب جلال الدین نسب صدیقی۔ بموجب روایت سپہ سالار[1] تلمیذ الرشید جناب مولانا آپکا شجرۂ نسب یہ ہے محمد (جلال الدین) بن محمد (بہاء الدین) بن حسین بن احمد (الخطیب) بن قاسم بن مسیب بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور بموجب روایتِ مقالات مصنفۂ یک مسیہ مولانا بہاء الدین ولد فرزند جناب مولانا یہ ہے محمد بن محمد بن حسین بن احمد بن محمد بن ثابت بن مسیب بن مطہر بن حماد بن عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔ مگر پہلی روایت صحیح تر ہے۔

[1] سپہ سالار ۴۰ سال کامل سفر و حضر میں مولانا کے ہمراہِ رکاب رہے ہیں ۱۲

مولانا کا خاندان

آپکے سب بزرگ علما و فضلا و اولیار کاملین سے گذرے ہین چنانچہ آپکے پرداد اشیخ احمد الخطیب البلخی خلفائے نامی حضرت شیخ احمد الغزالی رہے تھے اور آپکے دادا شیخ حسین بلخی درویش کامل ہونیکے علاوہ عالم متبحر بھی تھے ایک شب محمد خوارزم شاہ والی خراسان نے عالم رویا مین دیکھا کہ آنحضرت صلعم ارشاد فرماتے ہین کہ "اے محمد ہم نے تیری دختر کا شیخ حسین بلخی کے ساتھہ عقد کر دیا" صبح ہوتے ہی اوس نے آپکے ساتھہ اپنی صاحبزادی کی شادی کر دی جس کے بطن سے مولانا کے والد شیخ بہار الدین تولد ہوئے۔

مولانا کے والد ماجد

آپکا نام محمد اور لقب بہار الدین اور عرف سلطان العلمار ہے۔ تہوڑی ہی عمر مین آپ فارغ التحصیل عالم کامل اور جمیع علوم و فنون مین فاضل ہو کر مسند تعلیم و تدریس اور سجادۂ ہدایت و ارشاد پر متمکن اور فیضرسان خلائق تھے۔ آپنے علم باطنی کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے فرمائی اور اوسکے بعد شیخ وقت نجم الدین کبریٰ خوارزمی سے بعد بیعت خلافت پائی صدہا ہزارہا طالبان علوم ظاہری و باطنی مقامات دور و دراز سے آپ کی خدمت مین استفادہ کی غرض سے حاضر ہو کر کامیاب ہوتے رہتے تھے۔ تاہم بعض حاسد ظاہر بین کٹملا آپکے کمالات کی تردید کرتے اور معترض رہتے تھے کہ بالاتفاق ایک ہی شب مین ۳۰۰ ہزار معززین بلخ نے آنحضرت صلعم کو عالم رویا مین دیکھا کہ ان جناب پر کمال شفقت فرمائی اور خطاب سلطان العلمائی سے سرفرازی بخشی۔ علی الصباح یہ سب صاحب آپکی خدمت فیضدرجت مین قدمبوسی کی غرض سے حاضر ہوے تو آپنے ارشاد فرمایا کہ "جب تک آنحضرت صلعم نے آپکو متنبہ نہ کیا انکار سے باز نہ آئے" بالآخر سب نے توبہ کی اور آپکے مرید ہوے۔ اسکے بعد آپ کے کمالات کا عالمگیر شہرہ ہو گیا ہر طرف سے جوق جوق طالبان خدا کی اور بھی آمد ہوئی تمام ملک عرب و عجم سے علما و فضلا آپکی خدمت مین فتوے بھیجنے لگے۔ ہزارہا آدمی آپکے دربار مین ہر وقت حاضر رہنے لگے۔ اسقدر آپکی خدمت مین خلق اللہ کو ارادت بڑھی کہ آپکے حلقۂ درس و تدریس اور ذکر و مراقبہ اور مجالس وعظ و تذکیر کے مقابلہ مین دربار شاہی کی رونق گھٹ گئی۔ چونکہ اکثر آپ اپنے وعظون مین الحاد اور فلسفہ اور بد دینی کے خلاف مین بیانات فرمایا کرتے تھے یعنے جو لوگ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ چھوڑکر فلسفہ کی برائی تقویمون کے پابند ہو گئے ہین اپنی نجات کی کیا امید رکھتے ہین" اوسیوقت زمانہ مین امام فخر الدین رازی فلسفی بادشاہ وقت کا اوستاد اور مشیر خاص تھا۔ لہذا وہ آپسے حسد اور بغض رکھنے لگا لیکن بادشاہ آپکا بھی بڑا معتقد تھا گاہے گاہے آپکے سلام کے واسطے حاضر خدمت بھی ہوا کرتا تھا اسلئے اگرچہ وہ آپکی بدخواہی کیلئے فکر مین ہوتا تھا مگر کوئی موقع ہاتھہ نہ آتا تھا۔ اتفاقاً ایک روز بادشاہ معہ حکیم مذکور حاضر خدمت ہوا اوسوقت آپکے دربار مین ہزارہا بلکہ لاکھون آدمیون کا ہجوم تھا بادشاہ یہ دیکھکر حیران و دنگ رہ گیا حکیم کو موقع ملگیا اور اوس نے بادشاہ سے اس کثرت رجوعات کے نتائج بیان کئے اور کہا کہ اگر اسکا فی الوقت کچھہ انسداد نکیا گیا تو امور سلطنت مین رخنۂ عظیم پڑجائیگا [۱]

[۱] جیسا کہ بسبب کثرت رجوعات خلفار عباسیہ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو محبوس کر دیا تہا اور محبس ہی مین آپ شہید ہوے۔ اور جہانگیر بادشاہ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بسبب رجوعات خاص و عام بخوف نزع سلطنت قید کر دیا تھا بعدہ آپکے کمالات کا معتقد ہو گیا تھا

الحاصل بادشاہ پر اوس کے سمجھانے کا اثر ہو گیا ؎

دوستی جاہل شیرین سخن کم شنو کان ہست چون سم کہن

بالآخر ایسا ہی ہوا کہ بادشاہ نے بمشورۂ حکیم مذکور خزانۂ شاہی کی کنجیان آپکی خدمت مین بھیجکر عرض کرایا کہ اسکو بھی آپ قبول فرمالین کہ اسکے سوا اور جملہ لوازمات شاہی آپکے یہان موجود ہین اور اگر آپکو بادشاہی کی ضرورت نہین ہے تو آپ کسی دوسرے مقام کو تشریف لیجائین آپنے اس پیغام کو سنکر بادشاہ کی سمجھ پر بہت افسوس کیا کہ لوگ ہمکو طالب دنیا سے دل خیال کیا حالانکہ ہم باغی ہیں۔

ہر کہ ترا شناخت جانرا چہ کند ؛ فرزند و عیال و خانمان را چہ کند ؛ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی ؛ دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند

اور ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ کل یہان سے فقیر چلا جائیگا معتقدین مین سے جس کا جی چاہے فقیر کے ساتھ چلے اور جبتک محمد خوارزم شاہ یہان کا بادشاہ رہیگا بندہ واپس نہ آئیگا" مورخین کا بیان ہے کہ آپکی دل آزاری اور آپکے پیر بھائی مجدالدین بغدادی کا قتل ناحق خوارزم شاہ کی زوال سلطنت کا باعث ہوا ؎

ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد تا قلوب اولیا نامد بدرد

الغرض دوسرے روز آپ بلخ سے روانہ ہوے اور آپکے ہمراہی مین تین سو آدمی آپکے مریدین خاص نے بھی ترک وطن کر دیا اور سراسیمہ آپکے ہمراہ چلدئے آپکے چلے جانیکے بعد جب بادشاہ کو خبر ہوی تو اوسکو بھی بہت رنج اور افسوس ہوا اور آپکو واپس بلانا چاہا مگر آپ واپس نہ ہوے اور اسکے کچھ عرصہ بعد اوسکی سلطنت تباہ و تاراج ہو گئی

بنگر کہ خون ناحق پروانہ شمع را چندان امان نداد کہ شب را سحر کند

آپ منزل بمنزل مقام بمقام کوچ کرتے ہوے نیشاپور پہونچے وہان چند روز آپکا قیام رہا حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے آپکا کمال احترام کیا وہان سے سفر کرکے بغداد شریف پہونچے یہان حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوی وہان مدتون قیام رہا روزانہ شہر کے تمام علما اور مشائخ اور امرا اور رؤسا آپکی ملاقات کیلئے آتے تھے اور آپسے معارف اور حقائق کی تعلیم پاتے تھے آپنے بسم اللہ شریف کا وعظ بیان فرمایا جو ایک مجلس مین ختم ہوا اتفاقاً اوس عرصہ مین کچھ آدمی شاہ روم علاء الدین سلجوقی کے دربار کے بطور سفارت بغداد شریف مین آئے ہوے تھے وہ بھی کئی مرتبہ آپ کے جلسہ درس و وعظ اور حلقۂ ذکر و توجہ مین شریک ہوئے سب حلقہ بگوش ہو گئے اونہون نے واپس جاکر شاہ روم سے آپکے حالات بیان کئے وہ غائبانہ آپکا مرید ہو گیا۔ پھر آپ بغداد شریف سے حجاز اور وہانسے بعد حج کرنیکے ملک شام آگئے۔ وہان سے زنجان کے شہر آق مین تشریف فرما ہوئے۔ اس شہر مین آپ خاتون ملک سعید فخرالدین کے یہان مہمان رہے اور پھر وہانسے لارندہ تشریف لیگئے جہان آپکا ۷ سال تک قیام رہا اس عرصہ مین مولانا کی عمر ۱۸ سال کی ہو گئی اور شادی کر دی گئی اوسکے بعد سلطان علاء الدین کی درخواست پر آپ قونیہ کو روانہ ہوے جب قریب شہر

پہونچے بادشاہ نے پیادہ پا آکر آپ کا استقبال کیا اور آپکی سواری کے پاپیادہ ہمراہ چلکر آپکو شہر مین لایا ایک عالیشان مکان مین فروکش کیا اور تا زیست آپکے فیضانِ صحبت سے مستفید رہا بتاریخ ۲۸ ربیع الثانی ۶۲۸ھ بروز جمعہ آپنے وفات فرمائی آپکا مزار شریف قونیہ مین ہے۔

مولانا کی ولادت اور تعلیم

آپ ۶۰۴ھ مین بمقام بلخ پیدا ہوے اور ۶۱۰ھ ۶ سال کی عمر مین ہمراہی اپنے والد ماجد آپنے وطن سے سفر فرمایا اور نیشاپور گئے وہان حضرت فریدالدین عطار رح کی ملاقات سے مشرف ہوے انہون نے اپنی کتاب اسرار نامہ نہایت تلطف سے آپکو عنایت فرمائی اور آپکے والد ماجد سے فرمایا کہ ''این فرزند را گرامی بدار زود باشد کہ از نفس گرم آتش بسوختگانِ عالم زند'' اسکے بعد آپ بغداد شریف تشریف لیگئے وہان آپکا سالہا سال قیام رہا آپنے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین پائی جو حنفی تھے اسکے علاوہ آپنے بہت کچھ علم ظاہر و باطن سید برہان الدین ترمذی محقق خلیفہ رشید والد بزرگوار سے حاصل کیا پھر وہانسے آپنے ملکِ حجاز کا سفر کیا وہانسے شام اور زنجان تشریف لیگئے اور شہرِ آق مین مقیم رہے وہانسے لارندہ گئے اور ۷ سال تک وہان مقیم رہے اوسوقت آپکی عمر ۱۸ سال کی تھی علوم ظاہری کی تعلیم قریب تکمیل پہونچگئی تھی وہین آپکی شادی ہوی اور ۶۲۳ھ مین بڑے فرزند سلطان بہاءالدین ولد تولد ہوے پھر آپ قونیہ تشریف لیگئے وہین آپکے والد ماجد کا ۶۲۸ھ مین وصال ہوا اسکے بعد سالہا سال آپنے دمشق اور حلب کے مدارس مین خصوصاً مدرسہ حلاویہ مین کمال الدین ابن عدیم حلبی عمر بن احمد ہبۃ اللہ اور دوسرے علماء و فضلا سے تعلیم پائی آپکے علمی مدارج حدِ بیان سے خارج ہین صاحبِ جواہر مضیہ لکھتے ہین کَانَ عَالِمًا بِالْمَذَاهِبِ وَاسِعُ الْفِقْهِ عَالِمًا بِالْخِلَافِ وَأَنْوَاعِ الْعُلُومِ۔ بعد وفات آپکے پدر بزرگوار آپ ہی اونکے قائم مقام تسلیم کیے گئے

مولانا کی بیعت اور علم باطنی

اول آپنے والد بزرگوار سے بیعت کی اور اونہی سے نیز اونکے خلیفہ سید برہان الدین محقق ترمذی سے جو آپکے اتالیق بھی تھے طریقِ سلوک اور تعلیم مراقبات طریقہ کبرویہ سہروردیہ حاصل کی ایک دن سید صاحب نے بعد وفات آپکے والد ماجد آپسے فرمایا کہ آپکو دینے کیلئے آپکے والد بزرگوار جو مجھکو امانت تفویض کر گئے ہین اب مین وہ آپکے حوالہ کردیتا ہون یہ کہکر اونہون نے آپسے بہت زور سے معانقہ کیا اور جو کچھ دینا تھا دیدیا۔

آپکے والد بزرگوار کو دو سلسلونمین اجازت تھی جو حضرت شیخ احمد غزالی تک پہونچتے ہین ایک یہہ کہ محمد بہاءالدین عن والدہ وشیخہ حسین البلخی عن شیخہ و والدہ شیخ احمد الخطیب عن شیخہ احمد الغزالی دوسرا یہ کہ محمد بہاءالدین عن شیخہ نجم الدین الکبری خوارزمی عن عمار البدلیسی عن ابو النجیب[۱] ضیاء الدین السہروردی عن شیخہ احمد الغزالی عن ابی بکر النساج عن ابی القاسم الگرگانی عن ابی

[۱] شیخ ابو النجیب دوسرے سلاسل مین اپنے والد شیخ ابو محمد کے اور وہ شیخ احمد دنیوی خلیفہ ممشاد دینوری رح کے خلیفہ تھے اور سلسلۂ قادریہ مین آپکو حضرت پیران پیر سے خلافت نامہ ملا ہے جس مین شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رح آپکے خلیفہ اکبر ہوئے ۱۲

عثمان المغربی عن ابی علی الکاتب عن ابی علی الرودباری عن جنید البغدادی عن سری السقطی عن معروف الکرخی عن امام موسی الرضا عن امام موسی الکاظم عن امام جعفر الصادق عن امام محمد الباقر عن امام زین العابدین عن امام حسین سید الشہدا عن علی المرتضے عن محمد المصطفےٰ صلوات اللہ علیہم والرضوان۔

مولانا اور شمس تبریز کی ملاقات

بعدہ مولانا نے شمس الدین تبریزی خلیفہ بابا کمال الدین جندی خلیفہ نجم الدین کبریٰ سے بیعت کی جسکے مختلف واقعات مشہور ہین۔ جواہر مضیہ مین جو علما رحنفیہ کے حالات کی ایک معتبر کتاب ہے مذکور ہے کہ اگرچہ مولانا پر علم ظاہری کا رنگ غالب تھا طلبا کو کتابونکا درس دیتے تھے اور وعظ بھی کہتے تھے فتوے بھی لکھتے تھے مجالس سماع وغیرہ مین خلاف شرع جانکر کبھی شریک نہ ہوتے تھے اتفاق سے ایک دن آپ درس دے رہے تھے بہت سی کتابین آپکے سامنے رکھی ہوی تھین کہین سے شمس تبریزی بھی آپہونچے اور ایک طرف کو بیٹھ گئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کتابین کیا ہے مولانا نے کہا تم اسکو نہین جانتے یہ کہنا ہی تھا کہ دفعۃً سب کتابونمین آگ لگ گئی مولانا گھبرا گئے اور مولانا نے اونسے کہا یہ کیا ہے اونہون نے جواب دیا کہ "تم اسکو نہین جانتے" زین العابدین شروانی لکھتے ہین کہ شمس تبریز بموجب ارشاد اپنے پیر بابا کمال کے مولانا کے پاس آئے تھے جسکا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت بابا کمال نے اپنے مریدین شیخ فخرالدین عراقی اور شمس الدین تبریزی اور شیخ بہار الدین زکریا[۱] و میر حسین ہروی کو چلہ کشی اور ریاضت کا حکم دیا تھا۔ جب سب چلہ سے فارغ ہوکر باہر نکلے تو عراقی نے وہ اسرار جو انکو ظاہر ہوئے تھے اشعار مین نظم کرکے آپکی خدمت مین پیش کیے مگر شمس تبریز نے کچھ ظاہر نہ کیا اور ساکت رہے بابا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین کیا تجھپر کچھ ظاہر نہین ہوا آپ نے عرض کیا کہ اُس سے زیادہ ظاہر ہوا جو عراقی نے لکھا ہے مگر اوسکے اظہار کرنے کا مجھکو یارا نہین ہے بابا صاحب نے فرمایا کہ "بارے تعالیٰ ترا مصاحبے روزی کند کہ معارف وحقائق اولین وآخرین را بنام تو اظہار کند وینابیع حکمت از دل او بر زبانش جاری شود وہمہ آن کسوت مقالات معطر بنام تو باشد۔ ترا باید کہ بطرف روم روی آنجا سوختہ ایست اور امشتعل کردن می باید" چنانچہ یہ امر مسلم ہے کہ کلیات شمس تبریز جو عوام مین اُنکے نام سے مشہور ہے وہ دراصل مولانا کی تصنیف ہے الحاصل شمس تبریزی روم مین آئے اور قونیہ پہونچے شکر فروشونکی سرائے مین ٹھہرے ایک دن مولانا کی سواری بڑی شان وشوکت سے نکلی شمس تبریز نے آپکو سر راہ روک کر پوچھا کہ مجاہدہ اور ریاضت سے کیا مقصد مولانا نے کہا اتباع شریعت۔ شمس تبریز نے کہا یہ تو سب جانتے ہین مولانا نے کہا اس سے بڑھکر اور کیا ہے شمس تبریزی نے کہا کہ علم کے یہ معنی ہین کہ تم کو منزل تک پہونچاوے جیسا کہ حکیم سنائی فرماتے ہین ؎

---

[۱] اس کے بعد بہار الدین ملتانی رح کو شیخ شہاب الدین سہروردی نے بھی دس بارہ روز اپنی خدمت مین رکھکر خلافت تامہ بخشی اور میر حسن ہراتی کو شیخ بہار الدین زکریا ملتانی نے بھی خلافت عطا کی ہے ۱۲ تاریخ فرشتہ۔

علم کز تو ترا نہ بستاند	جہل ازان علم بہ بود بسیار

یہ سنتے ہی اوسیوقت مولانا سواری پر سے اُتر پڑے اور بعد ملاقات وغیرہ آپنے شمس تبریزی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ایک روایت اور ہے جو اس سے بھی زیادہ مشہور ہے کہ مولانا ایک حوض کے کنارے درس دے رہے تھے شمس تبریزی آ نکلے اور پوچھا یہ (کتابین) کیا ہے مولانا نے کہا تمکو اس سے کیا غرض یہ علم قیل وقال ہے شمس نے کتابین لیکر حوض مین ڈالدین جس سے مولانا کو نہایت رنج ہوا اور غصہ آیا اور کہا کہ یہ نایاب کتابین برباد ہوگئین اب کہان نصیب ہوسکتی ہین شمس تبریزی نے یہ سنکر اوسی وقت اپنا ہاتھ بڑہا کر حوض مین سے خشک کتابین نکالکر رکھدین کہین نمی کا نام نہ تھا اِس سے مولانا اور حاضرین کو سخت حیرت ہوی اور شمس تبریز نے فرمایا کہ تم اسکو کیا جانو یہ علم حال ہے۔ اسکے بعد مولانا آپکے مرید ہوگئے مگران تمام واقعات کے مقابلہ مین صحیح تر روایت سپہ سالار کی ہے جو انہون نے مولانا کے تذکرہ مین لکھی ہے کہ شمس تبریز عام صوفیونکی طرح سجادہ و دلق کے پابند نہ تھے بلکہ سوداگرونکی لباس مین شہر بشہر سیاحت اور خرید و فروخت کیا کرتے تھے جہان جاتے حجرہ بندکر کے مراقبہ مین مصروف ہو جاتے تھے کبھی ازار بندبن کر کفاف حال کرتے تھے ایک روز آپنے مناجات کی کہ خداوندا مجکو اپنا کوئی ایسا خاص بندہ عطا کر جو میری امانت کا متحمل ہو غیب سے ارشاد ہوا کہ ملک روم مین ملیگا آپ ۶۴۲ھ مین قونیہ آئے سرا مین مقیم ہوے سرا کے قریب ایک چبوترہ تہا جسپر شام کے وقت وہانکے باشندے تفریحاً بیٹھتے تھے شمس تبریز بھی وہان جاکر بیٹھنے لگے مولانا بھی آپکی خبر سنکر ملنے کو آئے باہم ملاقات اور گفتگو ہوئی شمس تبریز نے پوچھا کہ حضرت بایزید بسطامی کے ان دونو واقعات مین کیا صورت تطبیق ہوسکتی ہے کہ ایک طرف تو یہ کہ تمام عمر انہون نے اس خیال سے خربزہ نہ چکہا کہ نہین معلوم آنحضرت صلعم نے اسکو کسطرح سے کھایا ہوگا دوسری طرف انکا سبحانی ما اعظم شانی فرمانا حالانکہ آنحضرت صلعم باوجود جلالت شان ایکدن مین ستر مرتبہ استغفار کرتے تھے مولانا نے جواب دیا کہ بایزید بڑے پایہ کے بزرگ تھے بحالت سیر ولایت اولیا کیفیت وجد الوجود مین یہ الفاظ کہہ اوٹھے تھے چنانچہ جب ہوش آیا تو توبہ و استغفار کی اور مریدون نے کہا کہ اگر کبھی ایسا کلمہ کفر و الحاد میری زبان سے نکلے تو میرا گلا کاٹ ڈالنا جب پھر انکی وہ حالت ہوئی وہی الفاظ بے اختیار انکی زبان سے نکلے ناواقف مریدون نے انکے گلے پر چھری چلادی مگر چلانیوالونکے گلونمین زخم لگگئے بایزید کے گلے پر مطلق اثر نہین ہوا۔ یہ سخت نادم ہوگئے (یہ واقعہ مدعیان وحدت الوجود اور قائلان ہمہ اوست کے امتحان حقیقی حال اور محض بناوٹی قال کا بہت ہی عمدہ معیار ہے) اور جب بایزید اس مقام سے عروج کر کے سیر ولایت کبری انبیا مین پہونچے (جو سلوک صدیقیہ کا مقام ہے) بایزید پر اتباع سنت سنیہ اسقدر غالب آگیا کہ بقیہ عمر احتیاط کے باعث خربزہ نہ کہا سکے بخلاف ترقی مدارج عالیہ آنحضرت صلعم کہ روزانہ ستر مرتبہ مراتب تقرب مین ترقی ہوتی تھی اور سابقہ حال پر نظر فرماکر آپ استغفار فرماتے تھے۔

مولانا کی شمس تبریز کے ہاتھ پر بیعت اسکے بعد مولانا نے حضرت شمس تبریز سے بیعت کی اور بقول سپہ سالار ۶ ماہ اور بموجب روایت مناقب العارفین ۳ ماہ تک شیخ صلاح الدین زرکوب کے حجرہ مین جو مولانا برہان الدین محقق مذکور کے مرید تھے مولانا اور شمس تبریز باہم معتکف رہے اس مدت مین آپنے غذا قطعاً متروک کی تھی اور سوا انکے کسی کو حجرہ کے اندر جانیکی کسیکو مجال نہ تہی اسکے بعد آپکی یہ حالت ہوگئی کہ بغیر سماع ایک گھڑی چین نہ آتا تھا درس و تدریس وعظ و پند کے اشغال بالکل چھٹ گئے آپ تھے یا شمس تبریز کی صحبت۔ دم بھر کیلیے جدا نہوتے تھے اسکی تمام شہر مین شہرت ہوگئی اور

ایک شورش مچ گئی سب معتقدین کو رنج و صدمہ ہوا کہ ایک بے سر و پا پردیسی دیوانہ نے آکر حضرت مولانا پر کیا سحر کر دیا کہ وہ کسی کام کے نہ رہے حتی کہ مریدان خاص بھی انکے راز و نیاز کو نہ پا سکے سب شمس تبریز کے دشمن ہو گئے یہ شورش فتنہ انگیزی کی حد تک پہونچ گئی -

شمس تبریز کا چلا جانا اور بلوایا جانا | شمس تبریز قونیہ سے بلا اطلاع کئے دمشق کو چلے گئے - انکی جدائی سے مولانا پر جو صدمہ گذرا بیان سے باہر ہے مولانا تھے یا عالم تنہائی کسی سے کچھ تعلق نہ تھا بہت سی فراقیہ غزلیں لکھیں حتی کہ شمس تبریز نے دمشق سے اپنے پہونچنے کا مولانا کو خط لکھا اوس سے اور بھی مولانا کی نار فراق مشتعل ہو گئی شمس تبریز کے آزردہ کرنیوالوں نے معافی چاہی جسکو آپکے صاحبزادہ سلطان ولد نے اپنی مثنوی میں اسطرح نظم کیا ہے - **مثنوی** - ہمگریان بہ تو بگفتہ واے | عفو ما کن ازین گناہ خداے

قدر او از عمی ندانستیم	کہ بدا و بیشوا ندانستیم	طفل رہ بودہ ایم خردہ مگیر	یا رب انداز در دل آن پیر
گر کند عذرہاے ما را او	عفو کلی ازین شدیم و تو	پیش شیخ آمدند لابہ کنان	کہ ببخشا مکن دگر ہجران
تو بہا می کنیم رحمت کن	گر دگر این کنیم لعنت کن	شیخ شان چونکہ دید از ایشان این	راہ شان داد رفت از آن کین

پس سب نے مجبور ہو کر شمس تبریز کی تلاش میں دمشق کا عزم بالجزم کیا - سلطان ولد قافلہ سالار ہوئے اور مولانا نے ایک نامہ منظوم فی البدیہہ اونکے نام لکھکر حوالہ کیا جو حسب ذیل ہے ع بخدائیکہ در ازل بودہ است | حی و دانا و قادر و قیوم | نور او شمع ہای عشق افروخت | تا بشد صد ہزار سر معلوم

از یکے حکم او جہان پر شد	عاشق و عشق و حاکم و محکوم	در طلسمات شمس تبریزی	گشت گنج عجائبش مکتوم
کہ ازان دم کہ تو سفر کردی	از حلاوت جدا شدیم چو موم	ہمہ شب ہمچو موم می سوزیم	ز آتشے جفت و ز انگبین محروم
در فراق جمال تو ما را	جسم ویران و جان ہمچون موم	آن عنان را بدین طرف برتاب	زفت کن پیل عیش را خرطوم
بے حضورت سماع نیست حلال	ہمچو شیطان طرف شدہ مرجوم	یک غزل بے تو ہیچ گفتہ نشد	تا رسید آن بہ مشرقہ مفہوم
پس بذوق سماع نامہ تو	غزلے پنج و شش شد منظوم	شام از نور صبح روشن با	اے بتو فخر شام و ارمن و روم

اس خط کے علاوہ (۱۵) شعر کی ایک غزل بھی لکھی جسکا مطلع یہ ہے ع بروید اے حریفان بکشید یار ما را | بمن آورید حالا صنم گریز پا را | اگر او بوعدہ گوید کہ دم دگر بیایم | مخورید مکر او را بفریبد او شما را | بہرحال سلطان ولد دمشق جا کر شمس تبریز کو قونیہ لائے اس مرتبہ مولانا اور شمس تبریز کی یکجائی شعبان ۶۴۴ھ تک رہی -

شمس تبریز کا پھر چلا جانا یا قتل ہونا | اسکے بعد مولانا کے فرزند ناخلف علاء الدین نے کوئی حرکت ایسی خلاف طبع شمس تبریز کی کہ وہ پھر چلے گئے اسکے بعد شمس تبریز کے متعلق واقعہ نگاروں کی تحریرات میں بہت بڑا اختلاف ہے بعض لکھتے ہیں کہ علاء الدین نے اونکو قتل کر ڈالا اور بعض لکھتے ہیں کہ وہ کہیں کو چلے گئے تھے مولانا اونکی تلاش میں خود نکلے شہر بشہر ملک بملک تلاش کرتے پھرے لیکن کہیں اونکا سراغ نہ ملا

مثنوی ساربانا بار بگشا ز اشتران	شہر تبریز است و کوے دلستان	فر فردوس است این پالیز را	شعشعہ عرش است این تبریز را

بہرحال ۶۴۵ھ میں شمس تبریز کی وفات ثابت ہے -

قونیہ پر ہلاکو خان کا حملہ اور ناکامی | اسی زمانہ میں ہلاکو خان نے قونیہ پر حملہ کیا اور شہر کے چاروں طرف اوسکی فوجوں نے محاصرہ کر لیا مولانا نے

ایک ٹیلہ پر جو بیجو خان کے خیمہ کے سامنے تہا مصلّے بچھا کر نماز شروع کردی سپاہیون نے تاک تاک کر تیر مارنے چاہے لیکن کمانین نہ کہچ سکین آخر گھوڑے بڑہائے ہرچند کوشش کیے لیکن گھوڑے بھی اپنی جگہ سے آگے نہ بڑہ سکے۔ بیجو خان بدوین کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو اوسنے تیر چلانے چاہے مگر ایک تیر نہ چلا مجبور ہوکر گھوڑے کو بڑہانا چاہا تو وہ بھی نہ چلا پیدل چلنا چاہا تو قدم نہ اٹھ سکا آخر کار وہ عاجز ہوکر بہاگ گیا۔

مولانا او شیخ صلاح الدین زرکوب | ایک مدت تک مولانا شمس تبریز کی جدائی سے صدمہ زدہ رہے اسی حالتمین ایک روز باہر نکلے بازار مین شیخ صلاح الدین زرکوب اپنی دوکان پر زر کوٹ رہے تھے مولانا کیفیت سماع ظاہر ہوکر ہتوڑہ کی آواز سے وجد طاری ہوگیا شیخ نے اپنا ہاتھ زرکوبی سے شام تک نہ روکا یہانتک کہ بہت سی چاندی ضائع ہوگئی آخر شیخ باہر نکل آئے مولانا نے انکو اپنی آغوش مین دبالیا اور عصر تک جوش مستی مین یہ گاتے رہے ؎ یکے گنجے پدید آمد ازین دکان زرکوبی ٭ زہے صورت زہے معنی زہے خوبی زہے خوبی ٭ شیخ صلاح الدین نے اوسیوقت کھڑی کھڑی ساری دکان لٹا دی اور دامن جھاڑ کر مولانا کیساتھ ہوگئے چونکہ وہ مولانا کے اوستاد بھائی تھے اونکی صحبت سے مولانا کو بہت تسلّی ہوئی ۹ سال کامل صحبت باہمی گرم رہی انکی نسبت سلطان ولد اپنی مثنوی مین لکھتے ہین ؎ قطب ہفت آسمان و ہفت زمین ٭ لقب شان بود صلاح الدین

نور خود از رخش خجل گشتی ٭ هر که دیدیش ورا اہل دل گشتی
روبرو کرد حملہ را بگذاشت ٭ غیر او را خطا و سہو انگاشت
شیخ با او چنانکہ با آن شاہ ٭ شمس تبریز خاصہ اللہ
چون ورا دید شیخ صاحب حال ٭ برگزیدش ز جملہ ابدال
شورش شیخ گشت زو ساکن ٭ وآن ہمہ رنج و گفتگو ساکن
خوش ورا ہمچو شیر و شکر ٭ کاید ہر روز ہمدگر شد زر

مولانا اور شیخ مین بہت اتحاد بڑہ گیا شیخ کی شان مین مولانا نے غزلین لکھین ؎ مطربا اسرار ما را باز گو ٭ قصہ ہاے جانفزا را باز گو ٭

ما دہان بربستہ ایم از ذکر او ٭ تو حدیث دلکشا را باز گو
چو صلاح الدین صلاح جان ماست ٭ آن صلاح جان ما را باز گو

مولانا کے پرانے رفقا نے یہ دیکھکر کہ ایک ناخواندہ زرکوب مولانا کا ہمدم وہمراز بنگیا بلکہ بجاے پیر و مرشد ہوگیا سخت شورش کی سلطان ولد اپنی مثنوی مین اسکا اسطرح ذکر کرتے ہین ؎ باز در منکران غریو افتاد ٭ یا ز در سر شدند اہل فساد ٭ گفتہ باہم کہ زین بلا رستیم ٭ جہت نکتہ میاں نسیم درستیم

اینکہ آمد ز اولین بتر است ٭ اولین نور بود و این شرر است
نہ ورا خط نہ علم نہ گفتار ٭ بر ما خود ندا شت این مقدار
روز و شب میکند سجود اورا ٭ بر فزونان دین فزود اورا
او ہمان لحظہ نزد مولانا ٭ آمد و گفت آن حکایت را
ہمہ این مرد را اہم و انسیم ٭ ہمہ ہم شہریم و ہم خوانیم
کای عجب از چہ روی مولانا ٭ می نیابد کسے چو او دانا
یک مریدے بر سم طنازی ٭ شد از ایشان دگر دغا نازی
کہ ہمہ جمع قصد آن وارند ٭ کہ فلان را زنند و آزارند

لیکن جب اون لوگونکو ثابت ہوگیا کہ مولانا کسیطرح سے شیخ زرکوب کی صحبت نہین چہوڑ سکتے تو وہ اپنے خیالات سے باز آگئے بعدہ مولانا نے اپنے اور شیخ کی باہمی تعلقات کو مضبوط کرنیکی غرض سے شیخ کی دختر سے اپنے بڑے صاحبزادہ سلطان بہاء الدین ولد کی شادی کردی عرصہ دراز تک صحبت باہمی گرم رہی حتی کہ ۶۶۲ھ مین شیخ نے وصال فرمایا اور مولانا کے والد ماجد کے مزار شریف کے متصل مدفون ہوئے مولانا شیخ کی مفارقت مین بہت ہی مغموم اور مصدوم ہوئے فراقیہ غزلین اور اشعار تصنیف فرمائے ؎

اے ز ہجران و فراقت آسمان بگریستہ ٭ دل میان خون نشستہ عقل و جان بگریستہ

مولانا اور حسام الدین چلپی

اسکے بعد مولانا نے حسام الدین چلپی کو جو آپکے ایک مخلص مرید تھے اپنا ہمدم و ہمراز کر لیا اگرچہ وہ مولانا کے مرید تھے اور مولانا انکی بہت تعظیم کرتے تھے مگر وہ کبھی اپنے خادمانہ آداب اور قاعدہ سے تجاوز نکرتے تھے چنانچہ جس جگہ مولانا وضو کرتے تھے وہ اس جگہ تھوکتک نہ تھے اور وضو نہین کرتے تھے خواہ دوسری جگہ وضو کرنے مین بارش اور برف کیوجہ سے کتنی ہی تکلیف برداشت کرنی پڑتی - یہی حسام الدین چلپی مثنوی شریف کی تصنیف کے باعث ہوے جسکی آئندہ تفصیل آئیگی - بعد وصال مولانا حسب وصیت مولانا کے یہی جانشین ہوے ۶۸۴ھ مین انکا وصال ہوا - مزار شریف قونیہ مین ہے -

مولانا کے اخلاق وعادات

جب مولانا علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل سے فارغ ہوکر مسند نشین پدر بزرگوار ہوے تو آپ کا وجود باوجود تمام روم وشام مین بہت اعزاز کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا آپکا حلقہ تدریس و تعلیم بہت وسیع تھا آپکا وعظ بہت ہی پر اثر ہوتا تھا آپکے فتاوی دور دور تک مستند سمجھے جاتے تھے جب آپکی سواری نکلتی تھی علما و فضلا اور امرا کبرا کے بڑے بڑے گروہ آپکے ہمراہ رکاب رہتے تھے - مباحثہ اور مناظرہ مین بھی آپ کامل تھے - تمام ملک مین آپکی قبولیت عامہ کا شہرہ تھا امرا اور سلاطین وقت بھی آپکے معتقد تھے علم ظاہر کے سوا علم باطنی جو سید برہان الدین محقق ترمذی (خلیفہ مولانا بہاء الدین محمد سلطان العلماء) سے آپکو پہنچا تھا - طالبان راہ خدا کو تعلیم فرماتے تھے صدہا کشف و کرامتین آپسے ظاہر ہوتی رہتی تہین بلحاظ علم ظاہر آداب شرع شریف کی پابندی مدنظر تھی اور ہوش و حواس بجا اور درست تھے -

سماع اور مولانا کا استغراق

لیکن جبسے شمس الدین تبریزی سے آپکی ملاقات ہوکر خلط اور ربط بڑہا ہوش و حواس مین تفرقہ آگیا اکثر اوقات بیخودی اور بیخبری محویت اور استغراق کا غلبہ رہنے لگا کئی کئی دن سماع کے کیف مین بلا خورد و نوش گذر جاتے تھے -

مولانا کا ذکر و مراقبہ و نماز

مولانا ہوش کی حالتمین ذکر و شغل عبادت و ریاضت مین مشغول رہتے تھے کہ مَنْ کَمُلَ عِرْفَانُهُ کَمُلَ عِبَادَتُهُ یعنے جس شخص کا عرفان پورا ہوتا ہے وہ عبادت مین بھی کامل ہوتا ہے ؎ بندگی آمد لباس زندگی ٭ زندگی بے بندگی شرمندگی
عین نماز مین جب کبھی سکر غالب ہوجاتا تھا وہی رکعت مین عشا سے صبح ہوجاتی تھی آپکی غزل کا شعر ہے ؎

بخدا خبر ندارم چو نماز می گذارم ٭ کہ تمام شد رکوعے کہ امام شد فلانے

موسم سرما مین رات کے وقت ایک مرتبہ آپکو نماز پڑہتے مین رقت ہوی برفسے آنسو چہرہ مبارک پر جم کر یخ ہوگئے صبح کو لوگون نے دیکھکر شناخت کیا

مولانا کی شب خوابی

سپہ سالار لکھتے ہین کہ مین نے کبھی آپکو شب خوابی کے لباس مین نہین دیکھا بلکہ آپ رات بھر ذکر و مراقبہ مین مشغول بیٹھے رہتے تھے جب نیند کا غلبہ ہوتا تھا بے اختیار ہوکر کسی طرف کو گر جاتے تھے اور آنکھہ لگ جاتی تھی چنانچہ ارشاد فرماتے ہین کہ ؎

ہمہ خفتند و من دل شدہ را خواب نبرد ٭ ہمہ شب دیدہ من بر فلک استارہ شمرد ٭ خوابم از دیدہ چنان رفت کہ ہرگز نایدہ ٭ خواب من زہر فراق تو بنوشید و بمرد

غزل ٭ دیدہ خون گشت و شبخون نمی خسپید ٭ دل من از جنون نمی خسپید
پیش ازین در عجب ہمی بودم ٭ کاسمان نگون نمی خسپید
مرغ و ماہی ز من شدہ حیران ٭ کاین شب و روز چون نمی خسپید
آسمان خود کنون ز من حیران است ٭ کہ چرا این زبون نمی خسپید
عشق بر من فسون اعظم خواند ٭ دل شنید آن فسون نمی خسپید

مولانا کا زہد و قناعت

آپکے زہد و قناعت کی یہ حالت تھی کہ امرا کے پاس سے ہزارہا روپیہ کے قیمتی نذر و تحائف آپکے پاس آتے تہے آپ سب ،

شیخ صلاح الدین زرکوب کے پاس بھیجدیتے تھے اور اونکے وصال کے بعد حسام الدین چلپی کے پاس وہ جسے ابدیہ خود اسکو صرف کر ڈالتی ۔ گاہے گاہے
جب مکان مین کچھ خرچ کو نہوتا تھا تو آپکے صاحبزادہ سلطان ولد کوئی کوئی چیز آپکی اجازت سے مکان مین بھیجدیتے تھے جس دن مولانا کے یہان کچھ کھانے کو نہوتا
تو آپ فرماتے تھے کہ الحمد للہ آج ہمارے گھر مین فقر کی بو آتی ہے اکثر اوقات آپ اپنے منہ مین ہلیلہ سیاہ رکھتے تھے کہ خلو سے معدہ اور جگر کی گرمی سے صفرا کا غلیان نہ ہو

مولانا کی سخاوت | آپکی سخاوت کی کیفیت تہی کہ جو کچھ آپکے پاس آتا تھا سائلون کو دیدیتے تھے ۔ اگر کچھ دینے کیلئے نہ ہوتا تو بدن سے عبا اور کرتہ
نکالکر سائلونکے حوالہ کر دیتے تھے ۔

مولانا کا حلم و تواضع | آپکی حلم و تواضع کی کیفیت تہی کہ ادنی اعلی کو آپ ہی پہلے سلام کیا کرتے تھے ۔ ایک روز آپ بازار مین تشریف لیجا رہے تھے
کچھ لڑکون نے آپکی دست بوسی کی ۔ ایک لڑکے کے ہاتھ خالی نتھے اوسنے دست بوسی کیلئے آپکو ٹھیرالیا آپ ٹھہر گئے جب اوسنے اپنے ہاتھ خالی کر کے آپکی
دست بوسی کر لی تو آپ آگے بڑھے ۔ ایک مرتبہ جلسۂ سماع مین ایک شخص کو وجد ہوا وہ بحالت بیخودی بار بار آپکے اوپر آکر گرتا تھا لوگ بزور
اوسکو ہٹا دیتے تھے آپکو یہ بات ناپسند آئی اور ارشاد فرمایا کہ شراب اوس نے پی ہے اور آپ بدمستی کرتے ہین ۔ ایک مرتبہ حمام مین غسل کرنیکی غرض سے آپ
تشریف لیگئے ملازمین حمام نے دوسرے لوگونکو واسطے ہٹا دینا چاہا آپنے انکو منع کیا اور خود باہر نکل آئے ۔ شہر دمشق مین جہان آپ علوم ظاہری کی تحصیل
فرما رہے تھے بعض نا واقفون نے آپکے روبرو بسبیل تذکرہ آپکے والد ماجد کی شان مین کہا کہ مولانا بہاء الدین مین کیا ایسا کمال تھا جو انکو سلطان العلما مشہور
کر دیا تھا آپنے کسی امر مین زبان نہ کہولی جب آپ باہر تشریف لیگئے تو واقفین نے اُن کو زجر کیا کہ افسوس ہے تمنے مولانا کے والد کی توہین انکے روبرو کی اور
اونکی ظرف کو صد آفرین ہے کہ لب تک نہ ہلایا ۔ یہ سب صاحب آپکے پاس معافی کی غرض سے آئے آپنے فرمایا مین ایسی باتونسے گران خاطر نہین ہوتا ہون
معافی آپکو چاہنے کی ضرورت نہین ہے ۔ ایک مرتبہ آپکی زوجہ صاحبہ نے کسی غلطی کے باعث اپنی کنیز کو تنبیہ کی آپ بھی مکان ہی مین تھے
بہت متاسف ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ سب آدمی برابر ہین ۔ اگر آج تم اوسکی کنیز ہوتین اور وہ تکو سرزنش کرتی تو تمہاری کیا حالت ہوتی ۔ آپکی
زوجہ صاحبہ اس نصیحت سے بہت متاثر ہوئین بعدہ اوس کنیز کو انہون نے آزاد کر دیا ایک مرتبہ دو آدمی سر راہ آپس مین لڑ رہے تھے ایک دوسرے کے ساتھ
گالم گلوچ کر رہا تھا آپنے یہ واقعہ ملاحظہ فرمایا اور دونون سے کہا کہ بھائیو دونون مجھکو جو چاہو کہلو مگر آپس مین مت لڑو وہ آپکا حلم اور تواضع
دیکھکر شرمندہ ہوگئے اور اپنے اپنے گھرونکو چلے گئے ۔

مولانا کا وعظ | مولانا کے زمانہ مین وعظ کا یہ دستور تہا کہ قاری آیات قرآنی بحکم واعظ پڑھا کرتا تھا اور واعظ صاحب اُن آیات کے مطالب بیان کیا کرتے تھے ۔
آپ ایک روز مسجد قلعہ قونیہ مین بعد نماز جمعہ وعظ فرما رہے تھے امرا اور روسا کے سوا علما فضلا اور فقرا و مشائخ بھی اس جلسہ مین شریک تھے معارف کا
ایک بحر ذخار دریائے ناپیدا کنار آپکے سینۂ فیض گنجینہ سے موجزن تہا مضامین کے دُر ہائے آبدار اور جواہر نثار ہوا ر آپکی زبان حقیقت ترجمان سے بکھر رہے تھے
حاضرین محظوظ اور متکیف ہو رہے تھے ہر طرف سے صدائے سبحان اللہ اور آوازۂ واہ واہ بلند تھا ایک کمال صاحب کو آپکے بیان پر حسد ہوا اور کہنے لگے
کہ مقررہ آیات کا وعظ بیان کرنا کوئی کمال نہین ہے ۔ مولانا نے یہ سنکر فرمایا کہ آپ ہی کوئی آیت پڑھئے کہ اوس کے متعلق وعظ بیان کیا جائے
اونہون نے جوش مین آکر سورہ والضحی کے وعظ کی درخواست کی مولانا نے روئے سخن اوسی سورہ شریف کیطرف متوجہ کر دیا صرف والضحی کے مطالب
کی توضیح و تشریح مین شام ہو گئی ۔ اہل مجلس کو وجد اور بیخودی ہو گئی وہ حاسد بھی ایسی بیخودی سے سرشار ہوئے کہ تمام کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے اور مولانا کے

ص ص سے خانہ محمدی صلعم ہے اور جب آپکے گھر مین کچھ ما یحتاج موجود رہتا تو آپ فرماتے کہ آج ہمارا گھر محل فرعون کیساتہ ہمسری کر رہا ہے ۔

قدمون پر آگرے آپکے وعظ کی بڑی شہرت ہوگئی چونکہ مولنا شہرت اور نام سے بہت بچتے تہے آپنے وعظ ہی کہنا موقوف کردیا اور تازیست پہر وعظ نہ کہا

خویش را رنجور سازی زار زار	تا ترا بیرون کنند از اشتہار	اشتہار خلق بند محکم ست	در رہ این از بند آہن کی کم ست

مولانا کا علم مجلس اور ادب ایک مرتبہ آپ شیخ صدرالدین قونوی کے پاس تشریف لیگئے اُنہون نے نہایت توقیر کیساتہہ آپکو تعظیم دیکر اپنے مصلے پر بٹہایا دونون صاحب آپسمین مراقب تہے حاضرالوقت حاجی کاشی نے مولانا سے تین مرتبہ دریافت کیا کہ معرفت کیا چیز ہے آپنے بلحاظ ادب شیخ تینون مرتبہ کچہہ جواب نہ دیا شیخ صاحب نے حاجی سے کہا کہ مولانا کا سکوت عین معرفت ہے کہ اَلْفَقِیْرُ اِذَا عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ ع کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد ۔

مولانا کا انکسار ایک مرتبہ مدرسہ اتابکیہ مین علامہ شمس الدین ماردینی طلبا کو درس دیرہے تہے قاضی سراج الدین اور شیخ صدرالدین اونکی پیش بیٹہے تہے تمام علما اور امرا معززین اپنے اپنے موقع اور قرینہ سے جاگزین تہے اتفاقاً آپ بہی وہان تشریف لے آئے اور خدام مجلس کی جگہہ ایک کنارہ کو بیٹہہ گئے

اللہ اکبر ؎
فروتنی ست دلیل رسیدگان کمال | کہ چون سوار بمنزل رسد پیادہ شود

یہ دیکہکر معین الدین پروانہ صاحب شاہی اور مجد الدین اتابک اور دیگر امرا اپنی اپنی جگہہ سے اوٹہکر مولانا کے آس پاس آ بیٹہے ۔ اور قاضی سراج الدین بہی اپنی جگہہ سے اوٹہکر آگئے سبنے آپکی دست بوسی کی اور بہت لجاجت کرکے مسند کے قریب لیجاکر آپکو بٹہایا علامہ نے بہی بہت معذرت کی اور کہا ہم سب آپکے خدام اور غلامان غلام ہین ۔

ایک مرتبہ آپنے بحالت جوش وحدت الوجود ارشاد فرمایا کہ مجہکو تہتر فرقون مین سے کسی سے بہی غیریت نہین ہے علمائے وقت کو یہ بات سنکر بہت غصہ آیا اور بعض بعض صاحب تصدیق کی غرض سے بہی آپکے پاس آگئے آپنے فرمایا صحیح اور درست ہے (حافظ شیرازی) ؎

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ | چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

یہ سنکر انہون نے مولنا کو برا بہلا کہا مولانا نے مسکرا کر ارشاد فرمایا یہ بہی درست ہے ۔ وہ سب شرمندہ اور نادم ہوکر واپس چلے گئے ۔

ایک مرتبہ کسی شخص نے اوحدالدین کرمانی کا ذکر کیا کہ گو وہ شاہد پرست تہے مگر پاکباز تہے آپنے فرمایا کہ "کاشکے کردی و گذشتے"

مولانا کی وجہ معاش آپکی معاش کی کیفیت تہی کہ مدرسہ اوقاف سے پندرہ دینار ماہوار مقرر تہی آپ اوسکی معاوضہ مین خدمت فتوی نویسی انجام دیتے تہے مریدونکو تاکید تہی کہ جسوقت کوئی ضرورت مند آئے فوراً مجہکو اطلاع کردیا کرو خواہ مین کسی حالت مین ہون ۔ مریدین ہر وقت دوات قلم لیے رہتے تہے جب کوئی شخص استفتا لاتا تہا آپ فوراً جواب لکہکر اوس کے حوالہ کردیتے تہے ۔

ایک مرتبہ آپکو وجد کی کیفیت طاری تہی فتوی پیش کیا گیا آپنے جواب لکہدیا علامہ شمس الدین ماردینی نے اوسپر اعتراض کیا آپنے کتاب کا حوالہ بتایا کتاب دیکہی گئی تو مطابق نکلا اور جواب صحیح ثابت ہوا۔ علامہ کو ندامت ہوئی۔ ہر چند کہ آپکے دوست احباب آپکو دنیا کے نفع کی طرف متوجہ کرتے تہے اور دوسرے بزرگان دین کی فتوحات اور حالات بیان کرتے تہے مگر آپکو مطلق خبر نہ ہوتی تہی ۔ ایک مرتبہ شیخ صدرالدین قونوی کا ذکر آیا کہ اونکو ہزارہا روپیہ کا سرکار سے وظیفہ ملتا ہے اور آپکو صرف پندرہ دینار ملتے ہین ۔ آپنے فرمایا کہ یہ بہی اگر اونکو ہی ملتے تو اچہا تہا ۔

مولانا کا امرا سے اجتناب اگرچہ بڑی بڑی امرا اور شاہان وقت سے آپکے مراسم اور تعلقات تہے مگر اندرونی طور پر آپ اونکی ملاقات سے کارہ تہے جب کوئی

امیر جاتا تھا مجبوراً آپ مل لیتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی امیر نے نہ حاضر ہوسکنے کی باعث عدیم الفرصتی کا عذر آپکی خدمتمیں عرض کرایا تو آپنے فرمایا معذرت کی ضرورت نہیں ہے میں لوگوں کے نہ ملنے سے زیادہ ممنون ہوتا ہوں بمقابلہ ملنے کے۔ ایکمرتبہ معین الدین پروانہ معہ چند امرا آپکی ملاقات کیلئے حاضر ہوا آپ باہر تشریف نہ لائے معین الدین کو خطرہ گذرا کہ سلاطین اور امرا اولو الامر ہیں اور بادشاہ وقت ہیں قرآن شریف میں انکی اطاعت ضروری ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ باہر تشریف لائے سلسلۂ کلام میں آپنے اس خطرہ کے متعلق ایک واقعہ سنایا گویا ضمناً جواب دیدیا کہ ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی غوث وقت شیخ ابوالحسن خرقانی کی ملاقات کیلئے گیا شیخ کو اطلاع ہوئی مگر شیخ خبر نہ ہوسکے حسن میمندی وزیر نے کہا کہ قرآن شریف میں أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ آیا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ فقیر در اطیعوا اللہ چنان مستغرق کہ از اطیعوا الرسول خجالت می کشد تا به اولی الامر چہ رسد۔ مولانا کی یہ تقریر سنکر معین الدین اور جملہ حاضرین پر بہت اثر ہوا اور رقت ہوگئی

مولانا کی بیخودی

اکثر مولانا پر بیخودی طاری رہتی تھی گاہی گاہی اوسی حالتمیں آپ یکایک کھڑے ہوکر رقص کرنے لگتے تھے کبھی آپ جنگل کو نکل جاتے تھے اور کبھی کئی ہفتہ لاپتہ رہتے تھے لوگ ہر طرف تلاش کرتے تھے تو آپکا کسی ویرانہ میں سراغ لگتا تھا بعض وقت سماع میں آپ پر بیخودی طاری ہوتی تھی جو کچھ آپکے بدن پر لباس ہوتا تھا قوالوںکو دیدیا کرتے تھے۔ خواجہ مجد الدین آپکے مرید جان نثار ہمیشہ کپڑوںکے کئی کئی صندوق اپنے ساتھ رکھتے تھے جہاں مولانا نے اپنے بدن کا لباس قوالوں کے حوالہ کیا اونہوں نے دوسرے کپڑے پہنا دئیے۔

مولانا کا رباب باجہ کو سننا

معین الدین پروانہ نے کسی عالم کو خدمت قضائت پر مامور کرنا چاہا مولویصاحب نے ملازمت قبول کرنیکے متعلق تین شرطیں پیش کیں ایک یہ کہ رباب باجہ کا رواج بالکل مسدود کر دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ چپراسی عدالت سے نکالدئے جائیں اور نئے چپراسی مامور کئے جائیں تیسرے یہ کہ چپراسیونکو حکم دیا جائے کہ وہ کسی اہل مقدمہ سے کچھ نہ لیا کریں چونکہ مولانا بھی رباب سنتے تھے معین الدین نے شرط اول کو منظور نہ کیا عالم صاحب نے خدمت قضائت قبول کرنیسے انکار کردیا۔ مولانا نے سنکر فرمایا کہ وہ رباب کی برکت سے قضائت کی بلا سے محفوظ رہے۔

ایکمرتبہ آپسے سلطان ولد نے شکایت کی سب کے مرید آپسمیں اتفاق سے رہتے ہیں اور ہمارے مریدین آپسمیں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں آپنے فرمایا کہ اورونکے مرید مرغیاں ہیں اور ہمارے مرید مرغ ہیں ہزار مرغیں ایک جگہ بسر کرسکتی ہیں اور دو مرغ بغیر لڑے نہیں رہ سکتے۔

مولانا کی علالت

۶۷۲ھ میں قونیہ میں بڑے زور کا زلزلہ آیا اور کامل چالیس روز تک رہا۔ مخلوق پریشان و سرگردان پھرتی تھی سب لوگ مولانا کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یہ کیا بلائے آسمانی ہے آپنے فرمایا کہ زمین بھوکی ہے امید ہے کہ عنقریب اسکو لقمہ ملیگا اوسی زمانہ میں آپنے یہ غزل لکھی تھی؎

باین ہمہ مہر و مہربانی — دل می دہدت کہ خشم رانی
وین جملہ شیشہ خانہا را — درہم شکنی بلن ترانی
در زلزلہ است دار دنیا — کز خانہ تو رخت می کشانی
نالان ز تو صد ہزار رنجور — بے تو نہ زیند ہین تو دانی

اسکے چند ہی روز بعد آپکا مزاج ناساز ہوا اطبائے وقت اکمل الدین اور غضنفر علاج میں مشغول ہوئے لیکن نبض کی حالت غیر معمولی تھی لحظہ میں کچھ لحظہ میں کچھ آخر طبیب تشخیص نہ کرسکے اور آپسے عرض کیا کہ آپ خود اپنے مزاج کی حالت بیان فرمائے

آپ مطلق متوجہ نہوئے بقول سے ؎ از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب — دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

آپکی بیماری کی خبر عالم مین مشہور ہوگئی شیخ صدر الدین قونوی خلیفہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی جو روم و شام مین بزرگ شیخ شمار کیے جاتے تھے معہ امرید اپنے آپکی عیادت کیلئے آئے اور آپکے مرض کی شدت دیکھکر بیقرار ہوگئے اور دعا کی کہ اللہ تعالی آپکو شفا عنایت فرمائے آپنے فرمایا شفا آپکو مبارک ہو یہان طالب و مطلوب مین صرف ایک پیرہن کا پردہ باقی رہگیا ہے کیا اسکا اٹھجانا اور نور کا نور مین مل جانا آپ پسند نہین فرماتے شیخ روتے ہوئے اوٹھ گئے اور مولانا نے یہ شعر پڑھا ؎ چہ دانی تو کہ در باطن چہ شاہی ہمنشین دارم — رخ زرین من منگر کہ پائے آہنین دارم

تمام شہر اور باہر کے علما و مشائخ امرا و رؤسا اور ہر طبقہ کے لوگ آپ کو گھیرے ہوئے تھے اور بے اختیار روتے تھے آپ سے دریافت کیا گیا کہ بعد آپکے جانشین کون ہوگا آپنے فرمایا حسام الدین لوگون نے دوبارہ سہ بارہ پوچھا تو بھی آپنے اونہی کا نام لیا چوتھی مرتبہ لوگون نے آپکے صاحبزادہ سلطان ولد کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ پہلوان ہے اوسکے لئے وصیت کی حاجت نہین ہے۔

مولانا کا وصال — اسکے بعد ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ھ روز یکشنبہ بوقت غروب آفتاب بعمر ۶۸ سال آپنے وصال فرمایا صبح کو جنازہ اٹھایا گیا بادشاہ وقت اور ہر طبقہ کے لوگ علما مشائخ امرا فقرا تجار بلکہ یہود و نصاری بھی جنازہ کے ساتھ چیخین مار مار کر روتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر مولانا تمہارے محمد تھے تو ہمارے موسی و عیسی تھے کثرت اژدہام کے باعث عصر کے وقت جنازہ قبرستان مین پہنچا بموجب وصیت مولانا شیخ صدر الدین کو نماز کیلئے آگے کیا گیا مگر وہ نماز نہ پڑھا سکے اور چیخ مارکر بیہوش ہوگئے قاضی سراج الدین نے نماز پڑھائی اور آپ مدفون ہوئے مزار اقدس پر ہم روز تک لوگونکا ہجوم رہا سلطان ولد نے اپنی مثنوی مین اسواقعہ کو نظم کیا ہے ؎

پنجم ماہ در جمادی آخر
چشم زخمی چنان رسید آن دم
زو جہان ہم ز رومی و اتراک
کردہ او را سپیچیان معبود
ہمہ کردہ ز غم گریبان چاک

بود نقلان آن شہ فاخر
گشت نالان فلک دران ماتم
کردہ از درد او گریبان چاک
دیدا و را جہود خوب چو ہود
ہمہ از سوز کردہ بر سر خاک
بعد چل روز سوی خانہ شدند

سال ہفتاد و دو بدہ بعد
مردم شہر از صغیر و کبیر
بر جنازہ ہمہ شدہ حاضر
عیسوی گفت اوست عیسی ما
ہمچنان این کشید تا چل روز
ہمہ مشغول این فسانہ شدند

ششصد از عہد حضرت احمد
ہمہ اندر فغان و آہ و نفیر
از سر مہر عشق نز پے بر
موسوی گفت اوست موسی ما
ایچ ساکن نہ شد دمے تف و سوز

مولانا کے طریق کی بیعت کا طرز — آپکا سلسلہ باطنی جو علی العموم جلالیہ اور بعض مقامات پر مولویہ کے نام سے مشہور ہے ملک روم و شام و مصر و عراقین اور حجاز و عرب اور بعض بعض جزائر مین مروج ہے اس سلسلہ کے مرید کلاہ نمدی اور دراز اور ہجائے قمیص ایک چغہ سا جامہ پہنتے ہین اور مشائخ ٹوپی پر عمامہ بھی باندھتے ہین۔ مرید کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ اول طالب سے ایکہزار ایکسو ایک روز تک خدمات ذیل کراتے ہین اگر درمیان مین کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو پھر نئے سرے سے شروع کراتے ہین اگر کوئی شخص ان خدمات کو نہ انجام دے سکے تو اوسکو نااہل سمجھکر شریک سلسلہ نہین کرتے خدمات یہ ہین ۱۰۰ دن تک چارپایون کی خدمت ۱۰۰ دن جاروب کشی ۱۰۰ دن تک آب کشی ۱۰۰ دن فراشی ۱۰۰ دن ہیزم کشی ۱۰۰ دن باورچی گری ۱۰۰ دن بازار سے سودا لانا ۱۰۰ دن جلسہ فقرا کی خدمتگزاری ۱۰۰ دن داروغہ گری وغیرہ وغیرہ بعد تکمیل مدت مذکورہ اوسکو غسل دیکر خانقاہ شریف مین

سے لباس پہنایا جاتا ہے اور تمام محرمات سے توبہ کرا کر اسم جلالی تلقین کیا جاتا ہے اور اوسکی بود و باش کیلیے ایک حجرہ مخصوص کر دیا جاتا ہے پھر وہ حسب طریقہ حلقۂ ذکر جلی اور مراقبہ کی تعلیم پاتا ہے۔ دف اور نے کیساتھ سماع بھی سنا جاتا ہے۔ اکثر مرید بحالت وجد کھڑے ہو کر رقص کرتے ہین۔

مولانا کی اولاد آپکے دو فرزند تھے بڑے خلف الرشید مولانا سلطان بہاء الدین ولد چھوٹے ناخلف علاء الدین چلپی جنپر شمس تبریز کے قتل کا الزام عائد ہے منقول ہے کہ انہین سے مولانا نے اونکو گھر سے نکالدیا تھا تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ کسی مرض مزمن مین گرفتار ہو کر مر گئے تھے۔ آپ اونکے جنازہ اور دفن مین بھی شریک نہین ہوے۔ بڑے صاحبزادہ سلطان ولد علوم و معارف مین یگانۂ روزگار تھے۔ مولانا کے وصال کے بعد لوگون نے بسبب مقبولیت و اعتقاد عام انہین کو مولانا کا جانشین کرنا چاہا تھا لیکن بموجب وصیت مولانا انہون نے مولانا حسام الدین چلپی کو جانشین کیا جب اونکا ۶۸۳ھ مین بقضاے الہی وصال ہو گیا تو بالاتفاق آپ سجادہ نشین ہوے۔ آپکے معاصر اگرچہ بڑے بڑے علما و فضلا موجود تھے مگر آپکی کیفیت تھی کہ جب کسی امر کے متعلق آپ تقریر کرتے تھے تمام جلسہ ہمہ تن گوش بنجاتا تھا۔ آپکی تصانیف سے ایک مثنوی مشہور ہے جو گویا مولانا کے حالات کی ایک تاریخ ہے۔ آپ نے ۷۱۲ھ مین بعمر ۹۰ سال وصال فرمایا اور چار صاحبزادے چھوڑے۔ ایک جلال الدین فریدون عرف چلپی عارف سب سے بڑے (مولانا کے زمانہ حیات ہی مین تولد ہو گئے تھے اور بعد سلطان ولد کے سجادہ نشین مقرر ہوے تھے انہون نے ۷۱۹ھ مین وصال فرمایا) دوسرے چلپی عابد تیسرے چلپی زاہد چوتھے چلپی واجد۔

مولانا کے معاصر ملوک طبقۂ ملوک مین سے آپکے ہمعصر ملک توران و ایران مین ہلاکو خان اور اباقا آن خان فرمانروا تھے اور ممالک مصر و شام مین بندقدار و ارلک [illegible] علاء الدین کیقباد سلجوقی اور اوسکا فرزند غیاث الدین کیخسرو اور رکن الدین قلیج ارسلان اور ممالک ہندوستان مین شمس الدین التمش اور اوسکے فرزند رکن الدین فیروز شاہ التمش اور معز الدین بہرام شاہ التمش اور ناصر الدین محمود التمش۔

مولانا کے معاصر حکما طبقۂ حکما مین سے آپکو اخیر زمانہ امام فخر الدین رازی مصنف تفسیر کبیر (کُلُّ شَیْءٍ فِیْہِ اِلَّا التَّفْسِیْر) کا ملا تھا جنکی بابت مولانا مثنوی مین فرماتے ہین ~ گر باستدلال کار دین بدے ٭ فخر رازی رازدار دین بدے ٭ پاے استدلالیان چوبین بود ٭ پاے چوبین سخت بے تمکین بود ٭ نیز اخیر زمانہ محقق طوسی مصنف تجرید کا ملا جسنے ریاضیات کو از سر نو ترتیب دیا اور علامہ قطب الدین رازی محقق مصنف شرح حکمۃ الاشراق و درۃ التاج نعرۃ الدیباج (جو علم معقول مین محقق طوسی کے بڑے شاگرد اور منقول مین صدر الدین قونوی اور ابن جوزی کے تلمیذ الرشید تھے وہ آپکی خدمت مین حاضر ہو کر نصائح سے استفادہ کیا کرتے تھے جیساکہ مناقب العارفین مین اونکا مقولہ مندرج ہے کہ مین دس مرتبہ مولانا کیخدمت مین مستعد علما کو مناظرہ کی غرض سے اپنے ہمراہ لیکر گیا آپکے چہرہ پر ہماری نگاہ پڑتی ہی ہم ایسے جاہل اور علم سے کورے ہو گئے گویا ہمنے کبھی کچھ پڑھا ہی نہ تھا تھوڑی دیر کے بعد آپنے خود ایسی تقریر شروع کی جسمین وہ سب مسائل معہودہ آگئے بالآخر ہم سب آپکے مرید ہو گئے یہی مضمون جواہر مضیہ اور مدینۃ العلوم ازنیقی مین بھی منقول ہے) اور یاقوت حموی مصنف قاموس الجغرافیہ اور ضیاء ابن بیطار جسنے بہت سی جدید ادویہ دریافت کر کے معالجات مین شریک کین اور ابن القفطی مصنف تاریخ الحکما۔ خوجگی امام المنطق علی توشجی صاحب شرح تجرید۔

مولانا کے معاصر علما طبقۂ علما مین سے ابن نجار المورخ ابن اثیر المورخ۔ ابن الفارض۔ عبد اللطیف البغدادی۔ نجم الدین الرازی۔ سکاکی مصنف مفتاح العلوم۔ سیف الدین الآمدی۔ شمس الائمۃ الکردری۔ ابن الصلاح المحدث۔ ابن حاجب النحوی۔

مولانا کے معاصر اولیا طبقۂ اولیا مین سے آپنے اخیر زمانہ حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا پایا جبکہ ۶۱۰ھ مین آپ اپنے والد ماجد کے ہمراہ خوارزم سے سفر کرکے نیشاپور پہونچے تو اون کی ملاقات سے مشرف ہوے اونہون نے اپنی کتاب اسرار نامہ آپکو دی اور آپکے والد ماجد سے ارشاد فرمایا کہ این فرزند گرامی

بدار زود باشد کہ از نفس گرم آتش بر سوختگان عالم زند۔ اور اسی سفر کے دوران میں جب آپ بغداد شریف پہونچے تو حضرت شیخ الشیوخ ابو عمر شہاب الدین سہروردی قادری رحمۃ اللہ کا آخر زمانہ تہا اُنسے بہی ملاقات ہوی۔ اور حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ کا بہی اخیر زمانہ تہا کہ دمشق مین اونسے ملاقات ہوئی اور سید برہان الدین محقق ترمذی تلمیذ والد ماجد مولانا جو آپکے اتالیق اور استاد اور ابتدای مرشد تہے اور اونکے مرید شیخ صلاح الدین زرکوب جنسے بعد وصال حضرت شمس الدین تبریزی کئی سال تک صحبت گرم رہی اور مولانا صدر الدین قونوی خلیفۂ رشید شیخ اکبر موصوف سے سالہا سال تک نہایت مخلصانہ تعلقات رہے مولانا نے انہی جنازہ کی نماز پڑہانیکے لئے بہی اونہی کو وصیت فرمائی تہی انکے علاوہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور فخر الدین عراقی سے بہی اتفاق ملاقات کا ہوا جو شیخ الشیوخ موصوف اور کمال الدین جندی (آپکے دادا پیر) کی خلفاء مین سے تہے اور بو علی شاہ شرف قلندر سے بہی جو مدت تک آپکی خدمت مین مقیم رہے۔ اور شیخ ابو الحسن مغربی شاذلی مصنف حزب البحر۔ اور شیخ عبد اللہ مغربی و شیخ یٰسین مغربی۔ اور شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی سے بہی آپکی ملاقات ثابت ہے بوستان مین بہی مجمل طور پر مذکور ہے کہ شیخ نے ایک بزرگ کی ملاقات کیلئے ملک روم کا سفر کیا لیکن مناقب العارفین مین نہایت وضاحت کیساتھ شیخ کے اس سفر کا حال لکہا ہے کہ شمس الدین بادشاہ والی شیراز کو شیخ کے توسط سے مولانا کی ایک غزل ملی تہی جسکے مضامین نہایت پرجوش اور پر اثر تہے بادشاہ نے اسی ایک غزل کے سُننے کیلئے سماع کی مجالس منعقد کیتہے اور شیخ سعدی کو تحائف بیش بہا دیکر مولانا کی خدمت مین ملک روم شہر قونیہ روانہ کیا تہا اوس غزل کی بعض اشعار یہ ہین۔

ہر نفس آواز عشق میرسد از چپ و راست
ما بفلک میرویم عزم تماشا کراست
ما بفلک بوده ایم یار ملک بوده ایم
باز ہمان جا رویم باز کہ آن شہر ماست
ما ز فلک برتریم وز ملک افزون تریم
زین دو چرا نگذریم منزل ما کبریاست

علاوہ ان بزرگوں کے باعتبار سنہ وفات مشائخ مندرجہ ذیل تحت سے بہی آپکو ہمعصری ہے مگر باہم ملاقات ہونیکا مجکو ثبوت نہین ملا ہے جناب شیخ صدر الدین عارف خلیفہ و فرزند شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور مشائخ سلسلۂ چشتیہ مین سے آخر زمانہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز اجمیری رح اور اونکے خلیفہ حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی رح کا اور اوسط زمانہ اونکے خلیفہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رح کا اور اول زمانہ اون کے خلفاء شیخ جمال الدین ہانسوی رح اور سید علی احمد علاء الدین صابر رح و شیخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رح کا اور مشائخ سلسلۂ نقشبندیہ مین سے اوسط زمانہ حضرت خواجہ عارف ریوگری رح خلیفہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رح اور اونکے خلیفہ جناب محمود انجیر فغنوی رح کا اور اونکے خلیفہ جناب شیخ علی عزیزان رح رامتینی کی کم عمری کا۔

مولانا کی تصانیف | آپکی تصانیف سے تین کتابین مشہور ہین ایک فیہ ما فیہ یعنے اُن خطوط کا مجموعہ جو آپنے وقتاً فوقتاً معین الدین پروانہ حاجب شاہی کے نام لکہے تہے دوسرا دیوان تیسری مثنوی۔

مولانا کا دیوان | دیوان مین ۵۰ ہزار سے زیادہ اشعار ہین یہ اُن غزلیات کا مجموعہ ہے جو اکثر حضرت شمس تبریزی کی فراق مین اور بعض شیخ صلاح الدین زرکوب کے ہجر مین لکہی گئی تہین اونکو آپکے صاحبزادہ سلطان ولد رح نے کتاب کی حیثیت سے جمع کیا تہا منتخب دیوان جسمین تقریباً ۳۰ ہزار شعر ہین ۱۳۰۱ھ مین پنجاب مین طبع ہوا ہے اور اصل دیوان بلکہ کلیات مطبع نولکشور مین چہپا ہے اور ہر جگہ مولانا کی نام کی غلطی سے شمس تبریز کا نام طبع ہوگیا ہے اس دیوان کے تصنیف کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت کمال الدین جندی آپکے دادا پیر جو شمس تبریزی کو پیر تہے اپنے مریدونکو چلہ کشی کا حکم دیا تہا جسکی تفصیلی کیفیت بضمن [illegible] مولانا سابقاً بیان ہوچکی ہے کہ مریدین چلہ سے فارغ ہوکر باہر آئے تو فخر الدین عراقی نے جو نئے معارف اور حقائق بطور واردات منکشف ہوئے تہے

نظم کرکے پیش کیے اور شمس الدین تبریزی نے کہا کہ مجھکو اسکے اظہار کا یارا نہین ہے پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ اے شمس تبریز تجھکو خدا تعالی ایک ایسا عنایت یعنی مرید عنایت فرمائیگا جو معارف و حقایق اولین و آخرین تیرے نام سے نظم کرکے ظاہر کریگا۔ اسی بنا پر شمس تبریز روم مین آئے اور مولانا کو مرید کیا مولانا نے دیوان کا دیوان اونکے نام پر تصنیف کیا۔ اور ہر غزل کے مقطع مین تخلص شمس کا شریک کیا عجب ہے کہ نام مصنف کی تبدیلی مین بھی پیشین گوئی کو دخل ہو ورنہ مطبع کی جانب سے اتنی بڑی غلطی کا ہوجانا خالی از تعجب نہین ہے۔ کیونکہ طرز کلام سے صاف ظاہر ہے کہ وہ شمس تبریز کا مصنفہ نہین ہے بلکہ اونکے کسی معتقد کا جیسا کہ ؎

پیر من و مرید من درد من و دوائے من | فاش بگویم این سخن شمس من و خداے من

ع غلام شمس تبریزم قلندر وار می گردم + علاوہ اسکے متعدد شعرا کی ان دیوان کی غزلونکے مصرعونکو مولانا کی طرف منسوب کرکے تضمین کیا ہے جیسے ع

این جواب آن غزل مرشد و سست گفت | من بجو تو چو خشم نافہ تاتار بگیر + دوسرا شعر علی حزین کا یہ ہے + معتبر زنوا عارف رومم | این پردہ بزن کہ یار و ہم

مولانا سے قبل و بعد کے نامی گرامی شعرا کا کلام بلحاظ بندش و نزاکت اعلی انکا ہونسی دیکھا جاتا ہے لیکن اوسمین سوائے صنائع و بدائع لفظی کے سوز و گداز اور جوش و خروش نام کو بھی نہین ہے چنانچہ انوری۔ خاقانی۔ عبدالواسع جبلی عرفی ظہیر فاریابی مسعود۔ سعد سلمان کے کلام موجود ہین جنمین کہین جوش و جذبات کا نام بھی نہین ہے البتہ حکیم سنائی اور شیخ ابو الخیر ابو سعید اور خواجہ فریدالدین عطار کے کلامونمین جوش و جذبات کا پتہ ملتا ہے مگر وہ غزلین نہین ہین رباعی یا مثنویات ہین۔ مولانا ہی سب سے پہلے ایک شخص ہین جنہون نے غزل کے پیرایہ مین ان کوائف کا اظہار کیا ہے اسکے علاوہ آپکے دیوان مین کسی امیر یا بادشاہ کی شان مین کوئی قصیدہ نہین ہے حالانکہ دوسرے بزرگ سعدی شیرازی اور خواجہ عراقی کا کلام بھی اس لوث سے پاک نہین ہے آپکی پوری غزل ایک ہی رنگ اور ایک ہی حال مین مستغرق ہوتی ہے مختلف مضامین جیسا کہ اور شعرا کا مذاق ہے آپکی غزل مین مطلق نہین ہوتی جس سے صاف مستی اور بیخودی ٹپکتی ہے جیسا کہ غزل ؎

چو وضو ز اشک سازم بود آتشین نمازم	در مسجدم بسوزد چو در رسد اذانے
عجبا دو رکعت است این عجبا چہار مست این	عجبا چہ سورہ خواندم چو نداشتم زبانے
بخدا خبر ندارم چو نماز می گذارم	کہ تمام شد رکوعے کہ امام شد فلانے
من قلب آن بر گزیدم مغز را	پوست را پیش سگان انداختیم
جبہ و دستار و علم و قیل و قال	جملہ در آب روان انداختیم
باز از پستی سوے بالا شدم	طالب آن عرش زیبا شدم
چار بودم سہ شدم اکنون دو ام	از دوئی بگذشتم و یکتا شدم
سالکان راہ را محرم شدم	ساکنان قدس را ہمدم شدم
آنچہ از عیسی و مریم یادہ شد	گر مرا باور کنی آن ہم شدم
	رو بمو و اللہ اعلم مر مرا

وله

چو نماز شام ہر کس بنہد چراغ و خوانی	منم و خیال یارے غم و نوحہ و فغانی
عجبا نماز مستان تو بگو درست است این	کہ نداند او زمانی نہ شناسد او مکانی
در عشق جگہ بند کوہم کہ نہ دست ماند و نے دل	دل و دست چون تو بردی بدہ اے خدا امانی
ما دل اندر راہ جان انداختیم	غلغلے اندر جہان انداختیم
تخم اقبال و سعادت تا ابد	از زمین تا آسمان انداختیم
از کمال شوق تیر معرفت	راست کردہ بر نشان انداختیم
آشنائی داشتم ز آنسوی جان	باز زانجا کآمدم آنجا شدم
جاہلان امروز را فردا کنند	من بہ نقد امروز را فردا شدم
گہ چو عیسی جملگی گشتم زبان	گہ لب خاموش چون مریم شدم
پیش نشترہاے عشق لم یزل	زخم گشتم صدرہ و مرہم شدم
کشتۂ اللہ و بس اعلم شدم	

مولانا کی مثنوی	مثنوی شریف کی تصنیف کا آغاز ۶۶۲ھ مین ہوا جیسا کہ خود مولانا ارشاد فرماتے ہین ؎

مطلع تاریخ این سودا و سود ۔ سال از ششصد و شصت و دو بود + اور باعث تصنیف خواجہ حسام الدین چلپی ہوے جیسا کہ منقول ہے کہ ایک شب اونکو یہ خیال آیا کہ مولانا سے ایک مثنوی مثل مثنوی منطق الطیر عطار کے تصنیف کرنیکی درخواست کرونگا اونکا یہ خیال مولانا پر ظاہر ہو گیا ؎

شیخ واقف گشت از اندیشہ اش ۔ شیخ چون شیر است و دلہا بیشہ اش
اولیا اطفال حق اند اے پسر ۔ حاضری و غائبی بس باخبر

اور اوسی شب مین تصنیف شروع فرمادی شروع کے ۱۳ شعر تا ع بس سخن کوتاہ باید والسلام + اوسیوقت لکھ دیے صبحکو حسب عادت جب خواجہ حسام الدین آپکی خدمت مین حاضر ہوے تو آپنے وہ اشعار اونکو دکھاے وہ سخت متعجب ہوے اور اپنے ارادہ کا واقعہ بیان کیا یہی وجہ ہے کہ سواے دفتر اول کے سب دفترونکو خواجہ حسام الدین ہی کے نام سے مولانا نے شروع کیا ہے۔ مولانا اول شب مین تصنیف فرماتے تھے وہ اخیر شب مین صاف کر کے صبح تک حاضرین مجلس کو سنا دیتے تھے یہانتک کہ دفتر اول پورا ہو گیا اسکے بعد بقضاے الہی اونکی زوجہ نے انتقال کیا وہ خانہ داری کے مخصوصین مین پھنس گئے اور مثنوی شریف کی تصنیف بند ہو گئی جب دو سال کے بعد وہ فارغ البال ہوے تو انہون نے پھر مولانا سے تصنیف کا اصرار کیا اور مولانا نے دفتر دوم شروع کیا ؎

مدتی این مثنوی تاخیر شد ۔ مہلتے بایست تا خون شیر شد
چون ضیاء الحق حسام الدین عنان ۔ باز گردانید ز اوج آسمان
چون بمعراج حقایق رفتہ بود ۔ بے بہارش غنچہا نشگفتہ بود

مثنوی کا دفتر ہفتم

چھہ دفتر تمام ہوچکنے کے بعد مولانا سخت علیل ہو گئے اور ساتوین دفتر کے بابتہ آپنے فرمایا کہ ؎

دردل ہر کس کہ باشد نور جان ۔ باقی این گفتہ آید بے گمان

بعض کا بیان ہے کہ اس بیماری سے نہ جانبر ہو سکنے کی وجہ سے ساتوان دفتر تصنیف نہ ہو سکا لیکن صحیح بات یہ ہے کہ مولانا تندرست ہو گئے تھے اونھون نے خود ساتوان دفتر تصنیف فرمایا جسکا آغاز یہ ہے ؎

اے ضیاء الحق حسام الدین سعید ۔ دولتت پایندہ عمرت بر مزید
چونکہ از پنج و ششم کردی گذر ۔ بر فراز چرخ ہفتم کن سفر
سعد اعداد است ہفت اے خوش نفس ۔ زانکہ تکمیل عدد ہفت است و بس

مثنوی کی تعریف

متاخرین نے حسب لیاقت خود مثنوی اور اوسکے مصنف کی توصیف کی ہے ؎

اسجگہہ ہے گفتۂ جامی عجب ۔ نظم اور ناظم کے حق مین جوکہا
مثنوی مولوی معنوی ۔ ہست قرآن در زبان پہلوی
من چہ گویم وصف آن عالیجناب ۔ نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

+ اور اس سے بھی بہتر آپکی عربی ایک رباعی ہے جسمین آپنے اپنی خواب کا واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم تشریف فرما ہین اور اونکے سامنے مثنوی شریف پیش ہے آپ ارشاد فرماتے ہین کہ اگرچہ معارف و حقائق مین آجتک بہت سی کتابین تصنیف کی گئین لیکن اونمین مثنوی کی مماثل ایک بھی نہین ہے

رباعی

اننی ابصرت فی نوم الرسول ۔ فی یدیہ المثنوی وھو یقول
صنفت کتب کثیر معنوی ۔ لیس فیہا ککتاب المثنوی

اس خواب کی تصدیق مین یہ امر کافی ہے کہ اسوقت تک اس کتاب کے مطالعہ کی برکت سے صدہا بلکہ ہزارہا آدمی اولیاء کبار سے ہو گئے۔ اگر کوئی شخص کسی مضمون مین بطریق اقتباس مثنوی شریف کے اشعار نقل کر دیتا ہے تو اوسمین جان پڑ جاتی ہے واعظونکے وعظ مین مثنوی کے اشعار سے تاثیر پیدا ہو جاتی ہے جسکے سننے سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہین اس کتاب سے علما و فضلا نے جسقدر اعتنا کیا ہے کسی اور فارسی کتاب سے نہین کیا بہت سے نامی اور مستند کتابین مثل شاہنامہ فردوسی و حدیقہ حکیم سنائی و منطق الطیر و الٰہی نامہ و اسرار نامہ و پندنامہ خواجہ فریدالدین عطار و گلستان و

بوستان شیخ سعدی شیرازی موجود ہین اُنکو مثنوی کی قبولیت کے ساتھ کچھ نسبت نہین ہے -

مثنوی کی شرحین | مثنوی شریف کی جسقدر شرحین لکھی گئی ہین کسی اور فارسی کتاب کی نہین لکھی گئین بعض شروح کے نام یہ ہین -

نمبر شمار	نام شرح و مصنف	سنہ تصنیف	نمبر شمار	نام شرح و مصنف	سنہ تصنیف	نمبر شمار	نام شرح و مصنف	سنہ تصنیف
١	شرح مثنوی مسمیٰ کنز الحقائق	سنہ ٨٤٠ھ	١٠	شرح شیخ عبد المجید سیواسی	سنہ ١٠٤٩ھ	١٧	شرح مولانا ولی محمد اکبر آبادی	سنہ ١٢٤٠ھ
٢	،، بعض اشعار مثنوی علاء الدین حسین واعظ	سنہ ٨٧٥ھ	١١	،، شاہ محمد فضل الہ آبادی	ـــــ	١٨	،، مولانا محمد رضا رح	ـــــ
٣	،، بعض اشعار مثنوی ملا جامی نقشبندی	سنہ ٨٩٥ھ	١٢	،، مولانا محمد ابو البہا سہروردی	سنہ ١١٥٥ھ	١٩	،، مولانا عبد اللطیف رح	ـــــ
٤	،، مولیٰ مصطفیٰ بن شعبان ۲ جلد	سنہ ٩٦٩ھ	١٣	،، بعض اشعار عبد اللہ بن محمد بن الکلبا	ـــــ	٢٠	،، ملا نظام الدین لکہنوی فرنگی محلی	سنہ ١١٦١ھ
٥	شرح سودی	سنہ ١٠٠٠ھ	١٤	،، بعض اشعار حسن چلپی مسمی کاشف الاسرار	ـــــ	٢١	،، مولانا عبد العلی بحر العلوم	سنہ ١٢٢٥ھ
٦	جواہر الاسرار حسین بن حسن	سنہ ١٠٢٠ھ						
٧	شرح کمال الدین خوارزمی	سنہ ١٠٤٠ھ	١٥	،، منہج القوی لطلاب المثنوی عربی	ـــــ	٢١	کشف العلوم شرح مثنوی ملا نام	سنہ ١٣٠٨ھ
٨	شرح اسمعیل انقروی ۶ جلد مین	سنہ ١٠٤٢ھ	١٦	،، بعض الفاظ مشکلہ و آیات و احادیث		٢٢	سر المکتوم شرح	ـــــ
٩	شرح اسمعیل قیصری	ـــــ		مسمیٰ بہ اسرار مثنوی مصنفہ علاء الدین بن یحییٰ شیرازی	ـــــ	٢٣	شرح بعض دفاتر مثنوی مصنفہ ... موسوم بہ کتاب قوم و مسلک قوم	سنہ ١٣١٥ھ

مثنوی پر اعتراض اور اسکا جواب | مثنوی شریف کی اس قبولیت اور ظہور برکات کی باوجود جہلا اسپر اعتراض کئے بغیر نہ رہسکی سچ ہے عیب نماید ہنرش در نظر

اسکے مثنوی شریف کی حقیقی شان مین کچھ کمی نہین آسکتی **شعر**

چراغی را کہ ایزد بر فروزد	ہر آنکو پف زند ریشش بسوزد

چنانچہ مثنوی شریف مین ایک مقام پر والدہ حضرت یحییٰ و والدہ حضرت عیسیٰ کا بحالت حمل باہم ملاقات کرنا اور دونو بچونکا حالت حمل مین ایک دوسرے کی والدہ کو سجدہ کرنیکا واقعہ مذکور ہے **مثنوی**

مادر یحییٰ چو حامل بُد از و	بود با مریم نشستہ روبرو

اسکو مولانا کی بعض معصرون نے کہا تھا کہ خلاف قیاس ہے **مثنوی**

ابلہان گویند این افسانہ را	خط کشش زیرا دروغ ست و خطا
زانکہ مریم وقت وضع حمل خویش	بود از بیگانہ دور و ہم ز خویش
مادر یحییٰ کجا دیدش کہ تا	گوید او را این سخن در ماجرا

اسکا بہت عمدگی سے جواب دیا ہے کہ ہمارا مقصد قصہ سے صرف اسکا نتیجہ ہے اگرچہ ان دونون کی بظاہر ملاقات جسمانی نہین ہوئی مگر دونو صاحب باطن تہے اونکی اور قسم کی ملاقات ہوا کرتی ہے جس سے اہل ظاہر واقف نہین ہوسکتے

از حکایت گیر معنی از بون	ورنہ بد بیش نز برون فنوردون

اے برادر قصہ چون پیمانہ ایست	معنی اندر وی بسان دانہ ایست
گفت نحوی زید عمرو او قد ضرب	گفت چونش کرد بیجرم آن ادب
گفت این پیمانہ معنی بود	گندمش بستان کہ پیمانہ است رد
دانۂ معنی بگیرد مرد عقل	ننگرد پیمانہ را گر گشت نقل
عمرو را جرمش چہ بُد کان زید خام	بیگناہ او را بزد ہمچون غلام
عمر و زید از بہر اعراب است ساز	گر دروغست آن تو با اعراب ساز

ایک قاضی صاحب نے مثنوی شریف کو اور سکے مصنف مثنوی کہنا شروع کیا تہا مولانا اونکو مخاطب کرکے ارشاد فرماتے ہین

اے سگ ناپاک بر مسند قوی	مثنویم را تو گوئی مثنوی
نے چنان افسانہا بشنیدہ	ہمچو شیطان بر نقش آن چفسیدہ

دیوان میں ایک مقام پر فرماتے ہیں ؎
ہفت شہر عشق را عطار گشت ۔۔۔ ما ہمان اندر خم یک کوچہ ایم

دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎
عطار روح بود و سنائی دو چشم ما ۔۔۔ ما از پی سنائی و عطار آمدیم

اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ مولانا کی کسر نفسی ہے ورنہ خود مولانا ایک بحر ذخار ہیں اور انکی مثنوی دریای ناپیدا کنار ہے اول تو مثنوی کی مضامین ان کتابوں میں نہیں ہیں اگر کہیں ہیں تو نہایت مختصر اور ناتمام اور مثنوی میں کامل ہیں۔

مثنوی اور حدیقہ کے مضامین کا مقابلہ

حدیقہ میں روح کی بابتہ لکھا ہے ؎
روح با عقل و علم داند زیست ۔۔۔ روح را پارسی و تازی نیست

اسی مضمون کو مولانا مثنوی شریف کے دفتر دوم میں فرماتے ہیں ؎
بحث عقل و حس اثر دان یا سبب ۔۔۔ بحث جانی یا عجب یا بوالعجب
بحث جان اندر مقام دیگرست ۔۔۔ بادۂ جان را قوام دیگرست
روح صالح قابل آفات نیست ۔۔۔ زخم بر ناقہ بود بر ذات نیست
روح خود را متصل کن ای فلان ۔۔۔ زود با ارواح قدس السالکان

روح با علم است و با عقل است یار ۔۔۔ روح را با ترکی و تازی چہ کار
بحث عقلی گر درو مرجان بود ۔۔۔ آن دگر باشد کہ بحث جان بود
روح ہمچون صالح و تن ناقہ است ۔۔۔ روح اندر وصل و تن در فاقہ است
ناقۂ جسم ولی را بندہ باش ۔۔۔ تا شوی بر روح صالح خواجہ تاش

حدیقہ میں دل کی حقیقت اسطرح سے بیان کیگئی ہے ؎
از در تن کہ صاحب کلہ است ۔۔۔ تا در دل ہزار سالہ رہ است
پر و بال خرد ز دل باشد ۔۔۔ تن بے دل جوال گل باشد
اصل ہزل و مجاز دل نبود ۔۔۔ دوزخ خشم و آز دل نبود
دل یکے منظریست ربانی ۔۔۔ حجرۂ دیو را چہ دل خوانی
اینکہ دل نام کردہ بہ مجاز ۔۔۔ رو بہ پیش سگان کوی انداز

از در چشم تا بکعبۂ دل ۔۔۔ عاشقان را ہزار و یک منزل
باطن تو حقیقت دل تست ۔۔۔ ہر چہ جز باطن تو باطل تست
پارۂ گوشت نام دل کردی ۔۔۔ دل تحقیق را بحل کردی
نیست غبنے کہ یک رمہ جاہل ۔۔۔ خواند شکل صنوبری را دل
دل کہ با جاہ و مال دارد کار ۔۔۔ آن بسگے دان و آن دگر مردار

مولانا نے دل کی ماہیت مثنوی شریف کے دفتر سوم میں اسطرح سے بیان کی ہے ؎
تو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست ۔۔۔ دل فراز عرش باشد نے بہ پست
زانکہ گر آبست مغلوب گل است ۔۔۔ پس دل خود را مگو کاین ہم دل است
پاک گشتہ زان ز گل صافی شدہ ۔۔۔ در فزودی آمدہ وافی شدہ
آنچنان کہ آب در گل در کشد ۔۔۔ کہ منم آب و چرا جویم مدد
لطف شیر و انگبین عکس دل است ۔۔۔ سرخوشی آن خوش از دل حاصل است
باغہا و سبزہا در عین جان ۔۔۔ بر برون عکسش چو در آب روان
ہم ببینی نقش و ہم نقاش را ۔۔۔ فرش دولت را و ہم فراش را
زانکہ محدود است و معدود است آن ۔۔۔ آئینہ دل را نباشد حد بدان
صورت بے صورت بے حد غیب ۔۔۔ ز آئینہ دل تافت موسی ز جیب
نور نور چشم خود نور دل است ۔۔۔ نور چشم از نور دلہا حاصل است

در گل تیرہ یقین ہم آب ہست ۔۔۔ لیک ازان آب نشاید آب دست
آن دلے کز آسمانہا برتر است ۔۔۔ آن دل ابدال یا پیغمبر است
سر کشیدی تو کہ من صاحب دلم ۔۔۔ حاجت غیرے ندارم واصلم
خود روا داری کہ این دل باشد این ۔۔۔ کہ مرد در عشق شیر و انگبین
پس بود دل جوہر و عالم عرض ۔۔۔ سایۂ دل چون بود دل را غرض
آئینہ دل چون شود صافی و پاک ۔۔۔ نقشہا بینی برون از آب و خاک
گرچہ آن صورت نہ گنجد در فلک ۔۔۔ نہ بعرش و فرش و دریا و سمک
روزن دل گر گشادہ است و صفا ۔۔۔ میرسد بے واسطہ نور خدا
کان جمال دل جمال باقیست ۔۔۔ دولتش از آب حیوان ساقیست
باز نور نور دل نور خدا است ۔۔۔ کو ز نور عقل و حس پاک و جداست

نورِ حق را نورِ دل تزئین بود — معنی نورٌ علیٰ نور این بود

اوسکی کیفیت حدیقہ مین اسطرح سے بیان کیگئی ہے ؎

عاشقی خوش مست و بس بی‌نوا — زخمہا خوردہ است سینہ زہوا

از دمش شعلہ باہمی خیزد — چہ عجب گر نے آتش انگیزد

عرفا کے نزدیک (نی) بانسری سے انسان کامل جو بیان اصل مراد ہے

نالہ سینہ ز درد خالی نیست — شوق از روے زرد خالی نیست

بے زبان گوش را خبر کردہ — بے بیان ہوش را خبر کردہ

مولانا نے مثنوی شریف کو ذیل اوسی مضمون سے آغاز کیا ہے ؎

بشنو از نے چون حکایت میکند — از جدائیہا شکایت میکند الخ

نادرات مثنوی | مثنوی شریف کو طرز بیان کی عمدگی اور مضامین کی جامعیت کے علاوہ اوس مین اور بھی بہت سی نا درات موجود ہین جیسے مباحث ذات و صفات حضرت باری علم توحید ۔ وحدت الوجود ۔ فنا و بقا و دیگر مقامات و حالات سلوک کیفیت روح تجدد امثال وغیرہ و علم کلام و مناظرہ حکمت و فلسفہ تجاذب اجسام کشش ذرات مسئلہ ارتقا وغیرہ جو فی زمانا اہل سائنس نے تحقیقات جدیدہ سے دریافت کی ہین جسکی تفصیل کی اس مختصر مین گنجایش نہین ہے ۔

مشکلات تصنیف مثنوی | اسکی تصنیف کے وقت جو دقتین مولانا کو پیش آئین اونکو ملحوظ رکھکر اگر مثنوی شریف کی خوبیون پر نظر کیجاے تو مزید محاسن ظاہر ہونگے اسکی تصنیف سے ذرا پہلے علامہ فخر الدین رازی کا زمانہ گذرا تھا جو بادشاہ وقت کی اوستاد اور مشیر خاص اہل حکمت و فلسفہ اور منطق کے مقتدا اور عقائد اشعریہ کے سرپرست اور امام تھے انہون نے اپنے خیالات اور عقائد کا نہایت ہی زور و شور سے عالم مین صور پھونک دیا تھا جسکی ہنوز چارون طرف صدا ئین گونج رہی تھین اور اونکی تلامذہ ان عقائد کی اشاعت مین مصروف اور ہمہ تن کوشان تھے اپنے اونکی مقابلہ مین تردید کرکے عقائد ماتریدیہ حنفیہ کا ثبوت دیا ہے جو عام طور پر مقبول خلائق ہو گیا دوسری مشکل جو اوس سے بھی زیادہ سخت تھی پیش آئی کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑے ہی دن پہلے ان اسرار ربانی اور معارف حقانی کا جو اونپر بطور وارادات منکشف ہوئی تھی اپنے کلمات قدسی آیات مین اظہار فرمایا تھا جو سراسر حق تھا چونکہ بحالت بیخودی و مستی و مدہوشی بطور شطحیات آپسے یہ کلمے ظاہر ہوتے رہتے اسلیے آپ ہی کی ذات تک محدود تھی چنانچہ شیخ رح الزم (افشاء اسرار الربوبیۃ کفر) سے پاک اور بیلوث تھی احتیاطاً قطب وقت شیخ الشیوخ شہاب الدین قادری سہروردی (جو حضرت غوث پاک کے مرید و خلیفہ تھے) عام طور پر بغداد اور نواح عراق مین حکم دیدیا تھا کہ لا تتبعوا ھذا الملحد اور جب شیخ رح کا وصال ہوا تو آپ بہت روے اور فرمایا لقد مات ولی اللہ (انہ لیت کلیا امدادیہ) تاہم بسبب عوام کالانعام جو ہر منزل و مقام سے ناآشنا تھے محض اقوال شیخ اکبر رح کے مقلد ہو کر مدعی انا الحق ہو گئے ؎ مشکل حکایتی ست کہ ہر ذرہ عین اوست اما نمی توان کہ اشارت بہ او کنند جیسے عوام متصوفین نے جو اتحاد اور حلول کی فرق سے بھی نا واقف ہین محض منقولہ سے قناعت کر رہا از ایمان بقول قولی توحید پر اکتفا کر لیا ہے اور خلاف شرع شریف اقوال و افعال کو اتحاد کا نام تصوف رکھ لیا ہے مولانا نے ان خیالات کی تردید مین مختلف دعویٰ انا الحق حضرت منصور و سبحانی حضرت بایزید کو ضمن مین اصلی حال اور مصنوعی قال کا نہایت ہی عمدگی سے امتیاز اور فرق ظاہر کرکے دکھایا ہے ۔ **مثنوی**

آنکہ او بے درد باشد رہزنست — گفت فرعونے انا الحق گشت پست

آن انا منصور رحمت شد یقین — این انا ہو بود و بہر بلے فضول

زانکہ بے دردی انا الحق گفتن است — گفت منصورے انا الحق و برست

وان انا فرعون لعنت شد ببین — ز اتحاد نور نے از راہ حلول

آن انا بے وقت گفتن لعنت ست — آن انا را لعنۃ اللہ در عقب

لاجرم مر مرغ بے ہنگام را — تو انا رب ہمی گوئی مدام

وین انا در وقت گفتن رحمت ست — وین انا را رحمۃ اللہ اے محب

سر بریدن لازم ست اعلام را — غافل از ما صیبت این ہر دو نام

یک انا نامی ہست از انا — از انا سے پر بلاسے بے عنا

آن انا ہے بر تو اے سگ شوم بود — در حق ما دولت محتوم بود

حالات حضرت خواجہ درویش محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

جنھوں نے مثنوی شریف کا یہ انتخاب مسمیٰ لب لباب کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

آپ کا نام نامی خواجہ درویش محمدؒ ولدیت مولانا دوست محمد بخاری مقام ولادت شہر کشہ توابع بخارا ہے آپ حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی خلیفہ اکبر حضرت خواجہ خواجگان محمد بہاءالدین نقشبند قدس سرہا العزیز کے حقیقی نواسے اور حضرت مولانا محمد زاہد خلیفہ اعظم حضرت ناصرالدین محمد خواجہ عبیداللہ احراری قدس سرہا العزیز کے بھانجے ہیں۔ آپ بعد تحصیل علوم ضروریہ ابتدا سن شعور سے عبادت و ریاضت میں مشغول اور تفرید و تجرید میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اسی طرح سے آپ پندرہ سال تک پابند رہے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کئی روز تک کچھ خورد و نوش کیلئے میسر نہ آیا اور بھوک کی بیتابی سے زمام صبر ہاتھ سے جانے لگی آپ نے آسمان کی طرف سر اوٹھا کر نظر کی فوراً ہی حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے فرمایا کہ اگر آپ تعلیم صبر و قناعت چاہتے ہیں تو مولانا زاہد ([illegible])

کی خدمت مین جاکر حاصل کرو۔ آپ حسبہ مولانا کے مرید ہوگئے اور اونکی خدمت بابرکت مین حاضر رہکر سلوک اور معارف کی تکمیل کی اور شرف خلافت سے سرفرازی پائی۔ کمالِ تقوی اور زہد و ریاضت مین آپ کے اوقات معمور تھے۔ آپکی نسبت نہایت قوی اور عالی تھی مگر جسطرح کہ دستور بزرگان خاندان علیہ طریقہ نقشبندیہ کا ہے آپ بھی نہایت ہی گمنامی اور مخفی الحالی کے ساتھہ بچون کو قرآن شریف پڑہاکر زندگی بسر کیا کرتے تھے ابتداءً آپ کی شہرت کا یہ سبب پیش آیا کہ ایک کسی بزرگ کا آپ کے وطن مین گزر ہوا اونہون نے اپنے کشف باطنی سے آپکی کرامات اور نسبت عالیہ کے مقامات کا ادراک کیا اور کہا کہ یہان کوئی صاحب اولیاء کبار مین سے ہین تلاش کرنا چاہیئے یہہ کہکر جستجو شروع کی جسطرف سے نسبت کا اثر محسوس ہوتا تھا اوسطرف چلے حتی کہ آپ سے ملاقات ہوئی اور دونون شیخ آپس مین راز و نیاز کی گفتگو کی۔ لوگونکو اس کا علم ہوا اور کسیقدر چرچا ہوگیا۔ اس کے تہوڑے دنون بعد دوسرا واقعہ یہہ پیش آیا کہ شیخ نورالدین خوافی آپکے وطن مین آئے آپ اونکی ملاقات کیلئے اپنے معمولی پوشاک مین تشریف لیگئے دونون نے دیر تک باہم معانقہ کیا اور آپس مین مراقب ہوئے بعدہ آپ مرخص ہوئے تو انہون نے کئی قدم تک آپکی مشایعت کی اور مودبانہ آپکو رخصت کیا۔ جب آپ وہان سے تشریف لے آئے تو انہون نے حاضرین سے دریافت کیا کہ آپکی خدمت مین بہت سے طالبانِ خدا اکتساب فیضانِ باطنی فرمانے کیلئے آتے ہونگے لوگون نے عرض کیا کہ یہ صاحب کوئی بزرگ اور شیخ نہین ہین ایک معمولی آدمی ہین اور بچونکو کلام اللہ شریف پڑہاکر بسر اوقات کیا کرتے ہین۔ یہ سنکر شیخ نورالدین خوافی کو کمال تعجب ہوا اور حیرت سے فرمایا کہ یہان کے آدمی نہایت ہی کور باطن اور ناقدر شناس ہین کہ ایسے کامل و مکمل شیخ

اولیاء وقت کے فیضان سے محروم ہین۔ اسکے بعد عام طور پر لوگونکو آپکی کمالات کا علم ہوا
اور ہر طرف سے جوق جوق عاشقان خدا طالبان راہ صدق و صفا آپکی خدمت مین حاضر ہوکر
استفادہ کرنے لگے ایکبار واقعہ یہ گذرا کہ شیخ خوارزمی کروی جو اوس زمانہ کے ایک مشہور صاحب
تصرف بزرگ تھے اور اونکا دستور تھا کہ جہان کہین جاتے تھے وہان کے اولیاء اللہ کی کرامت
اور نسبت اپنی نسبت قویہ سے سلب کر لیتے تھے اتفاقاً آپ کے وطن مین بھی آ نکلے اور یہان
اورون کی کرامات سلب کرنے کے وہان جا کر خود اپنی نسبت کو گم پایا اور بالکل خالی اور
صفرا ہوگئے ہر چند کوشش کیساتھ مراقبہ کیا مگر نسبت پیدا نہ ہوئی۔ جس سے نہایت درجہ
وہ حیران و پریشان ہوگئے اور حالت ابتر ہونے لگی لوگون سے دریافت کیا کہ یہان کوئی
زبردست بزرگ ہین لوگون نے آپکا نام بتایا تو وہ آپکی ملاقات کیلئے نکلے جون جون وہ آپکے
نزدیک پہونچتے تھے نسبت کا اثر زیادہ محسوس ہوتا تھا حتی کہ وہ آپکی خدمت مین پہونچے تو
پہر نسبت سے بالکل خالی ہوگئے اِس سے اونکو یقین ہوگیا کہ انہی بزرگ کے تصرف سے
نسبت سلب ہوگئی ہے پہر تو انہون نے بہت منت سماجت کی اور کہا کہ مجھکو معلوم نہ تھا کہ
یہ اقلیم آپ کے زیر ولایت ہے اسکے بعد بہت خوشامد کی تو آپ نے اونسے عہد لیا کہ
آئندہ وہ کسی بزرگ کے ساتھ ایسی حرکت نہ کرینگے۔ اونکی نسبت و کرامت اونکو
واپس دیدی اور وہان سے نکلجانے کا حکم دیا وہ جہان سے آئے تھے فی الفور وہان کو واپس
ہوگئے۔ مثنوی معنوی حضرت مولنا رومی قدس سرہ السامی کی تعلیم حضرت مصنف سے
لیکر یکے بعد دیگرے آپکے بزرگون مین متصل چلی آتی تھی کہ آپکو بھی پہونچی اور آپ بکمال
ذوق و شوق کیساتھ مثنوی شریف کے مطالعہ مین محو رہتے تھے آپ نے بہ اجازت باطنی
حضرت مصنف اور بتائید روحانی خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

مثنوی شریف کا باب واری انتخاب موسوم بہ لب لباب فرمایا اوسکی تفصیلی کیفیت رسالہ فارسی مشمولہ ہذا کے معائنہ سے واضح ہوگی جب عالم رویا مین یہ لب لباب حضرت مولانا کے ملاحظہ مین پیش ہوا تو آپنے تبسم فرماکے ارشاد کیا کہ "مبارک ست ہر کہ ازین انتخاب بابی بعد از نماز بامداد و بابی بعد از نماز عصر خواہد خواند بے شک روز قیامت ہمسایہ ما در بہشت برین جائے خواہد یافت و انواع اسرار و حقائق و معارف الٰہی بر وے مکشوف خواہد شد" حسبنا اکابر نقشبندیہ مین زمانہ حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہ العزیز سے ابتک صبح و شام ایک ایک باب پڑھنے کا معمول مقرر ہے سبقاً سبقاً اسکی تعلیم جاری ہے بعد تکمیل کے سند بھی دیجاتی ہے فقیر عفی عنہ کا آپ تک سلسلہ متصلہ حسب ذیل ہے -

والدی و شیخی حافظ محمد عباس علیخان الامروہی شیخہ مولانا سید شاہ فخر الدین احمد عرف حکیم پادشاہ قادری نقشبندی الالہ آبادی شیخہ سید شاہ فرخ علی نقشبندی الکڑہوی شیخہ مولانا سید شاہ ابو الحسن النصیری آبادی شیخہ مولانا مراد اللہ التھانیسری شیخہ مولانا نعیم اللہ البہرائچی شیخہ شمس الدین مرزا مظہر جانجانان شہید الدہلوی شیخہ سید نور محمد بدایونی شیخہ شیخ سیف الدین السرہندی شیخہ و والدہ خواجہ محمد معصوم القیوم الثانی شیخہ و والدہ امام ربانی مجدد الف ثانی القیوم الاول شیخہ خواجہ باقی باللہ الکابلی ثم الدہلوی شیخہ خواجہ محمد آدم الکنگی شیخہ و والدہ خواجہ درویش محمد بخاری صاحب الانتخاب آپ نے ۹ محرم سنہ ۹۷۰ھ مین وصال فرمایا موضع اسفرار مضافات سبزوار علاقہ ملک ماوراء النہر مین آپکا مزار مبارک زیارتگاہ خاص و عام ہے -

العبد الحقیر
فقیر احمد حسین خان قادری نقشبندی

رسالهٔ فارسی در کیفیت انتخاب لب لباب

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد وآله واصحابه اجمعین
اما بعد میگوید ضعیف العباد درویش محمد بن دوست محمد بخاری که یکی از خادمان کمینه و مریدان
کهینهٔ حضرت معارف دستگاهی حقایق آگاهی عارف اسرار لاهوتیه کاشف انوار جبروتیه نقادهٔ ابرار
زبدهٔ اخیار خواجه عبید الله احرار است که چون مثنوی مولوی جلال الدین رومی مانند بحر زخار ناپیدا کنار
و مثل شجرهٔ طیبه که اصلها ثابت وفرعها فی السماء از طبع شریفش برآمده و نشو و نما یافت اکثر مردم طالب
آن شدند که درین بحر بی پایان غوطه زده لآلی آبدار و درر شاهوار برآرند و سعی نمودند که ازین شجرهٔ
حکمیه بچینند اما نتوانستند چه این کتاب معجزه و کرامت مولوی است تا زمانیکه الهام ربانی و القای
رحمانی از پردهٔ غیب رو ننماید و این غوامض و مشکلات از قوت شیخ کامل و مرشد اکمل نکشاید بکنه
آن رسیدن و بر اسرار آن مطلع شدن از مقولهٔ محالات و از قبیل ممتنعات است زیرا که این مثنوی
اگرچه علمای شریعت و عالمان تفسیر قرآن و احادیث و اهل سلوک و حقایق و پیش فقهای دین
و اهل یقین بسیار معتبر است و کلام حضرت مولوی الطریق استدلال در کتب معتمدهٔ خود ها می آرند خصوصا
نزد خواجگان نقشبندیه رحمهم الله که نزدیک ایشان بسا مقبول و معتبر است چنانچه اکثر اعزهٔ این سلسلهٔ شریفه

فقیر را باعث می بودند که اگر ازین کتاب مستطاب دُرر غُرر و جواهر زواهر بر وجه ایجاز برآری
بطریق انتخاب و فهرست ابواب پس خالی از فوائد نخواهد بود و باین سبب که سند این مثنوی
ابا عن جدٍ از حضرت مولوی باین فقیر رسیده بود تا روزی حضرت ایشان قدس الله روحه باین
وتیره ارشاد کردند که ای فلانی درین روزها از کتب معتبره چیزی مطالعه میکنی عرض کردم که فرصت
ندارم اما گاه گاهی مثنوی حضرت مولوی رح دیده می شود و از حضرت عزیزان علی رامیتنی منقول است
که هر که مثنوی شریف را مداومت نماید و هر روز صبح و شام پارهٔ ازین با وضو و عقیدت خوانده باشد
از جمیع آفات و بلیات آخر زمان در امان باشد و ابواب کشف و یقین بروی مفتوح گردد بعده
حضرت ایشان باین فقیر فرمودند که کتاب مثنوی مولوی بسیار طول دارد اگر تو ازین کتاب انتخاب
کنی بهر خاص و عام فائده تمام خواهد رسید و روح پر فتوح حضرت مولوی از تو شاد خواهد گردید چون این
بنده ظاهراً و باطناً منقاد امر حضرت ایشان بود ضرورةً حسب فرمودهٔ جناب شان درین تردد
افتاد و حیران بود که بکدام طرز درین بحر فیض غواصی نماید تا گوهر آبدار دُرر شاهوار ازین دریای
بیرون آرد همدرین اثنا در ماه ذی الحجه سنه تسع و تسعمائه شب جمعه بود که این فقیر خواجهٔ بزرگ
حضرت بهاؤ الدین نقشبند را قدس سره در خواب دید که تشریف آوردند و فرمودند که ای فلان برخیز
و انتخاب مثنوی مولوی را که کرده بیار که حضرت مولوی هم همراه من آمده اند و میخواهند که آنرا
ببینند گفتم یا حضرت مدتیست که من درین فکر بوده ام که انتخاب بکنم اما هنوز صورت نبسته حضرت
خواجه دست مبارک خود را دراز کردند و این انتخاب را از سینهٔ من برآوردند و فرمودند که اینست
انتخاب و مسوده را پیش مولوی بردند حضرت مولوی آنرا دیده خوش شدند و تبسم کرده گفتند که کتاب ماست
هر که ازین انتخاب بابی بعد از نماز بامداد و بابی بعد از نماز عصر خواهد خواند بی شک فردای روز قیامت
همسایهٔ من در بهشت برین جائی خواهد یافت و انواع اسرار حقائق و معارف الهی بروی
مکشوف خواهد شد همدرین حال فقیر بیدار شد مؤذن اذان بامداد کرد من وضو کرده در حجره
حضرت ایشان آمدم چون مرا دیدند فرمودند ای فلان حضرت خواجهٔ بزرگ و حضرت مولوی را

زیارت کردی من بر قدم ایشان افتادم ایشان بر من بسیار التفات فرموده تصرف کردند که علوم اولین و آخرین جمله بر من روشن گردید و در اندک مدت این انتخاب را مسوده نموده بنظر مبارک ایشان در آوردم ایشان نیز دیده فرمودند که مبارکست پس حضرت خواجه قاسم اشارت نمودند که لب اللباب فرمایید که مسوده این را بگیرند و هر روز مواظبت نمایند که هر که همیشه صبح و شام از این انتخاب یکباب بخواند ثمر برکات و حسنات بی غایات باشد بعد ازان این ابیات بر خواندند ؎

همچنین فرمود مولانای ما ‌‌‌ پیشوای اهل دین و مقتدا
مثنوی را هر که خواند صبح و شام ‌ آتش دوزخ بر او گردد حرام
سر حکمت پیش او روشن شود ‌ صاحب شکر فنای تن شود
در معارف در حقایق بی نظیر ‌ گردد او از خوف حق دایم نذیر
از حسد و ز کینه دل صافی کند ‌ دائما در یاد حق او دم زند
از بلیات جهان یابد امان ‌ عارف کامل شود اندر زمان
در قیامت حشر او با انبیا ‌ می شود از همت آن پیشوا

پس این فقیر انتخاب را بعینه چنانچه خواجه بزرگ قدس سره از سینه من بر آورده بود نقل کرد تا هر که مطالعه کند حظ دنیا و آخرت یابد و این مستمند را از فاتحه فاتحه یاد نماید که ان الله لا یضیع اجر المحسنین اللهم احفظ لقاریها و سامعها و ناظرها بحق آیات القرآن بمنه و فضله برحمتک یا ارحم الراحمین ؎

قطعهٔ تاریخ طبع لب اللباب نتیجه فکر جناب شاهزاده محمد امیر الملک بهادر حیدر ابادی قادری نقشبندی

عالیجناب مولوی احمد حسین خان ‌ فیض چنان نموده که الله الصمد
شائع کتاب کرد که مذکور گشته بود ‌ لب لباب مثنوی رحمت اید

۱۳ ۲۸

بسم الله الرحمن الرحیم

ای شده از فضل تو حاجت روا — با تو یاد هیچکس نبود روا

گفت لمعنی هو الله شیخ دین — بحر معنیهای رب العالمین

صانع بی آلت و بی جارحه — واهب این هدیهای راجحه

واحد اندر ملک او را یار نی — بندگانش را اجز او سالار نی

خالق افلاک و انجم بر علا — مردم و دیو و پری و مرغ را

خالق دریا و دشت و کوه و تیه — ملک او بیحد و او بی شبیه

ای بدل کرده خاکی را بزر — خاک دیگر را بکرده بو البشر

ای که خاک شوره را تو نان کنی — وی که نان مرده را تو جان کنی

میکنی جسم زمین را آسمان — میفزائی در زمین از اختران

رو نگردانیم از فرمان تو — کفر باشد غفلت از احسان تو

کل شیء ما خلا الله باطل — ان فضل الله غیم هاطل

هیچ برگی نیفتد از درخت — بی قضا و حکم آن سلطان تخت

از دهان لقمه نشد سوی گلو — تا نگوید لقمه را حق کادخلوا

در زمین و آسمانها ذره — بر نجنباند نگردد پره

جز بفرمان قدیم نافذش — شرح نتوانکرد جلدی نیست خوش

جمله ذرات زمین و آسمان — لشکر حقند گاه امتحان

جزو جزوت لشکر او در وفاق — مر ترا اکنون مطیعند از نفاق

گر بگوید چشم را کو افشار — درد چشم از تو بر آرد صد دمار

ور بدندان گوید او بنما وبال — پس به بینی تو ز دندان گوشمال

باز کن طب را بخوان باب العلل — تا به بینی لشکر تن را عمل

چونکه جان جان هر چیزی ویست — دشمنی با جان جان آسان نیست

خاک را و نطفه را و مضغه را — پیش چشم ما همی دارد خدا

کز کجا آوردمت ای بدنیت — که از آن آید همی خفریقیت

بهر آن پیغمبر این را شرح ساخت — هر که خود بشناخت یزدان را شناخت

ای خنک آنرا که ذات خود شناخت — اندر امن سرمدی قصری بساخت

هین رها کن بدگمانی و ضلال — سر قدم کن چونکه فرمودت تعال

۹

قوله باز کن یعنی از کتب طبیه دریافت باید کرد که چقدر امراض بر اجسام انسان مقرر شده و خدا تعالی از ان بیماریها محفوظ میدارد ۱۲

قوله چونکه جان یعنی جان هر چیز ذات پاک باری تعالی است که بقای وجود هر شی از حکم او است پس هر که بجان جان باشد خلاف و عداوت با او سخن نباشد ۱۲

لطفهای مضمر اندر قهر او / جان سپردن جان فزاید بهر او

بهترین قهرش به از صد مهر دو کون / نعم رب العالمین نعم العون

شاهی را ببینی او دهد / سنگ را ماهیِ ببینی او دهد

آنکه گل را اشتها خوشبو کند / هر چه‌ای را راست فضل او کند

گر چه‌ای با حضرت او رست باش / تا ببینی دست برد لطفهاش

مشتری ما است الله اشتری / از غم هر مشتری هین برتر آ

مشتری‌ای جو که جویان تو است / عالم آغاز و پایان تو است

مشتری خواهی که از وی زر بری / به ز حق کی باشد ای جان مشتری

زین دکان زشت کیشان برتر آ / تا دکان فضل کالله اشتری

کالهٔ که هیچ خلقش ننگرید / از خلاقت آن کریم آنرا خرید

هیچ قلبی پیش او مردود نیست / زانکه قصدش از خریدن سود نیست

گفت پیغمبر که حق فرموده است / قصد من از خلق احسان بوده است

من نکردم امر تا سودی کنم / بلکه تا بر بندگان جودی کنم

من نکردم پاک از تسبیح شان / پاک هم ایشان شوند و درفشان

آفریدم تا ز من سودی کنند / تا ز شهدم دست آلودی کنند

حق هزاران صنعت و فن ساخته است / تا که مادر بر تو مهر انداخته است

پس حق حق سابق از مادر بود / هر که این حق را نداند خر بود

لابه بندیش و مکن لابه و گر — جز بدان شاه رحیم داد گر

تربیه آن آفتاب روشنم — ربی الاعلی ازان رو میزنم

علم الانسان خم طغرای ماست — علم عند الله مقصدهای ماست

جان ازو آمد نیابد او ز جان — صد هزاران جان دهد او رایگان

شش جهت عالم همه اکرام اوست — هر طرف که بنگری انعام اوست

باد و خاک و آب و آتش بنده اند — با من و تو مرده با حق زنده اند

آب و باد و خاک و نارِ پر شرر — بیخبر با ما و با حق باخبر

بالعکس آن زغیرِ حق خبیر — بیخبر از حق و از چندین نظیر

پیشِ تو آن سنگ ریزه ساکت است — پیشِ احمد او فصیح و ناطق است

پیشِ تو استون مسجد مرده است — پیشِ احمد عاشقِ دل برده است

جملهٔ اجزای جهان پیشِ عوام — مرده و پیش خدا دانا و رام

مرده زین سویند و زانِ سو زنده اند — خامش اینجا و انطرف گوینده اند

چون ازان سوشان فرستد سوی ما — آن عصا گردد سوی ما اژدها

کوهها هم لحنِ داودی کند — جوهر آهن بکف مومی کند

بادِ حمالِ سلیمانی شود — بحر موسی را سخندانی شود

ماه با احمد اشارت بین شود — نار ابراهیم را نسرین شود

خاک قارون را چو ماری در کشد — استنِ حنانه آید در رشد

سنگ بر احمد سلامی می کند / کوه یحیی را پیامی می کند

با سمیعیم و بصیریم و خوشیم / با شما نامحرمان ما خامشیم

چون شما سوی جمادی می روید / محرم جان جمادی چون شوید

از جمادی عالم جانها روید / غلغل اجزای عالم بشنوید

باد گوید پیکم از شاه بشر / گه خبر خیر آورم گه شوم و شر

زانکه مامورم امیر خود نیم / من چو تو غافل ز شاه خود کیم

باد را بی چشم اگر بینش نداد / فرق کی کردی میان قوم عاد

چون همیدانست مومن از عدو / چون همیدانست مل را از کدو

گر نبودی واقف از حق جان باد / فرق چون میکرد اندر قوم عاد

باد آتش میشود از امر حق / هر دو سرمست آمدند از خمر حق

باد را دیدی که با عاد آن چه کرد / آب را دیدی که با طوفان چه کرد

گر نبودی نیل را آن نور دید / از چه قبطی را ز سبطی می گزید

موج دریا چون بامر حق بتاخت / اهل موسی را ز قبطی واشناخت

خاک قارون را چو فرمان در رسید / با زر و تختش بقعر خود کشید

نور موسی دید موسی را نواخت / خسف قارون کرد و قارون را شناخت

رجف کرد اندر هلاک هر دعی / فهم کرد از حق که یا ارض ابلعی

تا بگوش خاک حق چه خوانده است / کو مراقب گشته خامش مانده است

آتش ابراهیم را دندان نزد　　چون گزیدهٔ حق بود چونش گزد

پیش حق آتش همیشه در قیام　　همچو عاشق روز و شب پیچان مدام

آتش نمرود اگر چشمیش نیست　　با خلیلش چون تجشم کردنیست

سنگ بر آهن زنی بیرون جهد　　هم بامر حق قدم بیرون نهد

پرورد در آتش ابراهیم را　　ایمنی روح سازد بیم را

ای خرد بر کش تو پر و بالها　　سوره بر خوان زلزلت زلزالها

در قیامت این زمین با نیک و بد　　کی ز نادیده گواهی‌ها دهد

گر نه کوه و سنگ با دیدار شد　　پس چرا داود را او یار شد

این زمین را گر نبودی چشم جان　　از چه قارون را فرو برد آنچنان

گر نبودی چشم جان حنانه را　　چون بدیدی هجر آن فرزانه را

سنگریزه گر نبودی دیده ور　　چون گواهی دادی اندر مشت در

بر عدمها کان ندارد چشم و گوش　　چون فسون خواند همی آید بجوش

از فسون او عدمها زود زود　　خوش معلق میزند سوی وجود

صنع حق با جمله اجزای جهان　　چون دم حرفست از افسون گران

جذب یزدان با اثرها و سبب　　صد سخن گوید نهان بی حرف و لب

گفت در گوش گل و خندانش کرد　　گفت با سنگ و عقیق و کانش کرد

گفت با جسم آیتی تا جان شد او　　گفت با خورشید تا رخشان شد او

ق

از فرزند زاده مراد ذات جامع کمالات آن یگانه نفس آنحضرت صلی الله علیه و سلم ۱۲

قوله افسون او مراد از افسون خواندن لفظ کن ۱۲

۱۳۱ گفت و دمیدن مراد خلعت وجود دربر کرد ۱۲

باز در گوشش دمد نکته مخوف ... در رخ خورشید افتد صد کسوف

تا بگوش ابر آن گویا چه خواند ... کو چو مشک از دیدهٔ خود اشک راند

در تردد هر که او آشفته است ... حق بگوش او معما گفته است

کل یوم هو فی شان بخوان ... مر ورا بی کار و بی فعلی مدان

کمترین کاریش هر روز آن بود ... کو سه لشکر را روانه می کند

لشکری ز اصلاب سوی امهات ... بهر آن تا در رحم روید نبات

لشکری ز ارحام سوی خاکدان ... تا ز نر و ماده پر گردد جهان

لشکری از خاکدان سوی اجل ... تا ببیند هر کسی حسن عمل

صد چو عالم در نظر پیدا کند ... چونکه چشمت را بخود بینا کند

از پی آن گفت حق خود را بصیر ... که بود دید ویت هر دم نذیر

از پی آن گفت حق خود را سمیع ... تا ببندی لب ز گفتار شنیع

از پی آن گفت حق خود را علیم ... تا نیندیشی فسادی تو ز بیم

صد هزاران میچشاند هوش را ... که خبر نبود دو چشم و گوش را

جاکست او یفعل الله ما یشا ... او ز عین درد انگیزد دوا

در شکست پای حق بخشد پری ... هم ز قعر چاه بگشاید دری

فهم و خاطر تیز کردن نیست راه ... جز شکسته می نگیرد فضل شاه

خواجه شکسته بند آنجا رود ... که در آنجا پای اشکسته بود

چون شکسته دل شده از حال خویش / جابر اشکستگان دیدی به پیش

دست اشکسته برآور در دعا / سوی اشکسته پرد فضل خدا

کی شود چون نیستی رنجور و زار / آن جمال صنعت طب آشکار

خواری و دونی مسها بر ملا / گر نباشد کی نماید کیمیا

هیچکس در ملک او بی امر او / در نیفزاید سر یکتا ر مو

گر بیابان پر شود زر و نقود / بی رضای حق جوی نتوان ربود

تا نشان حق نیارد نوبهار / خاک سرها را نسازد آشکار

در زمستان شان اگرچه داده مرگ / زنده شان کرد از بهار و داد برگ

در زمستان شان اگر محبوس کرد / آن غرابان را خدا طاوس کرد

منکران گویند خود هست این قدیم / این چرا بندیم بر رب الکریم

کوری ایشان درون دوستان / حق برویانید باغ و بوستان

هر جمادی را کند فضلش خبیر / عاقلان را کرده قهر او ضریر

صد هزاران نیزهٔ فرعون را / در شکست از موسی با یک عصا

صد هزاران طب جالینوس بود / پیش عیسی و دمش افسوس بود

صد هزاران دفتر اشعار بود / پیش حرف امیّش آن عار بود

آفتاب و مه چو دو گاو سیاه / یوغ در گردن ببندد شان اله

می پرستید اختری کو زر کند / رو بوی آرید کو اختر کند

می پرستید آفتاب چرخ را / خوار کرده جانِ عالی نرخ را

آفتاب از امرِ حق طبّاخ ماست / ابلهی باشد که گوید او خداست

ملکُ ملکِ اوست فرمان آنِ او / کمترین سگ بر درِ آن شیطانِ او

گفت حق گر فاسقی و اهلِ صنم / چون مرا خوانی اجابتها کنم

شاد باش و فارغ و ایمن که من / آن کنم با تو که باران با چمن

عشقها داریم با این خاک ما / زانکه افتادست در قعرِ رضا

کارِ ما اینست بر کوریِ آن / که بکارِ ما ندارد میلِ جان

این فضیلت خاک را زان رو دهم / زانکه نعمت پیشِ بی برگان نهم

با چنین غالب خداوندی کسی / چون نمیرد گر نباشد او خسی

این همه گفتیم لیک اندر بسیچ / بی عنایاتِ خدا هیچیم هیچ

بی عنایاتِ حق و خاصانِ حق / گر ملک باشد سیاهستش ورق

یا غیاثَ المستغیثین اهدنا / لا افتخار بالعلوم والغنا

لا تُزِغ قلباً هدیتَ بالکرم / واصرفِ السوءَ الذی خطَّ القلم

بگذران از جانِ ما سوءُ القضا / وا مبر ما را ز اخوانِ صفا

تلخ تر از فرقتِ تو هیچ نیست / بی پناهت غیرِ پیچاپیچ نیست

از فراق و هجر میگوئی سخن / هر چه خواهی کن ولیکن این مکن

رحم کن بر روی که روی تو بدید / فرقتِ تلخِ تو چون خواهد کشید

۳ قوله با چنین یعنی در حضورِ چنین خداوندِ با عظمت و جلال کسی که مثل خس هم نباشد چگونه عجز و فروتنی نکند ۱۲

۴ قوله یا غیاث یعنی فریادرس فریاد کنندگان ...

۱۶

صد هزاران مرگ تلخ ای خوبرو — نیست مانند فراق روی تو

تلخی هجر از ذکور و از اناث — دور دار ای مجیر ما ز استغاث

بر امید وصل تو مردن خوشست — تلخی هجر تو فوق آتشست

حرص اندر عشق تو فخرست و جاه — حرص اندر غیر تو ننگ و تباه

یا الهی سکّرت ابصارنا — فاعف عنّا اثقلت اوزارنا

یا خفیّا قد ملأت الخافقین — قد علوت فوق نور المشرقین

انت سرّ کاشف اسرارنا — انت فجر مفجر انهارنا

یا خفیّ الذات محسوس العطا — انت کالماء و نحن کالرّحا

انت کالرّیح و نحن کالغبار — تختفی الرّیح و غبراها جهار

تو بهاری ما چو باغ سبز خوش — او نهان و آشکارا بخشش

تو چو جانی ما مثال دست و پا — قبض و بسط دست از جان شد روا

تو چو عقلی ما مثال این زبان — این زبان از عقل دارد این بیان

ای برون از وهم و قال و قیل من — خاک بر فرق من و تمثیل من

ربّنا انّا ظلمنا سهو رفت — رحمتی کن ای رحیمیهات زفت

دستگیر از دست ما ما را بخر — پرده را بر دار و پرده ما مدر

این دعا هم بخشش تعلیم تست — ورنه در گلخن گلستان از چه رست

ما چو چنگیم و تو زخمه میزنی — زاری از ما نی تو زاری میکنی

شرح بیان کمال قدرت جناب باری تعالی است و اظهار محض بی قدرتی و بی اختیاری آدمی مگر نه بطوریکه جبریه بران بنیاد مذهب باطل خود قایم کرده اند که آن سراسر باطل است ۱۲

ما چو نائیم و نوا در ما ز تست ‌‌‌‌ ما چو کوهیم و صدا در ما ز تست

ما چو شطرنجیم اندر برد و مات ‌‌‌‌ برد و مات ما ز تست ای خوش صفات

ما که باشیم ای تو ما را جانِ جان ‌‌‌‌ تا که ما باشیم با تو در میان

ما عدمهائیم و هستیهای ما ‌‌‌‌ تو وجودِ مطلقی فانی نما

ما همه شیران ولی شیرِ علم ‌‌‌‌ حمله شان از باد باشد دمبدم

حمله شان پیدا و ناپیداست باد ‌‌‌‌ آنکه ناپیداست هرگز گم مباد

بادِ ما و بودِ ما از دادِ تست ‌‌‌‌ هستیِ ما جمله از ایجادِ تست

لذتِ هستی نمودی نیست را ‌‌‌‌ عاشقِ خود کرده بودی نیست را

لذتِ انعامِ خود را وامگیر ‌‌‌‌ نقل و باده جامِ خود را وامگیر

ور بگیری کیست جست و جو کند ‌‌‌‌ نقش با نقاش چون نیرو کند

منگر اندر ما مکن در ما نظر ‌‌‌‌ اندر اکرام و سخای خود نگر

ما نبودیم و تقاضا مان نبود ‌‌‌‌ لطفِ تو ناگفتهٔ ما می‌شنود

این طلب در ما هم از ایجادِ تست ‌‌‌‌ رستن از بیداد یا رب دادِ تست

این قدر ارشاد تو بخشیده ‌‌‌‌ تا بدین بس عیب ما پوشیده

قطره دانش که بخشیدی ز پیش ‌‌‌‌ متصل گردان بدریاهای خویش

بی طلب تو این طلب بنهاده ‌‌‌‌ گنجِ احسان بر همه بکشاده

نور قرآن باز جو تفسیر بیت ‌‌‌‌ گفت ایزد ما رمیت اذ رمیت

گر بپرانیم تیر آن نی ز ماست … ما کمان و تیراندازش خداست

یا رب این بخشش نه حد کار ماست … لطفِ تو لطفِ خفی را خود سزاست

صد هزاران دام و دانه است ای خدا … ما چو مرغانِ حریصِ بی‌نوا

دم بدم پابستهٔ دام توییم … هر یکی گر باز و سیمرغی شویم

میرهانی هر دمی ما را و باز … سوی دامی می‌رویم ای بی‌نیاز

گر هزاران دام باشد در قدم … چون تو با مایی نباشد هیچ غم

ما درین انبارِ گندم می‌کنیم … گندمِ جمع آمده گم می‌کنیم

می‌نیندیشیم آخر ما بهوش … کین خلل در گندم است از مکر موش

گر نه موشِ دزد در انبارِ ماست … گندمِ اعمالِ چل ساله کجاست

چون عنایاتت بود با ما مقیم … کی بود بیمی از آن دزدِ لئیم

ای عظیم از ما گناهانِ عظیم … تو توانی عفو کردن در حریم

ما ز آز و حرص خود را سوختیم … وین دعا را هم ز تو آموختیم

آنکه خواهی کز غمش خسته کنی … راهِ زاری بر دلش بسته کنی

تا فرود آید بلا بی دافعی … چون نباشد از تضرع شافعی

وانکه خواهی کز بلایش واخری … جان او را در تضرع آوری

آفرینها بر تو بادا ای خدا … ناگهان کردی مرا از غم جدا

گر سرِ هر موی من یابد زبان … شکرهای تو نیاید در بیان

و تضرع و زاری باز نمی‌دارد ای که بلائے برو نازل شود و دفع آن ممکن نباشد زیراکه تضرع و نیاز دفع بلیات از سر انسان می‌کند و هر گاه تضرع موقوف شد پس دافع بلا که باشد و علی هذا القیاس بالعکس باید فهمید ۱۲

این ثناگفتن ز من ترک ثناست / کین دلیل هستی و هستی خطاست

جان و دل را طاقت آن جوش نیست / با که گویم در جهان یک گوش نیست

تا قیامت گر بگویم زین کلام / صد قیامت بگذرد وین ناتمام

روز آخر شد سبق فردا بود / راز مارا روز کی گنجا بود

دست را اندر احد و احمد بزن / ای برادر وا ره از بوجهل تن

باب دوم در نعت رسول الله صلی الله علیه وسلم

بود در انجیل نام مصطفا / وان سر پیغمبران بحر صفا

بود ذکر حلیها و شکل او / بود ذکر غزو و صوم و اکل او

طائفه نصرانیان بهر ثواب / چون رسیدندی بدان نام و خطاب

بوسه دادندی بدان نام شریف / رو نهادندی بدان وصف لطیف

شد نیاز طالبان ار بنگری / شعلها از گوهر پیغمبری

زین سبب فرمود یزدان والضحی / والضحی نور ضمیر مصطفی

هین قم اللیل که شمعی ای همام / شمع اندر شب بود اندر قیام

بی فروغت روز روشن هم شبست / بی پناهت شیر اسیر ارنبست

مصطفی را وعده کرد الطاف حق / گر بمیری تو نمیرد این سبق

من کتاب و معجزت را رافعم / بیش و کم کن راز قرآن دافعم

من ترا اندر دو عالم حافظم / طاعنان را از حدیثی رافضم

کس نیابد بیش و کم کردن درو — تو به از من حافظی دیگر مجو

باش کشتیبان درین بحر صفا — که تو نوح ثانیی ای مصطفا

پس بکش تو زین جهان بیقرار — جوق کوران را قطار اندر قطار

کار هادی این بود تو هادیی — ماتم آخرزمان را شادیی

هین روان کن ای امام المتقین — این خیال اندیشگان را تا یقین

هر که در مکر تو دارد دل گرو — گردنش را من زنم تو شاد رو

بر سر کوریش کوریها نهم — او شکر پندارد و زهرش دهم

منبر و محراب سازم بهر تو — وز محبت قهر من شد قهر تو

از هراس و ترس کفار لعین — دینت پنهان می‌شود زیر زمین

چاکرانت شهرها گیرند و جاه — دین تو گیرد ز ماهی تا بماه

تا قیامت باقیش داریم ما — تو مترس از نسخ دین ای مصطفا

خیز در دم تو بصور سهمناک — تا هزاران مرده بر روید ز خاک

چون تو اسرافیل وقتی راست خیز — رستخیزی ساز پیش از رستخیز

هر که گوید کو قیامت ای صنم — خویش بنما که قیامت آن منم

ورنه باشند زاهل این ذکر و قنوت — پس جواب الاحمق ای سلطان سکوت

راست میفرمود آن بحر کرم — بر شما من از شما مشفق‌ترم

من نشسته بر کنار آتشی — با فروغ شعله و بس ناخوشی

۵۵ قوله ورنه باشند ... هرکه از ایمان و دین بهره نداشته باشد باو گفتگو عبث است زیراکه جواب جاهلان سکوت باشد ۱۲

۵۶ قوله من نشسته ارشاد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم است که من بر کناره دوزخ محافظت شما از دخول آن میکنم زیراکه شما از جهالت ونادانی خودرا در آتش می‌اندازند ۱۲

که شما پروانه وار از جهل خویش — پیش آتش می کشید این جمله کیش

من همی رانم شما را همچو مست — از در افتادن در آتش با دو دست

همچو پروانه شما آن سو دوان — هر دو دست من شده پروانه ران

گفت پیغمبر شما را ای مهان — چون پدر هستم شفیق و مهربان

زان سبب که جمله اجزای منید — جزو را از کل چرا بر می کنید

جزو وا[۵۱] از کل قطع شد بیکار شد — عضو از تن قطع شد مردار شد

تا نه پیوندد بکل بار دگر — مرده باشد نبودش از جان خبر

تو دلا منظور حق آنگه شوی — که چو جزوی سوی کل خود روی

دید احمد را ابوجهل و بگفت — زشت نقشی کز بنی آدم شگفت

گفت احمد مر ورا که راستی — راست[۵۲] گفتی گرچه کار افزاستی

دید صدیقش بگفت ای آفتاب — نی ز شرقی نی ز غربی خوش بتاب

گفت احمد راست گفتی ای عزیز — ای رهیده تو ز دنیای نه چیز

حاضران گفتند ای صدر الوری — راست گو گفتی دو ضد را گو چرا

گفت[۵۳] من آیینه ام مصقول دست — ترک و هندو در من آن بیند که هست

ختمهای[۵۴] کانبیا بگذاشتند — آن بدین احمدی برداشتند

چند بت بشکست احمد در جهان — تا که یارب گوی گشتند امتان

گر نبودی کوشش احمد تو هم — میپرستیدی چو اجدادت صنم

در بعض نسخ ز دنیای بی چیز واقع شده یعنی دنیای ناچیز ۱۲

۵۱ قوله جزو وا از کل جدا اگر ... ۱۲

۵۲ قوله راست یعنی آنحضرت صلی الله علیه وسلم در جواب ابوجهل بعین ارشاد فرمودند که تو مرا بد پنداری اگرچه فضول بیهوده بعده کلی با اعتقاد باطل خود این سخن راست میگوئی یعنی هر که بد باشد همه مردم در نظرش بد نمایند ۱۲

۵۳ قوله گفت یعنی آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمودند که من آئینهٔ مصقول دست قدرت حق ام هر که در و بیند نیک را نیک نظر آید و بد را بد ۱۲

۵۴ قوله ختمهای کانبیا ... یعنی احکام ... علیهم السلام ... تکمیل ... بدین احمدی ... ۱۲

آن سرست و راست از سجده جهان
تا بدانی حق او بر امتان

هر کرا مانی که می جوئی بجان
او نمود است تا طمع کردی دران

صد هزاران آفرین بر جان او
بر قدوم و دور فرزندان او

آن خلیفه زادگان مقبلش
زاده اند از عنصر جان و دلش

گر ز بغداد و هری یا از ری اند
بی مزاج آب و گل نسل وی اند

شاخ گل هر جا که روید هم گلست
خم مل هر جا که جوشد هم ملست

پنج نوبت میزنندش بر دوام
همچنین هر روز الی یوم القیام

قفلهای ناگشاده مانده بود
از کف انا فتحنا بر گشود

هست اشارات محمد المراد
کل گشاد اندر گشاد اندر گشاد

از پی نظاره او حور و جان
پر شده آفاق هر هفت آسمان

خویشتن آراسته از بهر او
خود ورا پروای غیر دوست کو

آنچنان گشته پر از اجلال حق
که درو هم ره نیابد آل حق

لا یسع فیها نبی مرسل
والملک والروح ایضا فاعقلوا

گفت ما زاغیم همچون زاغ نی
مست صباغیم مست باغ نی

زان محمد شافع هر داغ بود
که ز سرمه چشم او مازاغ بود

از الم نشرح دو چشمش سرمه یافت
دید آنچه جبرئیل آن بر نیافت

چونکه مخزنهای افلاک و عقول
چون خسی آمد بر چشم رسول

صلی الله علیه و سلم

همه دران مقام نمیرسند
پس دریافت کنید این
رمز ۱۲

پس چه باشد مکه و شام و عراق — که نماید او بنزدش اشتیاق

احمد اخود کیست اسپاه زمین — ماه بین بر چرخ و بشکاف این چنین

تا بداند سعد و نحس بی‌نصیب — دور تست این دور نی دور قمر

دور تست آنرا که موسی کلیم — آرزو می برد زین دورت مقیم

چونکه موسی رونق دور تو دید — کاندرو صبح تجلی میدمید

گفت یا رب آنچه دور رحمتست — این گذشت از رحمت آنجا رؤیتست

غوطه ده موسی خود را در بحار — در میان دوره احمد برآر

چون محمد یافت آن ملک و نعیم — قرص مه را کرد او در دم دو نیم

هر که بگزیند جز این بگزیده خوان — عاقبت گیرد گلویش استخوان

هر که سوی غیر خوان تو رود — دیو با او وان که همکاسه شود

هر که از همسایگیّ تو رود — دیو بیشک که همسایه بود

از سر اکرام از بهر خدا — پیش ازین ما را مدار از خود جدا

ما بگفتار خوشت خو کرده ایم — ما ز شیر حکمت تو خورده ایم

ما چو طفلانیم و ما را دایه تو — بر سر ما گستران آن سایه تو

ای که چون تو در زمانه نیست کس — الله الله خلق را فریاد رس

گوش ما هوش است چون گویا توئی — خشک ما بحر است چون دریا توئی

با تو ما را خاک بهتر از فلک — ای سماک از تو منور تا سمک

بی تو ما را این فلک تاریکیست — باتوای ماه این فلک تاریکیست

مرغ و ماهی در پناه عدل تست — کیست آن گم گشته کش فضلت نجست

داد ده ما را که بس زاریم ما — بی نصیب از باغ و گلزاریم ما

شهره ما در ضعف و اشکسته پری — شهره تو در لطف و مسکین پروری

یعنی شهرت ما ۱۲

داد ده ما را ازین غم کن جدا — دستگیر ای دست تو دست خدا

هر کسی را جفت کرده عدل حق — پیل را با پیل و بق را جنس بق

مونس احمد بمجلس چار یار — مونس بوجهل عتبه ذو الخمار

چشم احمد بر ابوبکری زده — وز یکی تصدیق صدیق آمده

باب سوم در صفت ابی بکر صدیق رضی الله تعالی عنه

چون ابوبکر آیت توفیق شد — با چنان شه صاحب و صدیق شد

مصطفی زین گفت کای اسرار جو — مرده را خواهی که بینی زنده تو

میرود چون زندگان بر خاکدان — مرده و جانش شده بر آسمان

جانش را این دم ببالا مسکنیست — گر بمیرد روح او را نقل نیست

زانکه پیش از مرگ او کردست نقل — این بمردن فهم آید نی بعقل

نقل باشد نی چو نقل جان عام — همچو نقلی از مقامی تا مقام

هر که خواهد کو ببیند بر زمین — مرده را میرود ظاهر چنین

مر ابوبکر تقی را گو ببین — شد ز صدیقی امیر المومنین

۲۵

قوله نقل باشد اشارتست بحدیث شریف ان اولیاء الله لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار یعنی اولیاء الله نمی میرند بلکه رفتن ایشان از دنیا چنانست که گویا از خانه بخانه دیگر نقل میکنند ۱۲

اندرین نشأت نگر صدیق را	تا بحشر افزون کنی تصدیق را
دوست شو در خوی ناخوش برتری	تا ز خمرهٔ زهر هم شکر خوری
زان نشد فاروق را زهری گزند	که بدان تریاق فاروقیش قند

باب چهارم در وصف عمر رضی الله تعالی عنه

چون عمر شیدای آن معشوق شد	حق و باطل را چو دل فاروق شد
تا عمر آمد ز قیصر یک رسول	در مدینه از بیابان نغول
گفت کو قصر خلیفه ای حشم	تا من اسپ و رخت را آنجا کشم
قوم گفتندش که او را قصر نیست	مر عمر را قصر جان روشنیست
گرچه از میری ورا آوازه ایست	همچو درویشان مر او را کازه ایست
ای برادر چون ببینی قصر او	چونکه در چشم دلت رستست مو
چشم دل از موی علت پاک آر	وانگهان دیدار قصرش چشم دار
هر که را هست از هوسها جان پاک	زود بیند حضرت ایوان پاک
چون محمد پاک شد زین نار و دود	هر کجا رو کرد وجه الله بود
چون رفیقی وسوسهٔ بدخواه را	کی بدانی ثم وجه الله را
هر کرا باشد ز سینه فتح باب	او ز هر ذره ببیند آفتاب
حق پدید است از میان دیگران	همچو ماه اندر میان اختران
دو سر انگشت بر دو چشم نه	هیچ بینی از جهان انصاف ده

قوله گرچه از میری یعنی اگرچه امیر مشهور است لاکن او کاشانهٔ درویشانه دارد

گر نه بینی این جهان معدوم نیست — عیب جز انگشتِ نفسِ شوم نیست

تو ز چشم انگشت را بر دار هین — وانگهانی هر چه میخواهی ببین

آدمی دیدست باقی پوستست — دید آنست آنکه دید دوستست

چونکه دیدِ دوست نبود کور به — دوست کو باقی نباشد دور به

چون رسولِ روم این الفاظِ تر — در سماع آورد شد مشتاق تر

دیده را از جستنِ عمر گماشت — رخت را و اسپ را ضایع گذاشت

هر طرف اندر پیِ آن مرد کار — میشدی پرسانِ او دیوانه وار

کین چنین مردی بود اندر جهان — در جهان مانند جان باشد نهان

جُست او را تاش جوینده بود — لاجرم جوینده یابنده بود

دید اعرابی زنی او را دخیل — گفت عمر نک زیر آن نخیل

زیر خرما بن ز خلقان او جدا — زیر سایه خفته بین سایهٔ خدا

آمد او آنجا و از دور ایستاد — مر عمر را دید و در لرزه فتاد

هیبتی زان خفته آمد بر رسول — حالتی خوش کرد بر جانش نزول

مهر و هیبت هست ضدِّ همدگر — این دو ضد را دید جمع اندر جگر

گفت با خود من شهان را دیده ام — پیشِ سلطانان بسی بگزیده ام

از شهانم هیبت و ترسی نبود — هیبتِ این مرد هوشم را ربود

رفته ام در بیشهٔ شیر و پلنگ — روی من ز ایشان نگردانید رنگ

٢٦

بایدِ دانست که مهر از محبت و نفرت از هیبت و قاصد روم را مهر بود از انس نبوده هیبت بود نفرت نبود در این محل خیلے تعجب دارد که دو ضد در ذات او جمع گردد ۱۲

بس شد ستم در مصاف و کارزار / همچو شیران دم که باشد کارزار

بس که خوردم بس زدم زخم گران / دل قوی تر بوده ام از دیگران

بی سلاح این مرد خفته بر زمین / من بهفت اندام لرزان چیست این

هیبت حقست این از خلق نیست / هیبت این مرد صاحب دلق نیست

هر که ترسید از حق و تقوی گزید / ترسد از وی جن و انس و هر که دید

چونکه عثمان آن عیان را عین گشت / نور فائض بود ذی النورین گشت

باب پنجم در وصف عثمان بن عفان رضی الله تعالی عنه

قصه عثمان رض که بر منبر برفت / چون خلافت یافت بشتابید تفت

منبر مهتر که سه پایه بدست / رفت ابوبکر رض دوم پایه نشست

بر سوم پایه عمر رض در دور خویش / از برای حرمت اسلام و کیش

دور عثمان رض آمد و بالای تخت / بر شد و بنشست آن محمود بخت

پس سوالش کرد شخصی بوالفضول / کان دو ننشستند برجای رسول

پس تو چون جستی از ایشان برتری / چون برتبت تو از ایشان کمتری

گفت اگر پایه سوم را بسپرم / وهم آید که مثال عمرم

بر دوم پایه شوم من جای جو / گوئیم مثل ابوبکرست او

هست این بالا مقام مصطفی / وهم مثلی نیست با آن شه مرا

بعد از آن برجای خطبه آن ودود / تا بقرب عصر لب خاموش بود

زهره نی کس را که گوید هین بخوان | یا برون آید ز مسجد آن زمان

هیبتی بنشسته بُد بر خاص و عام | پر شده نور خدا در صحن و بام

بهر این فرمود پیغمبر که من | همچو کشتی ام بطوفان زمن

ما و اصحابیم چون کشتی نوح | هر که دست اندر زند یابد فتوح

از علی آموز اخلاص عمل | شیر حق را دان مطهر از دغل

باب ششم در وصف علی بن ابی طالب رضی الله تعالی عنه

راز بگشا ای علی مرتضی | ای پس سوء القضا حسن القضا

چونکه تو بابی آن مدینهٔ علم را | چون شعاعی آفتاب علم را

باز باش ای باب رحمت تا ابد | بارگاه ما له کفوا احد

زین سبب پیغمبر با اجتهاد | نام خود وآن علی مولی نهاد

گفت هر کو را منم مولا و دوست | ابن عم من علی مولای اوست

گفت پیغمبر علی را کای علی | شیر حقی پهلوان پردلی

لیک بر شیری مکن هم اعتمید | اندر آ در سایهٔ نخل امید

یا علی از جملهٔ طاعات راه | برگزین تو سایهٔ خاص اله

هر کسی در طاعتی بگریختند | خویشتن را مخلصی انگیختند

تو برو در سایهٔ عاقل گریز | تا رهی زان دشمن پنهان ستیز

از همه طاعات اینت بهتر است | سبق یابی بر هران سابق که هست

قوله تو برو: مراد از عاقل ذات بابرکات آنحضرت صلی الله علیه وسلم است و اشاره است که بانکه بعقل من عمل کن نه بر نقل کتب سابقه ۱۲

چون زرویش مرتضی شد درفشان ... گشت او شیر خدا در مرج جان

تازه کن ایمان نه از گفت زبان ... ای هوا را تازه کرده در نهان

باب هفتم در ایمان

تا هوا تازه است ایمان تازه نیست ... کین هوا جز قفل آن دروازه نیست

هرکه خود را از هوا خود باز کرد ... گوش خود را آشنای راز کرد

عروة الوثقی است این ترک هوا ... برکشد این شاخ جان را بر سما

باد و در مردم هوا و آرزوست ... چون هوا بگذاشتی پیغام هوست

با هوا و آرزو کم باش دوست ... کی یضلک عن سبیل الله اوست

تخت دل معمور شد پاک از هوا ... بر وی الرحمن علی العرش استوی

ذات ایمان نعمت و لیکن هست هول ... ای قناعت کرده از ایمان بقول

مصطفی فرمود از گفت جحیم ... کو بمؤمن لابه گر گردد ز بیم

گویدش بگذر ز من ای شاه زود ... هین که نورت سوز نارم را ربود

پس هلاک نار نور مؤمنست ... زانکه بی ضد دفع ضد لا یمکنست

نار ضد نور باشد روز عدل ... کان ز قهر انگیخته شد این ز فضل

گر همی خواهی تو دفع شر نار ... آب رحمت بر دل آتش گمار

چشمهٔ آن آب رحمت مؤمنست ... آب حیوان روح پاک محسنست

بر دل و دین خرابت نوحه کن ... که نمی بینی جز این خاک کهن

مومن آن باشد که اندر نیک و بد	کافر از ایمان او حسرت خورد
گر بگویی گبر را کین آسمان	آفریده کیست وین خلق و جهان
گوید او کین آفریده از خداست	کافرینش بر خدایش گواست
کفر و فسق و استم بسیار او	هست لایق با چنان اقرار او
فعل او کرده دروغ آن قول را	تا شد او لایق عذاب هول را
پس چنان کن فعل کان خود بی زبان	باشد اشهد گفتن و عین عیان
تا همه این عضو عضوت ای پسر	گفته اشهد تو اندر نفع و ضر
رفتن بنده پی خواجه گواست	که منم بنده و این مولای ماست

حکایت

بود گبری در زمان بایزید	گفت او را یک مسلمان سعید
ای چه باشد گر تو ایمان آوری	تا بیابی صد نجات و سروری
گفت این ایمان اگر هست ای مرید	آنکه دارد شیخ عالم بایزید
من ندارم طاقت آن تاب آن	کان فزون آمد ز کوششهای جان
گرچه در ایمان و دین ناموقنم	لیک در ایمان او بس مومنم
دارم ایمان کان ز ایمان برترست	بس لطیف و با فروغ و با فرست
مؤمن ایمان اویم در نهان	گرچه مُهرم هست محکم بر زبان
باز ایمان گر خود ایمان شماست	نی بدان میلستم و نی اشتهاست

آنکه صد میلش سوی ایمان بود
چون شمارا او بیزدان فائز شود

آنکه نامش باشد و معنیش نی
چون بیابان را مفازه گفتنی

عشق او را از دل ایمان گفتر د (شیطان ۱۲)
چون با یمان شما او بنگرد

در وضو هر عضو را ورد جدا
آمده اندر خبر بهر دعا

باب ششم در طهارت

چونکه استنشاق بینی می کنی
بوی جنت خواه از رب غنی

تا ترا آن بو کشد سوی جنان
بوی گل باشد دلیل گلستان

بو قلاوزست و رهبر مر ترا
میبرد تا خلد و کوثر مر ترا

(بفتح اول و ضم واو و زای معجمه بلفظ ترکیست بمعنی رهبر ۱۲)

بر تمی داری سوی این باغ کام
بوی افزون جوی کن دفع زکام

تا که آن بو جاذب جانت شود
تا که آن بو نور چشمانت شود

بینی آن باشد که او بوئی برد
بوی او را جانب کوئی برد

تا ز زهر و از شکر در نگذری
کی تو از گلزار وحدت بو بری

چونکه استنجا کنی ورد سخن
این بود که از ذمائم پاک کن

دست من اینجا رسید این را بشست
دستم اندر شستن جانست سست

ای ز تو کس گشته جان ناکسان
دست فضل خویش بر جانم رسان

حد من این بود کردم من لئیم
زانسوی حد را نقی کن ای کریم

از حدث شستم خدایا پوست را
از حوادث تو بشو این دوست را

روی ناشسته نبیند روی حور	لا صلوة گفت الا بالحضور

باب نهم در صلوة

پنج وقت آمد نماز ای رهنمون	عاشقان خود فی صلوة دائمون
نی به پنج آرام گیرد آن خمار	که در آن سرهاست نی پانصد هزار
هست زر غبّا وظیفهٔ عاشقان	سخت مستسقیست جان عارفان
پنجهٔ زر برآورده برات	استعینوا منه صبراً او صلوة
آنکه معرض راز زر قارون کند	رو بدو آری بطاعت چون کند
هر هوا را تو وزیر خود مساز	که برآید جان پاکت از نماز
پنج حس ظاهر و پنج درون	در صفند اندر قیام الصافون
هر کسی کو از صف دین سرکشست	میرود سوی صفی کان ناخوش است
هوشیی آخر درآ در صف رزم	که ترا در آسمان بودست بزم
برامید راه بالا کن قیام	همچو شمعی پیش محراب ای غلام
گرچه نعمت دادنش بی علتست	طاعت او کار صاحب دولتست
چون چنین رفتست سنت کار کن	کار کن جان پدر بسیار کن
گفت پیغمبر رکوعست و سجود	بر در حق کوفتن حلقهٔ وجود
حلقهٔ آن در هر آنکو میزند	بهر او دولت سری بیرون کند
گفت واسجد واقترب یزدان ما	قرب جان شد سجدهٔ ابدان ما

۵۵ قوله گرچه نعمت یعنی هرچند که جناب معبود حقیقی محتاج عبادت مخلوق نیست و بی ربط منفعت بسفر نباید لیکن بنده را واجبست که اطاعت و عبادت خالق برحق بر خود واجب و لازم گرداند که علامت حصول دولت و سعادت سرمدیست ۱۲

چون سجودی یار کوعی مرد گشت ٭ شد دران عالم سجود او بهشت

چون پرید از دهانش حمد حق ٭ مرغ جنت سازدش رب الفلق

بالک الملک است هر کش سر نهد ٭ بیجهان خاک صد ملکش دهد

لیک ذوق سجده پیش خدا ٭ خوشتر آید از دو صد دولت ترا

بادشاهان جهان از بدرگی ٭ بو نبردند از شراب بندگی

ورنه ادهم وار سرگردان و دنگ ٭ ملک را برهم زدندی بی درنگ

خود که یابد این چنین بازار را ٭ که بیک گل میخری گلزار را

دانه را صد درختستان عوض ٭ حبه را آیدت صد کان عوض

کان لله دادن آن حبه است ٭ تا که کان الله له آید بدست

الله الله زود بفروش و بخر ٭ قطره ده بحر پر گوهر بخر

ده زکات روی خوب ای خوبرو ٭ شرح جان شرحه شرحه باز گو

باب دهم در زکات

ای زکاتت کیسه ات را پاسبان ٭ وی صلاتت هم زکاتت ایشان

ابر بر ناید پی منع زکات ٭ وز زنا افتد وبا اندر جهات

آن درم دادن سخی را لایق است ٭ دادن جان خود سخای عاشق است

نان دهی بهر خدا نانت دهند ٭ جان دهی از بهر حق جانت دهند

پس گدایان آئینه جود حقند ٭ وان که با حق اند جود مطلقند

صد نشان باشد درون ایثار را	صد علامت هست نیکو کار را
ای لبا امساک کز انفاق به	مال حق را جز بامر حق مده
تا عوض یابی تو گنج بیکران	تا نباشی از عداد کافران
امر حق را باز جو از واصلی	امر حق را در نیابد هر دلی
چون ز رویت فتا ایثار زکات	گشت این دست آن طرف نخل نبات
قرض ده این دولت اندر اقرضوا	تا که صد دولت ببینی پیش رو
دولت رفته کجا قوت دهد	دولت آینده خاصیت دهد
ما نقص مال من الصدقات قط	انما الخیرات نعم المرتبط
تا بگفته مصطفی شاه نجاح	السماح یا اولی النعمی رباح
جوشش افزونی زر در زکات	عصمت از فحشا و منکر در صلات
مال در ایثار اگر گردد تلف	در درون صد رنگ می آید خلف
گر ز شیر دیو تن را وا بری	در فطام او بسی نعمت خوری
باش در روزه شکیبا و مصر	دم بدم قوت خدا را منتظر

باب یازدهم در صوم

لب فرو بند از طعام و از شراب	سوی خوان آسمانی کن شتاب
این دهان بستی دهانی باز شد	کو خورنده لقمهای راز شد
در جهان گر لقمه و گر شربت است	لذت او فرع محو لذت است

این ابیات از دفتر چهار است ۱۲

زین خورشها اندک اندک باز بُر — کین غذای خر بود نی زان حر

تا غذای اصل را قابل شوی — لقمه‌های نور را آکل شوی

آن طعام الله قوت خوشگوار — بر چنان دریا چو کشتی شو سوار

چشم گریان بایدت چون طفل خرد — کم خور آن نان را که نان آب تو برد

تن چو با برگست روز و شب ازان — شاخ جان در برگ ریزست و خزان

برگ تن بی برگی جانست زود — این بباید کاستن آنرا فزود

اَقرِضُوا الله قرض ده زین برگ تن — تا بروید در عوض در دل سمن

قرض ده کم کن ازین لقمه تنت — تا نماید وجه لا عینٌ رأت

تن ز سرگین خویش چون خالی کنی — پر ز مشک و دُرِّ اجلالی کنی

یا حریصَ البطنِ عرِّج هکذا — اِنّما المنهاجُ تبدیلُ الغذا

یا مریضَ القلبِ عرِّج للعلاج — جملةُ التدبیرِ تبدیلُ المزاج

اَیُّها المحبوسُ فی رهنِ الطعام — سوف تنجو اِن تحمّلتَ الفطام

اِنّ فی الجوعِ طعاماً وافره — اِفتقدها وارتجِ یا نافره

هر آئینه در گرسنگی طعام بسیار ست — کم کن اورا و امیدوار باش ای بشور رمنده

اِغتَذِ بالنورِ کُن مثلَ البصر — وافقِ الاملاکَ یا خیرَ البشر

چون ملک تسبیح حق را کن غذا — تا رهی همچون ملائک از اذی

اندکی زین شرب کم کن بهر خویش — تا که حوض کوثری یابی به پیش

وارهی زین روزی ریزهٔ کثیف — در فتی در لوت و در قوت شریف

ای پدر الانتظار الانتظار / از برای خوان بالا مردوار

هر گرسنه عاقبت قوتی بیافت / آفتاب دولتی بر وی بتافت

ضیف با همت چو آشی کم خورد / صاحب خوان آش بهتر آورد

۵۲ سر برآور همچو کوهی ای سند / تا نخستین نور حق بر تو زند

کان سر کوه بلند مستقر / هست خورشید سحر را منتظر

نفس تو تا مست نقلست و نبید / وانکه روحت خوشهٔ غیبی ندید

خوی معده زین که و جو باز کن / خوردن ریحان و گل آغاز کن

معده را خو کن بدان ریحان و گل / تا بیابی حکمت و قوت رسل

۵۳ معدهٔ تن سوی کهدان می کشد / معدهٔ دل سوی ریحان می کشد

هر که کاه و جو خورد قربان شود / هر که نور حق خورد قرآن شود

مائدهٔ عقلست نی نان و شوا / نور عقلست ای پسر جان را غذا

گر خوری یکبار از ماکول نور / خاک ریزی بر سر نان تنور

نیم تو مشکست و نیمی پشک این / هین میفزا پشک افزا مشک چین

معده را بگذار و سوی دل خرام / تا که بی پرده ز حق آید سلام

۵۴ کین جهاد و صوم سختست و خشن / لیک این بهتر ز بعد ای ممتحن

رنج کی ماند دمی که ذو المنن / گویدت چونی تو ای رنجور من

۵۵ این دهان بر بند تا بینی عیان / چشم بند آن جهان حلق و دهان

۵۴ قوله کین جهاد یعنی جهاد روزه اگرچه در ظاهر بسیار دشوار است لیکن بعد از تحمل موجب صد گونه راحت باشد ۱۲

۵۵ قوله این دهان بر بند یعنی از خوردن نعمتهای اخروی همین دهان خلقت که مصروف لذات جسمانیست

ای دهان تو خود دهانهٔ دوزخی
وی جهان تو بر مثالِ برزخی

کارِ دوزخ میکنی در خوردنی
بهر او خود را تو فربه می کنی

کارِ خود کن روزیِ حکمت بخور
تا شود فربه دلِ با کرّ و فر

خوردنِ تن مانعِ این خوردنست
جان چو بازرگان و تن چون رهزنست

شمعِ تاجر آنگهست افروخته
که بود رهزن ز دار آویخته

هر زمان می درّد این دلقِ تنت
پاره بروی میزنی زین خوردنت

پاره دوزی می کنی اندر دکان
زیر این دکّان تو مدفون دو کان

پاره برکن ازین قعرِ دوکان
تا بر آرد سر به پیشِ تو دو کان

پاره دوزی چیست خوردن زبان
میزنی این پاره بر دلقِ گران

ای ز نسلِ پادشاهِ کامگار
با خود آ زین پاره دوزی ننگ دار

وانکه هر شهوت چو خمرست و چو بنگ
پرده هوشست و عاقل زوست دنگ

خمر تنها نیست سرمستیِ هوش
هر چه شهوانیست بندد چشم و گوش

نفسِ فرعونیست هین سیرش مکن
تا نیارد یاد زان کفرِ کهن

گر بگرید ور بنالد زار زار
او نخواهد شد مسلمان هوشدار

چون گلو تنگ آورد بر ما جهان
خاک خوردی کاشکی حلق و دهان

اشکم بی لافِ حلوای نزد
کاتشش را نیست از هیزم مدد

اشکمِ خالی بود زندانِ دیو
کش غمِ نان مانعست از مکر و ریو

پاک حضرت آدم علیه السلام ست ۱۲

و ذرهٔ خمر تنها نیست یعنی نه فقط شراب ظاهری باعث مدهوشی انسان نیست بلکه خواهش نفسانی و هوا جس شیطانی هم حکم شراب دارد که باعث غفلت انسان می شود ۱۲

اشکمِ پرپوت دانِ بازارِ دیو — تاجرانِ دیو را در وی غریو

جوعِ خود سلطانِ داروهاست هین — جوع در جان نه چنین خوارش مبین

گر نباشد جوع صد رنج دگر — از پیِ هیضه برآرد از تو سر

رنجِ جوع اولی بود خود زان علل — هم بلطف و هم بخفّت هم عمل

رنجِ جوع از رنجها پاکیزه‌تر — خاصه در جوعست صد نفع و هنر

جمله ناخوش از مجاعت خوش شود — جمله خوشها بی مجاعت رد بود

آن یکی میخورد نانِ فخفره — گفت سائل چون بدینست مشتره

گفت جوع از صبر چون دو تا شود — نانِ جو در پیشِ من حلوا شود

پس توانم که همه حلوا خورم — چون کنم صبرِ صبوران لاجرم

لذت از جوعست نی از نقلِ نو — با مجاعت از شکر به نانِ جو

هرکه را دردِ مجاعت نقد شد — نو شدن با جزو جزوش عقد شد

خود نباشد جوع هر کس را زبون — کین علف زاریست زندازه برون

جوع مر خاصانِ حق را داده اند — تا شوند از جوع شیرِ زورمند

جوع هر جلفِ گدا را کی دهند — چون علف کم نیست پیشش می‌نهند

که بخور که هم بدین ارزانیی — تو نه‌ای مرغاب مرغِ نانیی

از برای غصهٔ نان سوختی — دیدهٔ صبر و توکل دوختی

جوعِ رزقِ جانِ خاصانِ خداست — کی زبونِ همچو تو گیجِ گداست

بسبب گرسنگی هر غذا که باشد خوش و بالذت نماید حتی که نانِ جو از شکر لذیذ یا فته شود ۱۲

۵۴ قوله هرکه را یعنی هر که گرسنگی را رعایت کند همیشه صحیح المزاج و تندرست باشد ۱۲

۵۵ بکسر کاف فارسی و یای مجهول پریشان و پراگنده ۱۲۵

باش فارغ تو از آنها نیستی | که درین مطبخ تو بی نان استی
تو نه زان نازنینان عزیز | کی ترا دارند بی جوز و مویز
کاسه بر کاسست و نان بر نان هم | از برای این شکم خواران عام
راه لذت از درون دان نی برون | ابلهی دان جستن قصر و حصون
قصر چیزی نیست ویران کن بدن | گنج در ویرانه است ای میر من
قوت جبریل از مطبخ نبود | بود از دیدار خلاق ودود
همچنین این قوت ابدال حق | هم ز حق دان نه از طعام و نه از طبق
کعبهٔ جبریل و جانها سدره | قبلهٔ عبد البطون شد سفره

باب دوازدهم در حج

حج زیارت کردن خانه بود | حج رب البیت مردانه بود
کعبهٔ مردان نه از آب و گلست | طالب دل شو که بیت الله دلست
قبلهٔ عارف بود نور وصال | قبلهٔ عقل مفلسف شد خیال
قبلهٔ زاهد بود یزدان بر | قبلهٔ مطمع بود همیان زر
قبلهٔ معنی وران صبر و درنگ | قبلهٔ صورت پرستان نقش و سنگ
قبلهٔ باطن نشینان ذو المنن | قبلهٔ ظاهر پرستان روی زن
ابلهان تعظیم مسجد میکنند | در جفای اهل دل جد میکنند
آن مجازست این حقیقت ای خران | نیست مسجد جز درون سروران

قوله حج زیارت یعنی حج عوام فقط زیارت کردن خانهٔ کعبه باشد و حج مردان خدا دیدن دیدار رب البیت یعنی جناب کبریا باشد ۱۲

قوله قبلهٔ عارف یعنی عارفان همیشه طالب وصال ایزد برحق باشند و فلاسفه همیشه ... ۱۲

قوله قبلهٔ عقل یعنی ... فلاسفه ... خیال ... ۱۲

قوله ابلهان یعنی از تعظیم مسجد ... جاهل ... ۱۲

مسجدی کان اندرونِ اولیاست | سجده گاهِ جمله است آنجا خداست

کعبه ہر چندی که خانه برِّ اوست | خلقتِ من نیز خانه سرِّ اوست

تا بکرد آن خانه را در وی نرفت | وندرین خانه بجز آن حی نرفت

چون مرادِ دیدی خدارا دیده | گردِ کعبه صدق برگردیده

خدمتِ من طاعت و حمدِ خداست | تا نه پنداری که حق از من جداست

تا دلِ مردِ خدا نا بدررو | هیچ قومی را خدا رسوا نکرد

کعبه نادیده مکن زور و متاب | از قیاس اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

قطرهٔ دل را یکی گوهر فتاد | کان بدریاها و گردونها نداد

قطرهٔ علم ست اندر جانِ من | وارهانش از هوا و ز خاکِ تن

بابِ سیزدهم در علم

خاتمِ مُلکِ سلیمانست علم | جمله عالم صورت و جانست علم

آدمِ خاکی ز حق آموخت علم | تا بهفتم آسمان افروخت علم

نام و ناموسِ ملک را در شکست | کوریِ آنکس که در حق در شکست

بوالبشر چون عَلَّمَ الاَسْمَاء گشت | صد هزاران علمش اندر هر رگست

اسمِ هر چیزی چنان کان چیز هست | تا بپایانِ جانِ او را داد دست

اسمِ هر چیزی تو از دانا شنو | سِرِّ رمزِ عَلَّمَ الاَسْمَا شنو

هر لقب کو داد آن مبدل نشد | آنکه چستش خواند او کاهل نشد

۵۵ قوله آدم خاکی اشاره است بکریمه عَلَّمَ آدَمَ الاَسْمَاءَ الآیه که موجب شرف حضرت آدم علیه السلام گردید ۱۲

هین بکش تو بر هوا این بار علم — تا شوی راکب تو بر رهوار علم

علم چون بر دل زند یاری شود — علم چون بر تن زند باری شود

گفت ایزد یحمل اسفاره — بار باشد علم کان نبود ز هو

علم کان نبود ز حق بی واسطه — آن نپاید همچو رنگ ماشطه

لیک چون این بار را نیکو کشی — بار بر گیرند و بخشندت خوشی

خواب بیدار است چون با دانشست — وای بیداری که با نادان نشست

هین بکش بهر هوا این بار علم — تا ببینی در درون انبار علم

در دلت بینی علوم انبیا — بی کتاب و بی معید و اوستا

طالبِ غیبیست علم و معرفت — طالبِ خر نیست ای تو خر صفت

علم چون آموخت سگ رست از ضلال — میکند در بیشها صید حلال

سگ چو عالم گشت شد چالاک و زفت — سگ چو عارف گشت شد ز اصحاب کهف

علم دریائیست بی حد و کنار — طالب علمست غواص بحار

گر هزاران سال باشد عمر او — او نگردد سیر خود از جستجو

ای بسا عالم ز دانش بی نصیب — حافظِ علمست آنکس نی حبیب

صد هزاران فضل دارد از علوم — جانِ خود را می نداند این ظلوم

داند او خاصیت هر جوهری — در بیانِ جوهر خود چون خری

قیمت هر کاله میدانی که چیست — قیمتِ خود را ندانی احمقیست

قوله هین بکش — یعنی آدمی را باید که علم را در خود بکشد نفسانی ضائع نسازد بلکه آنچه حاصل علمست از آن بهره مند گردیده باشد ۱۲

قوله گفت ایزد — یعنی کسانیکه علم دارند و مطابق آن عمل نمی نمایند مثال آنها مثل خر باشد که بر وی کتب علوم بار کرده

قوله خواب بیدار — ... خواب عالم بیداری جاهل ... غافل باشد ۱۲

تو همی دانی یجوز و لایجوز / خود ندانی تو که حوری یا عجوز

این روا آن ناروا دانی و لیک / تو روا یا ناروایی بین تو نیک

گرچه دانی وقتِ علم ای امین / زانت نگشاید دو دیده عیب بین

چون مبارک نیست بر تو این علوم / خویشتن گولی کن و بگذر ز شوم

چونکه یک لحظه بخوردی بر زفن / ترکِ فن کن میطلب ربّ المنن

روزِ حکمت خور علف کان را خدا / بی غرض وا دست از محضِ عطا

فهم ناکردی به حکمت ای رهی / زانچه حق گفتت کلوا من رزقه

دانشی باید که اصلش زان سرست / زانکه هر فرعی باصلش رهبرست

حکمتِ دنیا فزاید ظن و شک / حکمتِ دینی برد فوقِ فلک

دل ز دانشها بشستند این فریق / زانکه این دانش ندانند این طریق

چون تجلّی کرد اوصافِ قدیم / پس بسوزد وصفِ حادث را گلیم

چون شدی بر بامهای آسمان / سست باشد جستجوی نردبان

ور کنی خدمت بخوانی یک کتاب / علمهای نادره یابی ز جیب

جانِ جمله علمها اینست این / که بدانی من کیم در یوم دین

چیست توحیدِ خدا آموختن / خویشتن را پیشِ واحد سوختن

باب چهاردهم در توحید

روح را توحیدِ الله خوشترست / غیر حاضر دست و پای دیگرست

۵۳ قوله ور کنی یعنی کم خواند و بسیار خدمت اهل عرفان کرد موجب حصول علوم عجیبه و سعادت سرمدی باشد ۱۲

۵۵ قوله روح را یعنی برای روح طلب توحید باری تعالی خوشتر است و برای تلاش توحید سوای دست و پای دیگر باشد ۱۲

گر تو پیوندی بدان شه شه شوی ‌ ‌ ذره گر بودی ولیکن مه شوی

برتر اند از عرش و کرسی و خلا ‌ ‌ ساکنان[51] مقعد صدق خدا

معدن گر نیست اندر لامکان ‌ ‌ هفت دوزخ از شرارش یک دخان

نور خواهی مستعد نور شو ‌ ‌ دور خواهی خویش بین و دور شو

دامن او گیر ای یار دلیر ‌ ‌ کو منزه باشد از بالا و زیر

با تو[52] باشد در مکان و لامکان ‌ ‌ چون بمانی از سرای آزادگان

لامکانی کاندرو نور خداست ‌ ‌ ماضی و مستقبل و حال از کجاست

چون[53] بساعت ساعتی بیرون شوی ‌ ‌ چون نمانی محرم بیچون شوی

گر همی خواهی که بفروزی چو روز ‌ ‌ هستی همچون شب خود را بسوز

دو مگو و دو مدان و دو مخوان ‌ ‌ بنده را در خواجه خود محو دان

آفتاب[54] معرفت را نقل نیست ‌ ‌ مشرق او غیر جان و عقل نیست

در درون یکذره نور عارفی ‌ ‌ به بود از صد معرف ای صفی

سیر عارف هر دمی تا تخت شاه ‌ ‌ سیر زاهد هر مهی یک روزه راه

عارفان که جام حق نوشیده اند ‌ ‌ رازها دانسته و پوشیده اند

بر لبش قفلست و در دل رازها ‌ ‌ لب خموش و دل پر از آوازها

هر که را اسرار کار آموختند ‌ ‌ مهر کردند و دهانش دوختند

عارفا تو از معرف فارغی ‌ ‌ خود همی بینی که نور بازغی

---

[51] قوله ساکنان مراد از عارفان و متقیان ۱۲

[52] یعنی چون از قیود و لوازم هستی مجرد گشتی و قید معیت حق گشتی در اینجا ... ۱۲

[53] قوله چون ... یعنی هرگاه که انسان خود را از هستی خویش را فانی ساخت

[54] قوله آفتاب معرفت ... در جان خود باشد ...

عارفان زآغاز گشته هوشمند — از غم و احوال آخر فارغند
گفت شاه ما همه صدق و صفاست — آنچه با ما میرسد آنهم زماست

باب پانزدهم در صدق

صدق جان دادن بود هین سابقوا — از نبی برخوان رجال صدقوا
در حدیث راست آرام دلست — راستیها دانهٔ دام دلست
دل نیارامد ز گفتار دروغ — زاب و روغن هیچ نفروزد فروغ
آن دروغست این تن فانی بود — راستست آن جان ربانی بود
جوهر صدقت خفی شد در دروغ — همچنانکه روغن اندر ماستِ دوغ
سالها این دوغ تن پیدا و فاش — روغن جان اندرو فانی و لاش
کودکی گرید پی جوز و مویز — پیش عاقل باشد آن بس سهل چیز
پیش دل جوز و مویز آمد جسد — طفل کی در دانش مردان رسد
هر که محجوب است او خود کودکست — مرد آن باشد که بیرون از شکست
گر بریش و جامه مردستی کسی — هر بزی را ریش و مو باشد بسی
همین روش بگزین و ترک ریش کن — ترک این باو منی تشویش کن
تا شوی چون بوی گل با عاشقان — پیشوا و رهنمای گلستان
پس قیامت روز عرض اکبرست — عرض او خواهد که بازیب و فرست
هر که چون هندوی بدسوداییست — روز عرضش نوبت رسواییست

[illegible]

۴۵ قوله ... کسی است که نور معرفت بر دلش پر تو انداز نشده باشد پس آنکس مثل کودک باشد که از جمیع آراستهٔ صوری و معنوی بیخبرست ۱۲

۴۴ قوله هر که چون یعنی کسی که در عقل و بد اطوار است بروز قیامت ذلیل و رسوا خواهد شد ۱۲

صدق میخواهد گواهِ حالِ او | تا بتابد نور او بی گفتگو

برق و فرِ روی خوبِ صادقین | تن فنا شد و آن سجا تا یوم دین

رنگِ شک و رنگِ کفران و نفاق | تا ابد باقی بود بر جانِ عاق

رنگِ صدق و رنگِ تقوی و یقین | تا ابد باقی بود بر عابدین

چونکه هنگامِ فراقِ جان شود | دیو و دلالِ درِ ایمان شود

پس فروشد ابله ایمان را شتاب | اندران تنگی بیک ابریقِ آب

آن خیالی باشد و ابریق نے | قصدِ آن دلال جز تخریق نے

این زمان که تو صحیح و فربهی | صدق را بهرِ خیالی میدهی

میفروشی هر زمانی در دکان | همچو طفلی می ستانی گردکان

پس دران رنجوری روزِ اجل | نیست نادر گر بود اینت عمل

ای فسرده عاشقِ مسکین نمد | کوزه هم جان ز جانان میبرد

باب شانزدهم در عشق

شاد باش ای عشقِ خوش سودای ما | ای طبیبِ جمله علتهای ما

ای دوای نخوت و ناموسِ ما | ای تو افلاطون و جالینوسِ ما

سینه خواهم شرحه شرحه از فراق | تا بگویم شرحِ دردِ اشتیاق

عاشقِ تصویر و وهمِ خویشتن | کی بود چون عاشقانِ ذوالمنن

جسمِ خاک از عشق بر افلاک شد | کوه در رقص آمد و چالاک شد

۵ قوله چونکه هنگام فی الواقع وقت مرگ که در آن حالت سوای ایمان چیزی بکار آمدنی نیست بلکه آن زمان هنگام امتحان ایمان انسان است پس می باید که در آن وقت ایمان خود را از دست برد شیطان محفوظ دارد ۱۲

۶ قوله پس دران یعنی هرگاه حال تو در صورت صحت چنین باشد پس در حالت بیماری روز مرگ چه عجب که ایمان را [illegible] شیطان [illegible] ۱۲

۷ یعنی ای [illegible] افسرده دل مسکین [illegible] عاشق صادق [illegible] ۱۲

عشق جان طور آمد عاشقا / طور مست و خر موسی صاعقا

جمله معشوقست و عاشق پرده‌ای / زنده معشوقست و عاشق مرده‌ای

چون نباشد عشق را پروای او / او چو مرغی ماند بی پر وای او

عاشق عشق ست کاندر نی فتاد / جوشش عشقست کاندر می فتاد

آتش ست این بانگ نای و نیست باد / هر که این آتش ندارد نیست باد

عاشقی پیداست از زاری دل / نیست بیماری چو بیماری دل

علت عاشق ز علتها جداست / عشق اصطرلاب اسرار خداست

عاشقی گر زین سر و گر زان سرست / عاقبت ما را بدان سر رهبرست

هر چه گویم عشق را شرح و بیان / چون بعشق آیم خجل باشم ازان

گرچه تفسیر زبان روشن‌گرست / لیک عشق بی‌زبان روشن‌ترست

چون قلم اندر نوشتن می‌شتافت / چون بعشق آمد قلم بر خود شکافت

عقل در شرحش چو خر در گل بخفت / شرح عشق و عاشقی هم عشق گفت

آفتاب آمد دلیل آفتاب / گر دلیلت باید از وی رخ متاب

عشقهایی کز پی رنگی بود / عشق نبود عاقبت ننگی بود

زانکه آن مستی ز راند و واندست / ظاهرش نور اندرون دود آمدست

چون شود نور و شود پیدا دخان / بفسرد عشق مجازی آن زمان

عشق بر مرده نباشد پایدار / عشق را بر حی و بر قیوم دار

زانکه عشق مردگان پاینده نیست / زانکه مرده سوی ما آینده نیست

هرچه جز عشق خدای احسن است / گر شکر خوردن بود جان کندن است

عشق زنده در روان و در بصر / هر دمی باشد ز غنچه تازه‌تر

عشق آن زنده گزین کو باقیست / کز شراب جان‌فزایت ساقیست

عشق آن بگزین که جمله انبیا / یافتند از عشق او کار و کیا

عاشق صنع خدا با فر بود / عاشق مصنوع او کافر بود

هر که عاشق دیدیش معشوق دان / کو به نسبت هست هم این و هم آن

تشنگان گر آب جویند از جهان / آب هم جوید به عالم تشنگان

بیدلان را دلبران جسته به جان / جمله معشوقان شکار عاشقان

چونکه عاشق اوست تو خاموش باش / او چو گوشت میکشد تو گوش باش

عاشق از خود چون غذا یابد رحیق / عقل آنجا گم شود گم ای رفیق

عاشقی زین هر دو حالت برترست / بی بهار و بی خزان سبز و ترست

باغ سبز عشق کو بی منتهاست / جز غم و شادی درو بس میوه‌هاست

عقل جزوی عشق را منکر بود / گرچه بنماید که صاحب سر بود

زیرک و داناست اما نیست نیست / تا فرشته لا نشد اهریمنیست

آتشی از عشق در جان برفروز / سر بسر فکر و عبارت را بسوز

من غلام آن مس همت پرست / کو بغیر کیمیا نارد شکست

مراد از طالب باهمت ۱۲

ناف ما بر مهر او ببریده اند | عشق او در جان ما کاریده اند

ما هم از مستان این می بوده ایم | عاشقان درگه وی بوده ایم

عاشقان را هر نفس سوزیدنیست | بر ده ویران خراج و عشر نیست

سخت تر شد بند من از پند تو | عشق را نشناخت دانشمند تو

آن طرف که عشق می افزود درد | بوحنیفه شافعی درسی نکرد

اندرین بحث ار خرد ره بین بدی | فخر رازی راز دار دین بدی

لیک چون من لم یذق لم یدر بود | عقل و تخییلات او حیرت فزود

آنکه ارزد صید را عشقست و بس | لیک او کی گنجد اندر دام کس

تو مگر آئی و صید او شوی | دام بگذاری بدام او روی

عشق میگوید بگوشم پست پست | صید بودن بهتر از صیادیست

گول من کن خویش را و غره شو | آفتابی را رها کن ذره شو

بر درم ساکن شو و بیخانه باش | دعوی شمعی مکن پروانه باش

تا ببینی چاشنی زندگی | سلطنت یابی نهان در بندگی

صدق عاشق بر جمادی می تند | چه عجب که بر دل دانا زند

غیر ازین معقولها معقولها | یابی اندر عشق با فر و بها

چون ببازی عقل در عشق صمد | عشر امثالت دهد تا هفتصد

آن زنان چون عقلها درباختند | بر رواق عشق یوسف تاختند

عقلِ شان یکدم ستد ساقی عمر (ای گرفت)	سیر گشتند از خرد باقیِ عمر
اصلِ صد یوسف جمالِ ذو الجلال	ای کم از زن شو فدای آن جمال
ای عدوِ شرم و اندیشه بیا	که دریدم پردهٔ شرم و حیا
عاشقم من بر فنِ دیوانگی	سیرم از فرهنگی و فرزانگی
عاشقِ مستی و بگشاده زبان	الله الله اشتری بر ناودان
۵۲ وقتِ آن آمد که من (یای خطاب ۱۲) عریان شوم	جسم بگذارم سراسر جان شوم
بوی جانان سوی جانم میرسد	بوی یارِ مهربانم میرسد
باز آمد آبِ جان در جوی ما	باز آمد شاهِ ما در کوی ما
ملکِ دنیا تن پرستان را حلال	ما غلامِ ملکِ عشقِ بی زوال
عقلِ هر عطار کاگه شد ازو	طبلها را ریخت اندر آبِ جو
اژدهای (مراد از طالب ۱۲) ناپدید و دلربا	عقلِ همچون کوه او را کهربا
عشق (مراد از عشق ۱۲) قهارست و من مقهورِ عشق	چون شکر شیرین (صفت ۱۲) شدم از شورِ عشق
برگِ کاهم پیشِ تو ای تندباد	من چه دانم که کجا خواهم فتاد
در نگنجد عشق در گفت و شنید (عشق ۱۲)	عشق دریاییست قعرش ناپدید
۵۳ عشق و ناموس ای برادر راست نیست	بر درِ ناموس ای عاشق مایست
نعرهٔ مستانه خوش می آیدم	تا ابد ای جان چنین می بایدم
هرچه غیرِ شورش و دیوانگیست	اندرین ره دوری و بیگانگیست

مراد از عشق ۱۲ — یعنی ای طالب که از زن کمی فدای آن جمال شو ۱۲

ف۱ چون اشتر بر دین ترقی نبود پیدا چنین فرموده اند ۱۲

۵۲ قوله وقت آن آمد یعنی تا حال حرف توحید در صورت معرفت در لباس عبارت مخفی گفتم حالا وقت آن رسید که برقع ابهام و اجمال را از روی شاهد شرح و بیان توحید بر کشم و منزه محض را نمایم ۱۲

۵۳ قوله عشق و ناموس [illegible] ۵۰ [illegible] عشق صادق [illegible] هستی ناموس [illegible] عاشقان [illegible] ۱۲

زانکه نزدِ عقل هر داننده است ‌ ‌ ‌ آنکه با شوریده شوراننده است

بشکند این کشتیِ خلقان غرقِ عشق ‌ ‌ ‌ اژدهائی گشت سوی حلقِ عشق

عاشقان در سیلِ تند افتاده اند ‌ ‌ ‌ بر قضای عشق دل بنهاده اند

از قدح گر در عطش آبی خورند ‌ ‌ ‌ در درونِ آب حق را ناظر اند

آنکه عاشق نیست او در آب در ‌ ‌ ‌ صورتِ خود بیند ای صاحب نظر

صورتِ عاشق چو فانی شد درو ‌ ‌ ‌ پس در آب اکنون که را بیند بگو

کی رسند این خائفان در گردِ عشق ‌ ‌ ‌ کآسمان را فرش سازد دردِ عشق

دیو اگر عاشق شود هم گوی برد ‌ ‌ ‌ جبرئیلی گشت وان دیوی بمرد

مایه در بازارِ دنیا این زرست ‌ ‌ ‌ مایه آنجا عشق و دو چشمِ ترست

خواب را بگذار ای چشمِ پدر ‌ ‌ ‌ یکشبی بر کوی بیخوابان گذر

عشق را پانصد پرست و هر پری ‌ ‌ ‌ از فرازِ عرش تا تحت الثری

زاهدان با ترس میتازد به پا ‌ ‌ ‌ عاشقان پرّان تر از برق و هوا

شرحِ عشق ار من بگویم بر دوام ‌ ‌ ‌ صد قیامت بگذرد وان ناتمام

زانکه تاریخِ قیامت را حدست ‌ ‌ ‌ حد کجا آنجا که وصفِ ایزدست

عشق زاوصافِ خدای بی نیاز ‌ ‌ ‌ عاشقی بر غیرِ او باشد مجاز

توبه کردم و عشق همچون اژدها ‌ ‌ ‌ توبه وصفِ خلق وآن وصفِ خدا

عاشقی و توبه یا امکانِ صبر ‌ ‌ ‌ این محالی باشد ای جان بس سطبر

بنده آزادی طمع دارد ز جد — عاشق آزادی نخواهد تا ابد

بنده دائم خلعت و ادرار جست — خلعت عاشق همه دیدار اوست

دور گردونها ز موج عشق دان — گر نبودی عشق بفسردی جهان

همچو سنگ آسیا اندر مدار — روز و شب گردان و نالان بیقرار

عشق بشکافد فلک را صد شکاف — عشق لرزاند زمین را از گزاف

عشق جوشد بحر را مانند دیگ — عشق ساید کوه را مانند ریگ

با محمد بود عشق پاک جفت — بهر عشق او را خدا لولاک گفت

منتهی در عشق چون او بود فرد — پس مر او را ز انبیا تخصیص کرد

گر نبودی بهر عشق پاک را — کی وجودی دادمی افلاک را

من بدان افراشتم چرخ سنی — تا بلندی عشق را فهمی کنی

خاک را من خوار کردم یکسری — تا ز ذل عاشقان بوئی بری

خاک را دادیم سبزی و نوی — تا ز تبدیل فقیر آگه شوی

با تو گویند این جبال راسیات — وصف حال عاشقان اندر ثبات

لحم عاشق را نیارد خورد دد — عشق معروفست پیش نیک و بد

تا تو باشی در حجاب بوالبشر — سهری در عاشقان کمتر نگر

زین گذر کن پند من بپذیر هین — عاشقانرا تو بچشم عشق بین

فهم کن موقوف آن گفتن مباش — سینهای عاشقانرا کم خراش

---

۵۱ کیفیت خاک که گاهی خشک و گاهی تر باشد دلیل است بر تغیر حالات اهل مودت ۱۲

۵۲ قوله خاک را یعنی چنانکه خاک در ظاهر ذلیل و خوار است مگر در حقیقت چه قدر صفات در ذات خود دارد همچنین حال عاشق را ای پس

۵۳ تا تو باشی یعنی تا وقتیکه تو انسان در حجاب بشریت باشی [illegible]

[illegible]

خانه را من روفتم از نیک و بد / خانه‌ام پرّ است از عشق احد

چونکه با حق متصل گردید جان / ذکر آن اینست و ذکر اینست آن

دین من از عشق زنده بودنست / زندگی زین جان و سر ننگ منست

چون غبار تن بشد باهم تبافت / ماه جان من هوای صاف یافت

عشق از ده صد چو خرقه کالبد / که حیاتی دارد و حس و خرد

خاصه خرقه ملک دنیا ابتریست / پنج دانگه مستیش درد سریست

غرق عشقم که غرقست اندرین / عشقهائے اولین و آخرین

رستم از آب و زنان همچون ملک / بیغرض گردم برین در چون فلک

بیغرض نبود بگردش در جهان / غیر جسم و غیر جان عاشقان

هر چه گوید مرد عاشق بوی عشق / از دهانش میجهد در کوی عشق

سالها پرّم به پرّ و بالها / سالها چه بود هزاران سالها

می دوم یعنی نمی ارزد بدان / عشق جانان کم مدان از عشق نان

عشق جانان کو غذای عاشقست / بند هستی نیست هر کو صادقست

عاشقان را کار نبود با وجود / عاشقان راهست بی سرمایه سود

عشق را با پنج و باشش کار نیست / مقصد او جز که جذب یار نیست

عاشقان اندر عدم خیمه زدند / چون عدم یکرنگ و نفس واحدند

بال بی ورگ و عالمے پرند / دست بی دوکوز میدان می برند

[illegible]

۵۵ یعنی از هر سخن او بوی عشق می آید گو آن سخن از حکایات عشق نباشد ۱۲

۵۶ یعنی این تلاش من بجائی نمی برد زیرا که انسان در تلاش نان چقدر مشقت می کشد که بدست می آید پس حاصل شدن عشق از طلب نان چگونه کم باید دانست ۱۲

۵۷ قوله عشق را مراد از پنج و شش فلان و فلان است وکاف در مصراع دوم زائد یعنی عاشق را [illegible]

عشق چون در سینه منزل گرفت
جانِ آنکس را ز هستی دل گرفت

هر کجا شمعِ بلا افروختند
صد هزاران جانِ عاشق سوختند

مرد را این درد در خون افگند
سر نگون از پرده بیرون افگند

تو مکن تهدید از کشتن که من
تشنه زارم بخونِ خویشتن

(این ابیات از دفتر چهارست ۱۲)

گر بریزد خونِ من آن دوست رو
پای کوبان جان بر افشانم برو

گر بریزد خونم آن روح الامین
جرعه جرعه خون خورم همچون جنین

چون جنین و چون زمین خونخواره ام
تا که عاشق گشته ام این کاره ام

گو بران بر جانِ مستم خشمِ خویش
عیدِ قربان اوست عاشق گاوِ میش

شکوهِ تیغِ عشقش ای ننگِ زنان
صد هزاران جان نگر دستک زنان

عشق چون دعوی جفا دیدن گواه
چون گواهت نیست شد دعوی تباه

چون گواهت خواهد این قاضی مرنج
بوسه ده بر مار تا یابی تو گنج

عشق از اول چرا خونی بود
تا گریزد هر که بیرونی بود

تو به یک خواری گریزانی ز عشق
تو بجز نامی چه میدانی ز عشق

چون تو عاشق نیستی ای نر گدا
همچو کوهی بی خبر داری صدا

تا خیالِ دوست در اسرارِ ماست
جانگزی و جانسپاری کارِ ماست

آزمودم مرگِ من در زندگیست
چون رهم زین زندگی پایندگیست

اُقتلونی اُقتلونی یا ثقات
اِنّ فی قتلی حیاتاً فی حیات

قوله تو مکن یعنی عاشق خود از جان و دل مشتاق قتل باشد چه حاجت نیست که کسی بر قتل او تهدید و ترهیب نماید ۱۲

قوله چون جنین و چون ... خون خوردن جنین که بچه در شکم را گویند ظاهر است که غذای او در شکم مادر خون حیض باشد اما خون خوردن زمین باعتبار آنکه همه چیز را فرو می برد ۱۲

قوله شکوهِ تیغ خطاب بعاشق کاذبست که ای ننگ زنان نمی بینی که عاشقان صادق بقتل خود جان نثار ... ۱۲

۱۴۱ ۵۴

قوله عشق از اول یعنی عشق از ابتدا ... [illegible]

[illegible]

قوله اقتلونی [illegible] ۱۲

یا منیر الخد یا روح البقا اجتذب روحی وجد لی باللقا

لی حبیب حبه یشوی الحشا لو یشا یمشی علی عینی مشا

پارسی گو گرچه تازی خوشترست عشق را خود صد زبان دیگرست

بوی آن دلبر چو پران می‌شود آن زبانها جمله حیران می‌شود

بس کنم چون دلبر آمد در خطاب گوش کن والله اعلم بالصواب

چونکه عاشق توبه کرد اکنون بترس کو چو عیاران کند بردار درس

عاشقان را شد مدرس حسن دوست دفتر و درس و سبقشان روی اوست

خامشند و نعرهٔ تکرارشان می‌رود تا عرش و تخت یارشان

درسشان آشوب و چرخ و زلزله نی زیادات است و باب و سلسله

سلسلهٔ این قوم جعد مشکبار مسئله دورست لیکن دور یار

هر که اندر عشق یابد زندگی کفر باشد پیش او جز بندگی

عاشقان را شادمانی و غم اوست دست مزد و اجرت خدمت هم اوست

عشق آن شعله است کو چون برفروخت هر چه جز معشوق باقی جمله سوخت

تیغ لا در قتل غیر حق براند در نگر زان پس که بعد لا چه ماند

ماند الا الله باقی جمله رفت شاد باش ای عشق شرکت سوز زفت

عاشقی کز عشق یزدان خورد قوت صد بدن پیشش نیرزد تره توت

عاشق آنم که هر آن آن اوست عقل و جان در امر یک فرمان اوست

از محبت تلخها شیرین شود — از محبت مسها زرین شود

از محبت دردها صافی شود — از محبت دردها شافی شود

از محبت مرده زنده می شود — از محبت شاه بنده می شود

دوستگیری چیزها را از اثر — پس چه از آثار بخششی نصیب

از خیال دوستگیری خلق را — چون نگیری شاه غرب و شرق را

هیچ عاشق خود نباشد وصل جو — که نه معشوقش بود جویای او

میل معشوقان نهانست و ستیر — میل عاشق با دو صد طبل و نفیر

لیک میل عاشقان تن زه کند — میل معشوقان خوش و فربه کند

چون درین دل برق مهر دوست جست — اندر آن دل دوستی میدان که هست

در دل تو مهر حق چون شد دو تو — هست حق را بیگمانی مهر تو

هیچ بانگ کف زدن ناید بدر — از یکی دست تو بی دست دگر

تشنه می نالد که کو آب گوار — آب هم نالد که کو آن آبخوار

عشق معشوقان دو رخ افروخته — عشق عاشق جان او را سوخته

جذب آبست این عطش در جان ما — ما ازان او و او هم زان ما

حکمت حق در قضا و در قدر — کرد ما را عاشقان باهمدگر

لیک شمع عشق چون آن شمع نیست — روشن اندر روشن اندر روشنیست

او بعکس شمعهای آتشیست — مینماید آتش و جمله خوشیست

۵۷ قوله میل معشوقان یعنی معشوقان نیز بسوی عاشق میل و توجه دارند مگر بدین صورت که بر کسی ظاهر نشود

پس شدند اشکسته‌اش آن صادقان ... لیک کو آن خود شکست عاشقان

عاقلان اشکسته‌اند از اضطرار ... عاشقان اشکسته با صد اختیار

عاقلانش بندگان بندی‌اند ... عاشقانش شکّری و قندی‌اند

ائتیا کرهاً مهار عاقلان ... ائتیا طوعاً مهار عاشقان

با دو عالم عشق را بیگانگی ... اندرو هفتاد و دو دیوانگی

سخت پنهانست و پیدا حیرتش ... جان سلطانان جان در حسرتش

غیر هفتاد و دو ملت کیش او ... تخت شاهان تخته‌بندی پیش او

مطرب عشق این زند وقت سماع ... بندگی بند و خداوندی صداع

نعل بینی واژگونه در جهان ... تخته‌بندان را لقب گشته شهان

پس چه باشد عشق دریای عدم ... درشکسته عقل را آنجا قدم

عقل کی ماند چو باشد مرده او ... کُلُّ شَیءٍ هالِکٌ اِلّا وَجهَه

بندگی و سلطنت معلوم شد ... زین دو پرده عاشقی مکتوم شد

عشق را صد ناز و استکبار هست ... عشق با صد ناز می‌آید بدست

عشق چون وافیست وافی می‌خرد ... در حریف بیوفا می‌ننگرد

آن جماعت را که وافی بوده‌اند ... بر همه اصناف شان افزوده‌اند

عاشقانی کز درون خانه‌اند ... شمع روی یار را پروانه‌اند

ملت عشق از همه دینها جداست ... عاشقان را مذهب و ملت خداست

شرح این هجران و این خون جگر — این زمان بگذار تا وقت دگر

چونکه گل رفت و گلستان درگذشت — نشنوی زان پس ز بلبل سرگذشت

هر که او از همزبانی شد جدا — بی‌نوا شد گرچه دارد صد نوا

با لب دمساز خود گر جفتمی — همچو نی من گفتنیها گفتمی

تا که در هر گوش ناید این سخن — یک همی گویم ز صد سر لدن

ور بگویم عقلها را برکند — ور نویسم بس قلمها بشکند

گر گشاید دل سر انبان راز — جان بسوی عرش سازد ترکتاز

بعد ازین گر شرح گویم ابلهیست — زانکه شرح این ورای آگهیست

ور نیابد حال پخته هیچ خام — پس سخن کوتاه باید والسلام

این بیت در نسخ اولی نیست ۱۲

باب هفتدهم در اخلاص

کار پنهان کن تو از چشمان خود — تا بود کارت سلیم از چشم بد

چونکه اسرارت نهان در دل شود — هر مرادت زودتر حاصل شود

گفت پیغمبر که هر کو سر نهفت — زود گردد با مراد خویش جفت

دانه‌ها چون در زمین پنهان شود — سر آن سرسبزی بستان شود

شرط من جا بالحسن نی کرد نیست — این حسن را سوی حضرت برد نیست

در حدیث آمد که تسبیح از ریا — همچو سبزه گولخن دان ای کیا

کار او دارد که حق را شد مرید — بهر کار او ز هر کاری برید

پس[51] ریای شیخ به ز اخلاص ما | کز بصیرت باشد آن وین از عما
بی‌ادب[52] حاضر ز غایب خوشترست | حلقه گرچه کج بود نه بر درست
عیب کم گو بندهٔ الله را | متهم کم کن به دزدی شاه را
در رخ مه عیب بینی می‌کنی | در بهشتی خارچینی می‌کنی
در تگ دریا گهر با سنگهاست | فخرها اندر میان ننگهاست

حکایت

آتشی افتاد در عهد عمر | همچو چوب خشک می‌خورد او حجر
درفتاد اندر بنای خانها | باد زد بر پر مرغ و لانها
نیم شهر از شعلها آتش گرفت | آب بپاشید او وزان می‌شگفت
مشکهای آب و سرکه می‌زدند | بر سر آتش کسان هوشمند
آتش از استیزه افزون می‌شدی | می‌رسید او را مدد از بیحدی[53]
خلق آمد جانب عمر شتاب | کآتش ما می‌نمیرد هیچ ز آب
گفت آن آتش ز آیات خداست | شعلهٔ آن آتش از بخل شماست
آب چه بود بر عطای نان تنید | بخل بگذارید اگر آل[54] منید
خلق گفتندش که در بگشوده‌ایم | ما سخی زاهل فتوت[55] بوده‌ایم
گفت نان در رسم و عادت داده‌اید | دست از بهر خدا نگشاده‌اید
بهر فخر و بهر بوش و بهر ناز | نه برای ترس و تقوی و نیاز

[51] قوله ریای شیخ الخ [illegible] بقول شیخ ابو سعید الخراز [illegible]
[52] [illegible]
۵۹ و تجردی او وفانی [illegible] ۱۲
[53] یعنی از ذاتی که او و صفاتش را حدی و نهایتی نیست ۱۲
[54] در اینجا مراد از آل تابع است ۱۲ و
[55] بضمتین و تشدید واو جوانمردی و کرم ۱۲

هین بگو زین پس فراگیر احتراز	که ز بخشایش در توبه است باز

باب پانزدهم در توبه

توبه را از جانب مشرق دری	تا قیامت باز باشد بر وری
تا ز مغرب بر زند سر آفتاب	باز باشد آن در از وی رو متاب
هست جنت را ز رحمت هشت در	یک در توبه است زان هشت ای پسر
آن همه گه باز باشد گه فراز	وان در توبه نباشد جز که باز
هین غنیمت دار در باز است زود	رخت آنجا کش بکوری حسود
توبه کن مردانه رو آور بره	که فمن یعمل بمثقال یره
در فسون نفس کم شو غره	کافتاب حق نپوشد ذره
در به بندی چشم خود را از حجاب	کار خود را کی گذارد آفتاب
هست ذرات خواطر وقت کار	پیش خورشید حقائق آشکار
ای خبرهات از خبرده بیخبر	توبهٔ تو از گناه تو بتر
ای تو از حال گذشته توبه جو	کی کنی توبه ازین توبه بگو
عقل تو از بسکه آمد خیره سر	هست عذرت از گناه تو بتر
همچو کم عقلی که از عقل تباه	بشکند توبه بهر دم از گناه
سخرهٔ ابلیس گردد در زمن	از ضعیفی رای آن توبه شکن
میخورد از غیب بر سر زخم او	از شکست توبه آن ادبار جو

توبه او جوید که کرد است او گناه / راه او جوید که گم کرد است راه

هین سوار توبه شو در دز درس / جامها از دزد بستان باز پس

مرکب توبه عجائب مرکبست / بر فلک تازد بیک لحظه ز پست

لیک مرکب را نگه میدار زان / کو بدزدید آن قبایت را نهان

تا ندزدد مرکبت را نیز هم / پاس دار این مرکبت را دمبدم

هین بپشت آن مکن جرم و گناه / که کنم توبه در آیم در پناه

می بباید آب و تابی توبه را / شرط شد برق و سحابی توبه را

تا نباشد برق دل و ابر دو چشم / کی نشیند آتش تهدید و خشم

آتش و آبی بباید میوه را / واجب آمد ابر و برق این شیوه را

سجده گه را تر کن از اشک روان / که خدایا وارهانم زین گمان

عمر بی توبه همه جان کندنست / مرگ حاضر غائب از حق بودنست

لیک استغفار هم در دست نیست / ذوق توبه نقل هر سرمست نیست

هر دلی را سجده هم دستور نیست / مزد رحمت قسم هر مزدور نیست

گر سیه کردی تو نامه عمر خویش / توبه کن زانها که کردستی تو پیش

عمر اگر بگذشت بیخش این دمست / آب توبش ده اگر او بی نمست

بیخ عمرت را بده آب حیات / تا درخت عمر گردد با ثبات

جمله ماضیها ازین نیکو شوند / زهر پارینه ازین گردد چو قند

سیئات را مبدل کرد حق	تا همه طاعت شود آن ما سبق
خواجه بر توبهٔ نصوحی خوش بتن	کوششی کن هم بجان و هم بتن
نقض توبه و عهد آن اصحاب سبت	موجب مسخ آمد و اهلاک و مقت
اندرین امت نبد مسخ بدن	لیک مسخ دل بود ای بو الفطن
از ره سر صد هزاران دیگر	گشته از توبه شکستن خوک و خر
چونکه عبرت برد و یوف اضحکه	بی نمک باشد اعوذ و فاتحه
گرچه باشد بی نمک اکنون چنین	هست غفلت بی نمکتر زان یقین
هم چنین هم بی نمک می نال نیز	که ذلیلان را دوا کن ای عزیز
قادری بیگاه باشد یا پگاه	از تو چیزی فوت کی شد ای اله

باب نوزدهم در زهد

چون خیالی میشود در زهد تن	تا خیالات از درونه رفتن
آرزو بگذار تا رحم آیدش	آزمودی که چنین میبایدش
آرزو جستن بود بگریختن	پیش عدلش خون تقوی ریختن
این جهان دامست و دانه اش آرزو	در گریز از دامهای دام او
دام را بدران رها کن دانه را	باز کن درهای تو این خانه را
چون چنین رفتی بدیدی صد گشاد	چون شدی در ضد آن دیدی فساد
حق همی خواهد که تو زاهد شوی	تا غرض بگذاری و شاهد شوی

کین غرضها پردهٔ دیده بود | بر نظر چون پرده پیچیده بود
زهد و تقوی را گزیدم دین و کیش | زانکه می‌دیدم اجل را پیش پیش
مرگ همسایه مرا واعظ شده | کسب و دکان مرا برهم زده
چون بآخر فرد خواهی ماندن | خو نباید کرد با هر مرد و زن
رو بخواهی کرد آخر در لحد | آن به آید که کنی خو با احد
چون زنخ را بست خواهد آن صنم | آن به آید که زنخ کمتر زنم
ای بزربفت و کمر آموخته | آخرستت جامهٔ نادوخته
رو بخاک آریم کز وی رسته‌ایم | دل چرا در بی‌وفایان بسته‌ایم
از عقول و از نفوس پرصفا | پیک می‌آید بجان کای بی‌وفا
یارکان پنج روزه یافتی | روز یاران کهن برتافتی
نشنوا از وی شو مشنو از غیر وی | او بهارست و دگرها ماه دی
هرچه غیر اوست استدراج تست | گرچه تخت و ملک تست و تاج تست
هر دکان را هست سودای دگر | مثنوی دکان فقرست ای پسر

باب بستم در فقر

مثنوی ما دکان وحدتست | غیر واحد هرچه بینی آن بتست
کار درویشی ورای فهم تست | سوی درویشی تو منگر سست سست
فقر فخری نه از گزافست و مجاز | بل هزاران غیرت پنهانست و ناز

زانکه درویشان ورای ملک و مال / روزیی دارند ژرف از ذو الجلال

امتحان کن فقر را روزی دو تو / تا بفقر اندر غنا بینی دو تو

صبر کن در فقر و بگذار این ملال / زانکه در فقرست عز ذو الجلال

همچنان کز فقر میترسند خلق / زیر آب شور رفته تا بحلق

گر بترسندی ازان فقر آفرین / گنجهاشان کشف گشتی در زمین

فقر فخری را فنا پیرایه شد / چون زبانهٔ شمع او بی سایه شد

چون فناش از فقر پیرایه شود / او محمدوار بی سایه شود

فقر فخری بهر آن آمد سنی / تا ز طماعان گریزم در غنی

گنجها را در خرابی زان نهند / تا ز حرص اهل عمران وارهند

وایه میترساندت مردم ز فقر / همچو کبکش صید کن ای باز فقر

باز سلطان عزیز کامگار / ننگ باشد که کند کبکش شکار

آدمی را عجز و فقر آمد امان / از بلای نفس پر حرص و غمان

نیست قدرت هر کسی را سازوار / عجز بهتر مایهٔ پرهیزگار

فقر ازان رو فخر آمد جاودان / که بتقوی ماند دست نارسان

خضر کشتی را برای آن شکست / که تواند کشتی از فجار رست

چون شکسته میرهد اشکسته شو / امن در فقرست اندر فقر رو

چونکه شاهی دست یابد بر شهی / بکشدش یا باز دارد در چهی

ور بیابد خستهٔ افتاده را	مرهمش سازد شه و بدهد عطا
راهزن هرگز گدائی را نزد	گرگ گرگ مرده راهرگز گزد

حکایت

انچه گفتم از عظتهات ای عزیز — همچنین بشنودم از عطار نیز

رحمة الله علیه گفته است — ذکر شه محمود غازی سفته است

کز غزای هند پیش آن امام — در غنیمت اوفتادش یک غلام

پس خلیفه کرد و بر تختش نشاند — بر سپه بگزیدش و فرزند خواند

حاصل آن کودک بران تخت قضا — نشسته پهلوی قباد شهریار

گریه کردی اشک میراندی بسوز — گفت شه او را که ای فیروزه روز

از چه گریه دولتت شد ناگوار — فوق افلاکی قرین شهریار

تو برین تخت و وزیران و سپاه — پیش تختت صف زده چون نجم و ماه

گفت کودک گریه‌ام زانست زار — که مرا مادر دران شهر و دیار

از توام تهدید کردی هر زمان — بلیت در دست محمود ارسلان

پس پدر مر مادرم را در جواب — جنگ کردی کین چه خشمست و عذاب

می نیابی هیچ نفرین دگر — زین چنین نفرین مهلک سهلتر

سخت بیرحمی و بس سنگین دلی — که بصد شمشیر او را قاتلی

من ز گفت هر دو حیران گشتمی — در دل افتادی مرا بیم و غمی

تا چه دوزخ خوست محمود ای عجب — که مثل گشتست در هجو دل و کرب

من همی لرزیده ام از بیم تو — غافل از اکرام و از تعظیم تو

باورم کو تا ببیند این زبان — مر مرا بر تخت ای شاه جهان

فقر آن محمود بستست ای بی سعت — طبع از و دائم همی ترساندت

گر بدانی زحم این محمود زاد — خوش بگویی عاقبت محمود باد

فقر آن محمود بستست ای نیم دل — کم شنو زین ما ذرِ طبع مضل

چون شکار فقر کردی تو یقین — همچو کودک اشک باری یوم دین

گرچه اندر پرورش تن با درست — لیک از صد دشمنت دشمن ترست

جهد کن تا نورِ تو رخشان شود — تا سلوک و خدمتت آسان شود

باب بیست و یکم در جهاد

ای خنک آن کو جهادی میکند — بر بدن زجری و دادی می کند

تا ز رنج آن جهانی وا رهد — بر خود این رنج عبادت می نهد

حد ندارد وصفِ رنج آن جهان — سهل باشد رنج دنیا پیشِ آن

این ریاضتهای درویشان چراست — که فنای تن بقای جانهاست

مردنِ تو در ریاضت زندگیست — رنج این تن روح را پایندگیست

کشته و مرده به پیشت ای قمر — به که شاهی زندگان جای دگر

آزمودم من هزاران بار بیش — بی تو شیرین می نبینم عمر خویش

همچو آهن آهنِ بد رنگ شو	در ریاضت آئینهٔ بیزنگ شو
شکسته نیست این سر راهبند	چند روزی جهد کن باقی بخند
صبر کن اندر جهاد و در عنا	دمبدم می بین بقا اندر فنا
وصفِ سنگی هر زمان کم می شود	وصفِ لعلی در تو محکم می شود
ذره گز جهدِ تو افزون بود	در ترازوی خداموزون بود
پیش این شاهان همازه جان کنی	بیخبر ایشان ز غدر و روشنی
گفتِ غمازی که بد گوید ترا	ضائع آید خدمتِ تو سالها
پیش شاهی که سمیعست و بصیر	گفتِ غمازان نباشد جایگیر
همچو چه کن خاک مسکین گر کسی	زین تنِ خاکی که در آبی رسی
چون ز چاهی می کنی هر روز خاک	عاقبت اندر رسی در آبِ پاک
جمله دانند این اگر تو نگروی	هرچه می کاریش روزی بدروی
هر که رنجی دید گنجی شد پدید	هر که جدی کرد در جدی رسید
من عجب دارم ز جویای صفا	کو رمد در وقتِ صیقل از جفا
هین مراقب باش گر دل بایدت	کز پی هر فعل چیزی زایدت

باب بیست و دوم در مراقبه

گر مراقب باشی و بیدار تو	بینی هر دم پاسخ کردار تو
چون مراقب باشی و گیری رسن	حاجتت ناید قیامت آمدن

یعنی ہر گاہ کہ در فکر و ذکر خدا مدام دست خواہی کرد و حبل متین توکل بدست خواہی گرفت از ہول قیامت نجات خواہی یافت ۱۲

ور ازین افزون تو همت بود   از مراقب کار بالاتر رود

همچو روبه ترکِ این اِشکم کنید   پیشِ او روباه بازی کم کنید

جمله ما و من به پیشِ او نهید   ملک ملکِ اوست ملک او را دهید

چون فقیر آئید اندر راهِ راست   شیر و صیدِ شیر خود آنِ شماست

زانکه او پاکست و سبحان وصفِ اوست   بی نیازست او ز نغز و مغز و پوست

هر شکار و هر کراماتی که هست   از برای بندگان آن شه هست

آنکه دولت آفرید و دو سرا   ملک و دولتها چه کار آید ورا

پیشِ سبحان بس نگه دارید دل   تا نگردید از گمانِ بد خجل

کو ببیند سرّ و فکر و جستجو   همچو اندر شیرِ خالص تارِ مو

تو مراقب باش بر احوالِ خویش   نوش بین در داد بعد از ظلم نیش

کارِ تقوی دار و زهد و صلاح   که از و باشد بد و عالم فلاح

باب بیست و سوم در تقوی

چونکه تقوی بست دو دستِ هوا   حق گشاید هر دو دستِ عقل را

پس حواسِ چیره محکومِ تو شد   چون خرد سالار و مخدومِ تو شد

عفو باشد لیک کو فرِ امید   که بود بنده ز تقوی رو سفید

دزد را گر عفو باشد جان برد   کی وزیر و خازنِ مخزون بود

اعتقادِ جان چو ای دل آگهیست   هر که آگه تر بود جانش قویست

دامن فضلش بکف کن کوروار — قبض اعمی این بود ای بُرده بار

دامن او امر و فرمان وی است — نیکبختی که تقی جان وی است

مرغ با پر می پرد تا آشیان — پر مردم همت است ای مردمان

باز اگر باشد سپید و بی نظیر — چونکه صیدش موش باشد شد حقیر

ور بود چغدی و میل او بشاه — او سر باز است منگر در کلاه

جان چه باشد با خبر از خیر و شر — خیر و شر منگر تو در همت نگر

جمله عالم زین سبب گمراه شد — کم کسی ز ابدال حق آگاه شد

کافران را دیدهٔ بینا نبود — نیک و بد در دیده شان یکسان نمود

همسری با انبیا بر داشتند — اولیا را همچو خود پنداشتند

گفته اینک ما بشر ایشان بشر — ما و ایشان بستهٔ خوابیم و خور

این ندانستند ایشان از عمی — هست فرقی درمیان بی منتها

هر دو گون زنبور خوردند از محل — لیک شد زین نیش و زان دیگر عسل

هر دو گون آهو گیا خوردند و آب — زین یکی سرگین شد و زان مشک ناب

هر دو نی خوردند از یک آبخور — آن یکی خالی و آن پر از شکر

صد هزاران اینچنین اشباه بین — فرقشان هفتاد ساله راه بین

این خورد گردد پلیدی زو جدا — آن خورد گردد همه نور خدا

(ای اهل دنیا ۱۲) این خورد زاید همه بخل و حسد — (ای اهل الله ۱۲) وان خورد زاید همه عشق احد

اولیا علیهم الصلوة والسلام را می گفتند که شما هم مثل ما مردم هستند در خواب و خورد دیگر جمله لوازم بشریت ۱۲

علم و حکمت زاید از لقمهٔ حلال / عشق و رقت زاید از لقمهٔ حلال

زاید از لقمه حلال اندر دهان / میل خدمت عزم رفتن آنجهان

لقمه کو نور افزود و کمال / آن بود آورده کسب حلال

چون ز لقمه تو حسد بینی و دام / جهل و غفلت زاید آنرا دان حرام

لقمه تخمست و برش اندیشها / لقمه بحر و گوهرش اندیشها

ذکر حق کن بانگ غولان را بسوز / چشم نرگس را ازین کرگس بدوز

باب بست و چهارم در ذکر

اذکروا الله شاه ما دستور داد / اندر آتش دید ما را نور داد

گفت اگرچه پاکم از ذکر شما / نیست لایق مر مرا تصویرها

ذکر جسمانه خیال ناقص ست / وصف شاهانه ازانها خالص ست

ذکر حق پاکست چون پاکی رسید / رخت بر بندد برون آید پلید

میگریزد ضدها از ضدها / شب گریزد چون برافروزد ضیا

چون در آید نام پاک اندر دهان / نی پلیدی ماند و نی آن دهان

از هوا ها کی رهی بی جام هو / ای ز هو قانع شده با نام هو

از صفت وز نام چه زاید خیال / وان خیالش هست دلال وصال

اسم خواندی رو مسمی را بجو / مه ببالا دان نه اندر آب جو

گر ز نام و حرف خواهی بگذری / پاک کن خود را ز خود هین یکسری

نرمی دل ۱۲ — ای حاصل کرده ۱۲ — اجازت ۱۲

۵۱ قوله ذکر حق کن یعنی در ذکر خدا مشغول شو و شیطانان را که برانداختن دین و ایمان تو بوده اند از خود دفع کن و چشم خود را که مثل نرگس است از دیدن این کرگسان بدوز ۱۲

۵۲ قوله ذکر حق یعنی از ذکر حق تعالی قلب انسان صفا می پذیرد و کدورت و تاریکی زائل میگردد ۱۲

۵۳ قوله اسم خواندی [illegible]

ور گذر از نام و بنگر در صفات — تا صفاتت ره نماید سوی ذات

اذکروا الله کار هر اوباش نیست — ارجعی بر پای هر قلاش نیست

جور دوران و هر آن رنجی که هست — سهلتر از بعد حق و غفلتست

زانکه اینها بگذرد وان نگذرد — دولت آن دارد که جان آگه برد

لا شک این ترک هوا تلخی دهست — لیک از تلخی بعد حق بهست

حکایت

آن یکی الله می‌گفتی شبی — چونکه شیرین میشد از گفتش لبی

گفت ابلیسش که ای بسیارگو — این همه الله را لبیک کو

می نیاید یک جواب از پیش تخت — چند الله میزنی با روی سخت

او شکسته دل شد و بنهاد سر — دید در خواب او خضر را در خضر

گفت هان از ذکر حق وامانده — چون پشیمانی از آن کش خوانده

گفت لبیکم نمی‌آید جواب — زان همی ترسم که باشم رد باب

گفت آن الله تو لبیک ماست — آن نیاز و درد و سوزت پیک ماست

لیک توفیقی که لبیک آورد — هست هر لحظه ندای از احد

ترس و عشق تو کمند شوق ماست — زیر هر لبیک تو لبیکهاست

جان جاهل زین دعا جز دور نیست — زانکه یارب گفتنش دستور نیست

بر دهان و بر دلش قفلست و بند — تا ننالد با خدا وقت گزند

۵۳ قوله ترس و عشق اشاره است بمضمون کریمه اجیب دعوة الداع اذا دعان یعنی اجابت میکنم خواندن خواننده را هرگاه که مرا می‌خواند و حاجت او را روا میکنم ۱۲

۵۴ قوله جان جاهل یعنی چونکه جاهل از ته دل دعا نمیکند او را جز جدائی و دوری دیگر حاصل نیست ۱۲

مُهرِ حق بر چشم و بر گوش و خرد	گر فلاطونست حیوانش کند

باب بیست و پنجم در استغفار

چونکه غم بینی تو استغفار کن	غم بامرِ خالق آمد کار کن
چون بخواهد عینِ غم شادی شود	عین بندِ پای آزادی شود
از پدر آموز کادم در گناه	خوش فرود آمد بسوی پایگاه
چون بدید آن عالمِ اسرار را	برد و پا استاد استغفار را
کوه را گه کن باستغفارِ خویش	جامِ مغفوران بگیر و خوش بکش
اُدخلی تو فی عبادی یافتی	اُدخلی فی جنتی دریافتی
اهدنا گفتی صراط المستقیم	دستِ تو بگرفت و برد تا نعیم
روی در دیوار کن تنها نشین	وز وجودِ خویش هم خلوت گزین

باب بیست و ششم در خلوت

قعرِ چه بگزید هر کو عاقلست	زانکه در خلوت صفاهای دلست
ظلمتِ چه به که ظلمتهای خلق	سر بزد آنکس که گیرد پای خلق
حال چون جلوه ست زان زیبا عروس	وان مقام آن خلوتِ آمد با عروس
جلوه بیند شاه و غیرِ شاه نیز	وقتِ خلوت نیست جز شاه عزیز
هست بسیار اهلِ حال از صوفیان	نادرست اهلِ مقام اندر میان
آنکه در خلوت نظر بر دوختست	آخر آنرا هم ز یار آموختست

ف وقتی از پدر یعنی از آدم علیه السلام که پدر تست دعا کردن بیاموز که مغفرت حاصل شود و این معنی اشاره است بکریمهٔ ربنا ظلمنا انفسنا الآیه ۱۲

خلوت از اغیار باید نی ز یار ۔ پوستین بهر دی آمد نی بهار

هیچ کنجی بی دد و بی دام نیست ۔ جز بخلوتگاه حق آرام نیست

زانکه در خلوت هر آنچه تن کند ۔ نه از برای روی مرد و زن کند

جنبش و آرامش اندر خلوتش ۔ جز برای حق نباشد نیتش

باب بیست و هفتم در تفکر

۵۲ فکر کن تا وارهی از فکر خود ۔ فکر کن تا فرد گردی از حسد

چون در معنی زنی بازت کنند ۔ پر فکرت زن که شهبازت کنند

۵۳ فکر آن باشد که بگشاید رهی ۔ راه آن باشد که پیش آید شهی

شاه آن باشد که از خود شه شود ۔ نی بمخزنها و لشکر شه شود

تا بماند شاهی او سرمدی ۔ همچو عز ملک دین احمدی

روی نفس مطمئنه در جسد ۔ زخم ناخنهای فکرت میکشد

۵۴ فکرت بد ناخن پر زهر دان ۔ میخراشد در تعمق روی جان

تا گشاید عقدهٔ اشکال را ۔ در حدث کرده است زرین بال را

عقده را بگشاده گیر ای منتهی ۔ عقدهٔ سخت است بر کیسهٔ تهی

در گشاد عقده‌ها گشتی تو پیر ۔ عقدهٔ چندین دگر بگشاده گیر

حل این اشکال کن گر آدمی ۔ خرج این دم کن اگر آدم دمی

عقده کان بر گلوی ماست سخت ۔ که بدانی گر کسی ای نیکبخت

حدِ اعیان و عرض دانسته گیر
حدِ خود را دان که نبود زان گریز

چون بدانی حدِ خود زین حد گریز
تا به بیحد در رسی ای خاک بیز

عمر در محمول و در موضوع رفت
بی بصیرت عمر در مسموع رفت

هر دلیلی بی نتیجه بی خبر
باطل آمد در نتیجهٔ خود نگر

جز بمصنوعی ندیدی صانعی
بر قیاسِ اقترانی قانعی

هر خیالی که کند در دل وطن
روز محشر صورتی خواهد شدن

حق همیخواهد که هر میر و وزیر
با رجا و خوف باشند و حذیر

باب بیست و هشتم در خوف

هر که ترسید از حق و تقوی گزید
ترسد از وی جن و انس و هر که دید

هر که ترسد مر ورا ایمن کنند
مر دلِ ترسنده را ساکن کنند

لا تخافوا هست نُزلِ خائفان
هست در خور از برای خائف آن

نی ز دریا ترس و نی از موج و کف
چون شنیدی تو خطاب لا تخف

خوف آنکس راست کو را خوف نیست
قصهٔ آنکس کش اینجا خوف نیست

من بترسانم وقیح یاوه را
آنکه ترسد من چه ترسانم ورا

اشتیان را من بترسانم بعلم
خائفان را ترس بردارم بحلم

پاره دوزم پاره در موضع نهم
هر کسی را شربت اندر خور دهم

هر چه در دل داری از مکر و رموز
پیش ما رسواست و پیدا همچو روز

گر بپوشیمش ز بنده پروری	تو چرا بی شرمی از حد می بری
چونکه بد کردی بترس ایمن مباش	زانکه تخمست و برویاند خداش
رازها را میکند حق آشکار	چون بخواهد رست تخم بد مکار
چند گاهی او بپوشاند که تا	آید آخر زان پشیمانی ترا

حکایت

عهدِ عمرؓ آن امیرِ مومنان	داد دزدی را بجلاد و عوان
بانگ زد آن دزد کای میرِ دیار	اولین بارست جرمم در گذار
گفت عمرؓ حاش لله که خدا	بارِ اول قهر نارد[۱] در جزا
بارها[۵۲] پوشد پیِ اظهارِ فضل	باز گیرد از پیِ اظهارِ عدل
تا که این هر دو صفت ظاهر شود	آن مبشر گردد این منذر شود
از کرم دان این که می ترساندت	تا بملکِ ایمنی بنشاندت
رو بترس و طعنه کم زن بر بدان	پیشِ دامِ عجزِ خود او را بدان
این رجا و خوف در پرده بود	تا پسِ پرده چه پرورده بود

یعنی صفت فضل ۱۲ — یعنی صفت عدل ۱۲ — ظاهر کنی بطریق استفهام ۱۲

بپوشیدن گناه و جرم ... عین فضل و کرم حق تعالیٰ است و بازپرس و مواخذه محض عدل او است ۱۲

باب بست و نهم در رجا

انبیا گفتند نومیدی بدست	فضل و رحمتهای باری بی حدست
از چنین محسن نشاید نا امید	دست در فتراکِ این رحمت زنید
بعدِ نومیدی بسی امیدهاست	از پسِ ظلمت بسی خورشیدهاست

هین چرا خشکی که اینجا چشمه‌هاست ... هین چرا دردی که اینجا صد دواست

یا نمید ای کرمهاے خدا ... که ترا میخواند آن بشنو که بیا

گرهی را منهج ایمان کند ... کجروی را مقصد احسان کند

تا نباشد هیچ محسن بی رجا ... تا نباشد هیچ خائن بی رجا

نیستم امیدوار از هیچ سو ... وان کرم میگویدم لا تیأسوا

گرچه بازین ناامیدی در گویم ... چون صلا زد دست اندازان رویم

ناامیدی را خدا گردن زدست ... چون گنه مانند طاعت آمدست

تو مگو ما را بدین شه بار نیست ... با کریمان کارها دشوار نیست

پی مشو نومید و خود را شاد کن ... پیش آن فریادرس فریاد کن

کوی نومیدی مرو امیدهاست ... سوی تاریکی مرو خورشیدهاست

حکایت مطرب پیر چنگی

آن شنیدستی که در عهد عمر ... بود چنگی مطربی با کر و فر

بلبل از آواز او بیخود شدی ... یک طرب ز آواز خوبش صد شدی

مجلس و مجمع دمش آراستی ... وز نوای او قیامت خاستی

مطربی کز وی جهان شد پر طرب ... رسته ز آوازش خیالات عجب

از نوایش مرغ دل پران شدی ... وز صدایش هوش جان حیران شدی

چون برآمد روزگار و پیر شد ... باز جانش از عجز پشه‌گیر شد

گشت آواز لطیف جانفزاش ‏ زشت و نزد کس نیرزیدی بلاش

آن نوای رشک زهره آمده ‏ همچو آواز خر پیری شده

چونکه مطرب پیرتر گشت و ضعیف ‏ شد ز بی کسبی رهین یک رغیف

گفت عمر و مهلتم دادی بسی ‏ لطفها کردی خدایا با خسی

معصیت ورزیده ام هفتاد سال ‏ باز نگرفتی ز من روزی نوال

نیست کسب امروز مهمان توام ‏ چنگ بهر تو زنم کان توام

چنگ را برداشت شد الله جو ‏ سوی گورستان یثرب آه گو

گفت خواهم از حق ابریشم بها ‏ کو به نیکویی پذیرد قلبها

هیچ قلبی پیش او مردود نیست ‏ زانکه قصدش از خریدن سود نیست

چنگ زد بسیار و گریان سر نهاد ‏ چنگ بالین کرد و بر گوری فتاد

خواب بردش مرغ جان از حبس رست ‏ چنگ و چنگی را رها کرد و بجست

گشت آزاد از تن و رنج جهان ‏ در جهان ساده و صحرای جان

آن زمان حق بر عمر خوابی گماشت ‏ تا که خویش از خواب نتوانست داشت

در عجب افتاد کین معهود نیست ‏ این ز غیب افتاد بی مقصود نیست

سر نهاد و خواب بردش خواب دید ‏ کامدش از حق ندا جانش شنید

آن ندائی کاصل هر بانگ و نواست ‏ خود ندا آنست وین باقی صداست

بانگ آمد مر عمر را کای عمر ‏ بندهٔ ما را ز حاجت باز خر

بندهٔ داریم خاص و محترم
سوی گورستان تو رنجه کن قدم

ای عمر برجه ز بیت المال عام (یعنی مکرم ۱۲)
هفتصد دینار بر کف نه تمام

پیش او بر کای تو مارا اختیار (برجه از بیت از برجستن یعنی عطا کن ۱۲)
این قدر بستان کنون معذور دار

این قدر از بهر ابریشم بها
خرج کن چون خرج شد اینجا بیا

پس عمر زان هیبت آواز جست
تا میان را بهر این خدمت ببست

سوی گورستان عمر بنهاد رو
در بغل همیان دوان در جستجو

گرد گورستان دوانه شد بسی
غیر آن پیر او ندید آنجا کسی

گفت این نبود دگر باره دوید
مانده گشت و غیر آن پیر او ندید

گفت حق فرمود مارا بنده ایست
صافی و شایسته و فرخنده ایست

پیر چنگی کی بود خاص خدا
حبذا ای سر پنهان حبذا

بار دیگر گرد گورستان بگشت
همچو آن شیر شکاری گرد دشت

چون یقین گشتش که غیر پیر نیست
گفت در ظلمت دل روشن بسیست

آمد و با صد ادب آنجا نشست
بر عمر عطسه فتاد و پیر جست

مر عمر را دید و ماند اندر شگفت
عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت

گفت در باطن خدایا از تو داد
محتسب بر پیر چنگی او فتاد

چون نظر اندر رخ آن پیر کرد
دید او را شرمسار و روی زرد

پس عمر گفتش مترس از من مرم
کت بشارتها ز حق آورده ام

---

۱ قوله پیش او بر یعنی هفتصد دینار را پیش آن مطرب ببر و بگو که تو مقبول خدا شدی و این قدر زر و را اجرت چنگ نوازی خود بگیر ۱۲

۲ قوله در ظلمت ... یعنی بسا مردم صاحب باطن که در لباس اهل معصیت و ذلت باشند ۱۲

چند یزدان مدحت خوی تو کرد ... تا عمر را عاشق روی تو کرد

پیش من بنشین و مهجوری مساز ... تا بگوشت گویم از اقبال راز

حق سلامت میکند میپرسدت ... چونی از رنج و غمان بیحدت

نک قراضهٔ چند ابریشم بها ... خرج کن این را و باز اینجا بیا

پیر لرزان گشت چون این را شنید ... دست میخائید و بر خود میطپید

بانگ میزد کای خدای بی نظیر ... بسکه از شرم آب شد بیچاره پیر

چون بسی بگریست و از حد رفت درد ... چنگ را زد بر زمین و خرده کرد

گفت ای بوده حجابم از اله ... ای مرا تو راه زن از شاه راه

ای بخورده خون من هفتاد سال ... ای ز تو رویم سیه پیش کمال

ای خدای با عطای با وفا ... رحم کن بر عمر رفته در جفا

باب سی ام در صبر و حلم

که نیم کوهم ز صبر و حلم و داد ... کوه را کی در رباید تند باد

صبر از ایمان بیابد سر کله ... چیست لا صبر فلا ایمان له

گفت پیغمبر خدایش ایمان نداد ... هر که را نبود صبوری در نهاد

یوسف حسنی و این عالم چو چاه ... وین رسن صبرست بر امر اله

یوسفا اندر رسن درزن دو دست ... از رسن غافل مشو بیگه شدست

کر شیطانست تعجیل و شتاب ... لطف رحمانست صبر و اجتناب

مخفف کاد بمعنے گیا ۱۲

قوله صبر از ایمان یعنی پیغمبر ... که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم درباب او ارشاد فرمود که هر کسیکه صبر ندارد ایمان ندارد ۱۲

گفت حق ایوب را در مکرمت / من بهر موئیت صبری دادمت

هین بصبرِ خود مکن چندین نظر / صبر دیدی صبر دادن را نگر

صبر کردن جانِ تسبیحات تست / صبر کن کانست تسبیح درست

هیچ تسبیحی ندارد آن درج / صبر کن الصبر مفتاح الفرج

صبر همچون پل صراط آنسو بهشت / هست با هر خوب یک لالای زشت

تا ز لالا میگریزی وصل نیست / زانکه لالا را ز شاهد فصل نیست

تو چه دانی ذوقِ صبر ای شیشه دل / خاصه صبر از بهر آن نقشِ چگل[۵۱]

هفت سال ایوب با صبر و رضا / در بلا خوش بود با ضیفِ خدا

از وفا و صلت و علم و حیا / بود چون شیر و عسل او با بلا

صبر مه با شب منور داردش / صبر گل با خار اذفر داردش

صبرِ[۵۲] شیر اندر میانِ فرث و خون / کرده او را ناعش ابن اللبون

صبرِ جمله انبیا با منکران / کردشان خاصِ حق و صاحبقران

هر کرا بینی یکی جامه درست / دان که او آن را بصبر و کسب جست

هر کرا بینی برهنه بی نوا / هست بر بی صبری او آن گوا

با[۵۳] ستیهای جاهل صبر کن / خوش مدارا کن بعقل من لدن

صبر با نا اهل اهلان را جلیست / صبر صافی میکند هر جا دلیست

آتشِ نمرود ابراهیم را / صفوتِ آئینه آمد در جلا

---

۵۱ نام شهریست که در آن نقاشان بسیار بودند و نیز مردم آنجا خوش صورت باشند ۱۲

۵۲ قوله صبر شیر گفته از که پیدایش شیر از خون و فضله امعاء می‌شود پس می‌فرماید که باید دید که چون شیر در فضله و خون صبر کرد ایزد تعالی او را باعث زندگی بچهای شیرخواره گردانید ۱۲

۵۳ قوله با ستیهای اشاره است بمضمون کریمه که ایزد تعالی در قرآن ...

جورِ کفرِ نوحیان و صبرِ نوح | نوح را شد صیقلِ مرآتِ روح
گر سخن خواهی که گوئی چون شکر | صبر کن از حرص و این حلوا مخور
صبر باشد مشتهای زیرکان | هست حلوا آرزوی کودکان
هر که صبر آورد گردون بر رود | هر که حلوا خورد واپس‌تر رود
پرده‌های دیده را داروی صبر | هم بسوزد هم بسازد شرحِ صدر
صبر را با حق قرین کن ای فلان | آخرِ والعصر را آگه بخوان
صد هزاران کیمیا حق آفرید | کیمیائی همچو صبر آدم ندید
چونکه رنجِ صبر بنمود مر ترا | شرط بنمود پس فرو ناید جزا
حبذا آن شرط و شادا آن جزا | آن جزای دلنوازِ جان‌فزا
چون قلاووزِ صبرت پر شود | جان باوجِ عرش و کرسی بر رود
مصطفی بین چونکه صبرش شد براق | بر کشانیدش ببالا نه طباق
عاقبت جوینده یابنده بود | که فرج از صبر زاینده بود
رزق آید پیشِ هر که صبر جست | رنجِ کوششها ز بی‌صبری تست
تیغِ حلم از تیغِ آهن تیزتر | بل ز صد لشکر ظفرانگیزتر
این تأنی از پیِ تو از رحمان بود | وان شتاب از هزّهٔ شیطان بود

حکایت

گفت عیسی را یکی هشیار سر | چیست در هستی ز جمله صعب‌تر

۸۱

۵۳ یعنی و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر یعنی اهل ایمان یکدیگر را وصیت کردند بگفتن حق و صبر و شکیبائی ۱۲

۵۴ قوله چونکه رنج صبر یعنی هر کس که رنج صبر نخواهد برداشت فلاح و رستگاری نخواهد یافت انّ مع العسر یسرا ۱۲

گفت ای جان صعب تر خشم خدا	که ازان دوزخ همیلرزد چو ما
گفت از خشم خدا چه بود امان	گفت ترک خشم خویش اندر زمان
تیغ حلمم گردن خشم زدست	خشم حق بر من همه رحمت شدست
صبر آرد آرزو را نی شتاب	صبر کن والله اعلم بالصواب
شکر میکن مر خدا را در نعم	نیز میکن شکر و ذکر خواجه هم

باب سی و یکم در شکر

شکر منعم واجب آمد در خرد	ورنه بگشاید در خشم ابد
شکر کن مر شاکران را بنده باش	پیش ایشان مرده شو افگنده باش
شکر یزدان طوق هر گردن بود	بی جدال و روترش کردن بود
گر ترش رو کردن آمد شکر و بس	پس چو سرکه شکر گوی نیست کس
شکر جان نعمت و نعمت چو پوست	زانکه شکر آرد ترا تا کوی دوست
نعمت آرد غفلت و شکر انتباه	صید نعمت کن بدام شکر شاه
گم شد از بی شکر خوبی و هنر	که دگر هرگز نبیند زان اثر
شکر کن ای مرد درویش از قصور	که ز فرعونی رهیدی وز کفور
شکر کن مظلومی و ظالم نهٔ	ایمن از فرعونی و هر فتنهٔ
شکر گویم دوست را در خیر و شر	زانکه هست اندر قضا از بد بتر
چونکه قسام اوست کفر آمد گله	صبر باید صبر مفتاح الصلة

۵۱ چنانچه سعدی شیرازی گوید: نفس جز بشکر خدا بر نیاید + که واجب بود شکر پروردگار +

۵۲ قوله شکر کن یعنی شکر اختیار کن و شاکران که عبارت از کاملین است اطاعت میکرده باش ۱۲

۵۳ قوله گم شد مصداق این مضمون است آنچه سعدی علیه الرحمه گفته است که زوال نعمت ناسپاس +

۵۴ قوله شکر گویم یعنی در هر حال شکر خدا باید کرد چه در رنج و چه در راحت

غیر حق جمله عدو نداوست دوست · با عدو از دوست کی شکوه نکوست

شکر از شکر خدا باشد یقین · چون باحسان کرد توفیقش قرین

رحمت مادر اگرچه از خداست · خدمت او هم فریضه ست و سزاست

ترک شکرش ترک شکر حق بود · حق او لا شک بحق ملحق بود

هر زمان در گلشن شکر خدا · رو برآور همچو بلبل صد نوا

دلبر و مطلوب با ما حاضرست · وز نثار رحمتش جان شاکرست

جز ز اهل شکر و اصحاب وفا · که مر ایشانراست دولت در قفا

باب سی و دوم در وفا

عقل را باشد وفای عهدها · تو نداری عقل رو ای خربها

عقل را یاد آید از پیمان خود · پرده نسیان بدراند خرد

چونکه عقلت نیست نسیان میرتست · دشمن و باطل کن تدبیرتست

گر بخواهی رشک ابلیسی بیا · از در دعوی بدرگاه خدا

چون وفایت نیست باری دم مزن · که سخن دعویست اغلب ما و من

وعدها باشد حقیقی دلپذیر · وعدها باشد مجازی تاسه گیر

وعده اهل کرم گنج روان · وعده نااهل شد رنج روان

چونکه در عهد خدا کردی وفا · از کرم عهدت نگهدارد خدا

چون درختست آدمی و بیخ عهد · بیخ را تیمار میباید به جهد

[illegible] ... بردو ذلیل شود و دعوی را بگذار و قدم ایمان در راه حق بنه ۱۲

۵۵ قوله چون وفایت یعنی هرگاه که وفای عهد نداری دعوی کردن محض نخوت است که من چنین و چنان هستم ۱۲

۵۶ قوله وعدها باشد یعنی وعده تحقیقی که مراد از صدق دلست مقبول باشد و وعده مجازی که فقط از زبان باشد باعث تاسه گردد و تاسه مرادف قلق است یعنی اضطراب و بیقراری ۱۲

عهدِ فاسد بیخ پوسیده بود / وز شمار و لطف ببریده بود

گوش نه اَوفوا بعهدی گوش دار / تا که اُوفِ عهدکم آید ز یار

از وفای حق تو بسته دیده / فاذکرونی اذکرکم نشنیده

آن جماعت را که وافی بوده اند / بر همه اصنافشان افزوده اند

گشت دریا ها مسخّرشان و کوه / چار عنصر نیز بندهٔ آن گروه

چون ندارد مرد کج در دین وفا / هر زمانی بشکند سوگند را

راستان را حاجت سوگند نیست / زانکه ایشان را دو چشم روشنیست

نقض میثاق و عهود از احمقیست / حفظ ایمان و وفا کار تقیست

جرعه بر خاکِ وفا آنکس که ریخت / کی تواند صیدِ دولت زو گریخت

سوی عهدِ بیوفایان هین مرو / کان پل ویران بود نیکو شنو

باب سی و سوم در توکل

گر توکل میکنی در کار کن / کسب کن پس تکیه بر جبار کن

گفت پیغمبر بآواز بلند / با توکل زانوی اشتر به بند

رمز الکاسب حبیب الله شنو / از توکل در سبب کاهل مشو

نیست کسبی از توکل خوبتر / چیست از تسلیم خود محبوبتر

آن توکل کو خلیلانه ترا / تا نبرّد رحمت اسماعیل را

آن توکل کو کلیمانه ترا / تا کند شهراه قعر نیل را

کسب جز نامی مدان ای نامدار / جهد جز وهمی مدان ای باعیار

حیله کرد انسان و حیلش دام بود / آنکه جان پنداشت خون آشام بود

ما عیال حضرتیم و شیرخواه / گفت الخلق عیال للاله

آنکسی را کش خدا حافظ بود / مرغ و ماهی مر ورا حارس شود

های هوی باد و شیرافشان ابر / در غم ما اند یکساعت تو صبر

فی السماء رزقکم نشنیده / اندرین پستی چه بر چفسیده

هین توکل کن ملرزان پا و دست / رزق تو بر تو ز تو عاشقترست

عاشقست و میزند او مول مول / که ز بی‌صبریت داناي فضول

گر ترا صبری بدی رزق آمدی / خویش را چون عاشقان بر تو زدی

آنچنان که عاشقی بر رزق زار / هست عاشق رزق هم بر رزقخوار

ور تو نشتابی بیاید بر درت / ور تو بشتابی دهد درد سرت

گر بخواهی ور نخواهی رزق تو / پیش تو آید دوان از عشق تو

رو حیات عشق خواه و جان مخواه / تو ازو آن رزق خواه و نان مخواه

آنکه او از آسمان باران دهد / هم تواند کو ز رحمت نان دهد

رزق از وی جو مجو از زید و عمر / مستی از وی جو مجو از بنگ و خمر

منعمی زو خواه نی از گنج و مال / نصرت از وی خواه نی از عم و خال

عاقبت زینها بخواهی ماندن / هین کرا خواهی در آن دم خواندن

۸۵ از آنجا که سعدی علیه الرحمه گفته
ابر و باد و مه و خورشید و فلک در کارند
الی آخر القطعه پس انسان را باید
که در طلب روزی صابر باشد
و بر روزی دهنده متوکل ۱۲
۹۲ در لفظ ماندن و
خواندن حرکت نون اول را
از تصرفات باید دانست ۱۲

این دم او را خوان و باقی را بمان | تا تو باشی وارثِ ملکِ جهان

حکایت

گفت موسی را بوحی دل خدا | کای گزیده دوست میدارم ترا

گفت چه خصلت بود ای ذو الکرم | موجب آن تا من آن افزون کنم

گفت چون طفلی به پیش والده | وقت قهرش دست هم بر وی زده

خود نداند جز که او دیّار هست | هم ازو مخمور و هم ازو مست

مادرش گر سیلیی بر وی زند | هم بمادر آید و بر وی تند

از کسی یاری نخواهد غیرِ او | اوست جمله شرِّ او و خیرِ او

خاطرِ تو هم ز ما در خیر و شر | التفاتش نیست جاهای دگر

غیرِ من پیشت چو سنگست و کلوخ | گر صبی و گر جوان و گر شیوخ

هست این ایاک نعبد حصر را | در لغت و آن از پی نفیِ ریا

هست ایاک نستعین از بهر حصر | حصر کرده استعانت را و قصر

که عبادت مر ترا آریم و بس | طمع یاری هم ز تو داریم و بس

گفت پیغمبر که جنت از اله | گر همی خواهی ز کس چیزی مخواه

ور نخواهی ضامنم پس مر ترا | جنة الفردوس و دیدارِ خدا

هین ازو خواهید نی از غیرِ او | آب در یم جو مجو در خشک جو

ور بخواهی از دگر هم او دهد | بر کفش میلِ سخا هم او نهد

حکایت

یک جزیره سبز هست اندر جهان
کاندرو گاویست تنها خوش دهان

جمله صحرا را چرد او تا بشب
تا شود زفت و عجیب و منتجب

شب ز اندیشه که فردا چه خورم
گردد او چون تارِ مو لاغر ز غم

چون برآید صبح گردد سبز دشت
تا میانِ رسته قصیل و سبز کشت

اندر افتد گاو با جوع البقر
تا بشب او را چرد او سر بسر

باز زفت و فربه و لمتر شود
آن تنش از پیه و قوت پُر شود

باز شب اندر تب افتد از فزع
تا شود لاغر ز خوفِ منتجع

که چه خواهم خورد فردا وقتِ خور
سالها اینست کارِ آن بقر

هیچ نندیشد که چندین سالِ من
میخورم زین سبزه زار و زین چمن

هیچ روزی کم نیامد روزیم
چیست این ترس و غم و دلسوزیم

این نفس گاوست و آن دشت این جهان
که همی لاغر شود از خوفِ نان

که چه خواهم کرد مستقبل عجب
قوتِ فردا از کجا سازم طلب

سالها خوردی و کم نامد ز خور
ترکِ مستقبل کن و ماضی نگر

گر جهان را پر دُرِ مکنون کنند
روزیِ تو چون نباشد چون کنند

غم خور و نانِ غم افزایان مخور
زانکه عاقل غم خورد کودک شکر

ورفگن تدبیرِ خود را پیشِ دوست
گرچه تدبیرت هم از تدبیرِ اوست

۵۴ قوله گر جهان را پُر الخ یعنی اگر عالم از در و گوهر پُر شود و روزی بهرهٔ تو در آن نباشد ذرهٔ از آن بدست تو نیاید و این مردمی غیر اختیاریست ۱۲

کار آن دارد که حق افراشتست
آخر آن روید که اول کاشتست

هرچه کاری از برای او بکار
چون اسیر دوستی ای دوستدار

ننگ درویشی ز درویشی تست
روز و شب از روزی اندیشی تست

بر دل خود کم نه اندیشه معاش
عیش کم ناید تو بر درگاه باش

ای دویده سوی دکان از پگاه
هین بمسجد رو بجو رزق از اله

چون قضا آید شود تنگ این جهان
از قضا حلوا شود رنج دهان

باب سی و چهارم در رضای بالقضا

گفت اذا جاء القضا ضاق الفضا
تحجب الابصار اذ جاء القضا

(هرگاه آید قضا لطف زندگی نماند ۱۲)

گر شود ذرات عالم حیله پیچ
با قضای آسمان هیچست هیچ

چون قضا بیرون کند از چرخ سر
عاقلان گردند جمله کور و کر

حکم تقدیرش چو آید بی وقوف
عقل چه بود در قمر افتد خسوف

غیر آنکه در گریزی در قضا
هیچ حیله ندهدت از وی رها

با قضا هر که شبیخون آورد
سرنگون آید ز خون خود خورد

اعجمی چون گشته اندر قضا
میگریزانی ز داور مال را

این قضا را هم قضا داند علیج
عقل خلقان در قضا گیجست گیج

با قضا پنجه مزن ای تند و تیز
تا نگیرد هم قضا با تو ستیز

مرده باید بود پیش حکم حق
تا نیاید زخم از رب الفلق

چون قضا آید شود دانش بخواب
مه سیه گردد بگیرد آفتاب

چرخ گردان را قضا گمره کند / صد عطارد را قضا ابله کند

زیرکی بفروش و حیرانی بخر / زیرکی ظنست و حیرانی نظر

دانه آنکو نیکبخت و محرمست / زیرکی ز ابلیس و عشق از آدمست

اکثر اهل الجنة البله ای پدر / بهر این گفتست سلطان البشر

زیرکی چون باد کبر انگیز تست / ابلهی شو تا بماند دل درست

ابلهی نی کو بمسخرگی دوتوست / ابلهی کو واله و حیران هوست

چون قضا آید فرو پوشد بصر / تا نداند عقل ما پا را ز سر

چشم آدم چون بنور پاک دید / جان و سر نامها گشتش پدید

اینهمه دانست چون آمد قضا / دانشش یک نهی شد بر وی خطا

این قضا ابری بود خورشید پوش / شیر و اژدرها شود زو همچو موش

بر قضا کم نه بهانه ای جوان / جرم خود را چون نهی بر دیگران

بل قضا حقست و جهد بنده حق / هین مباش اعور چو ابلیس خلق

گرد خود برگرد و جرم خود ببین / جنبش از خود بین و از سایه بین

فعل تو که زاید از جان و تنت / همچو فرزندت بگیرد دامنت

فعل را در غیب صورت می کنند / فعل دزدی را بدار می زنند

دار کی ماند بدزدی لیک آن / هست تصویر خدای غیب دان

رنج را باشد سبب بد کردنی / بد ز فعل خود شناس از بخت نی

جرم بر خود نه که تو خود کاشتی	با جزا و عدل حق کن آشتی
هر چه از تو یاوه گردد از قضا	تو یقین دان که خریدت از بلا
گر قضا پوشد سیه همچون شبت	هم قضا دستت بگیرد عاقبت
گر قضا صد بار قصد جان کند	هم قضا جانت دهد درمان کند
این قضا صد بار اگر راهت زند	بر فراز چرخ خرگاهت زند
چون قضا خواهد کسی را بفسرد	سردی از صد پوستین هم بگذرد
در وجودش لرزه بنهد که آن	نی بجامه به شود نی ز آتش آن
چون قضا آید طبیب ابله شود	وان دوا در نفع هم گمره شود

حکایت

آمد از آفاق یار مهربان	یوسف صدیق را شد میهمان
کاشنا بودند وقت کودکی	بر وساده آشنائی متکی
یاد دادش جور اخوان و حسد	گفت کان زنجیر بود و ما اسد
عار نبود شیر را از سلسله	نیست ما را از قضای حق گله
در قضا یعقوب چون بنهاد سر	چشم روشن کرد از بوی پسر
در توکل جز که تسلیم تمام	در غم و راحت همه مکرست و دام
شرط تسلیمست نی کار دراز	سود نبود در ضلالت ترکتاز

باب سی و پنجم در تسلیم

همچو اسمعیل پیشش سر بنه / شاد و خندان پیش تیغش جان بده

تا بماند جانت خندان تا ابد / همچو جان پاک احمد با احد

عاشقان جام فرح آنگه کشند / که بدست خویش خوبانشان کشند

من نهم پیش تو شمشیر و کفن / میکشم پیش تو گردن را بزن

ای جفای تو ز دولت خوبتر / وانتقام تو ز جان محبوبتر

آن بدی که تو کنی از خشم و جنگ / با طرب‌تر از سماع و بانگ چنگ

عاشقم بر قهر و بر لطفش بجد / ای عجب من عاشق این هر دو ضد

گر مرادت را مذاق شکرست / بی‌مرادی نه مراد دلبرست

ناخوش او خوش بود بر جان من / جان فدای یار دل رنجان من

عاشقم بر رنج خویش و درد خویش / بهر خوشنودی شاه فرد خویش

هست ارزش خونبهای صد هلال / خون عاشق ریختن او را حلال

چون ز عفو او چه اغیر ساختم / توبه کردم اعتراض انداختم

دوستی چون زر بلا چون آتش است / زر خالص در دل آتش خوش است

باب سی و ششم در صبر

وصل پیدا گشت از عین بلا / زان حلاوت شد عبارت ما قلا

رنج گنج آمد که رحمتها درست / مغز تازه شد چو بخراشید پوست

آن بهاران مضمرست اندر خزان / در بهارست آن خزان مگریز از آن

رنج و غم را حق پی آن آفرید / تا بدین صد خوشدلی آید پدید

آفتابی گر برآید نارگون ‌‌‌‌‌ ساعتی دیگر شود او سرنگون

اختری تافته بر چار طاق ‌‌‌‌‌ لحظه لحظه مبتلای احتراق

ماه کو افزود ز اختر در جمال ‌‌‌‌‌ شد ز رنج دق او همچون هلال

آب خوش کو روح را همشیره شد ‌‌‌‌‌ در غدیری زرد و تلخ و تیره شد

آتشی کو باد دارد در بروت ‌‌‌‌‌ هم یکی بادی برو خواند یموت

حال دریا ز اضطراب و جوش او ‌‌‌‌‌ فهم کن تبدیلهای هوش او

چرخ سرگردان که اندر جستجوست ‌‌‌‌‌ حال او چون حال فرزندان او

گه حضیض و گه میانه گاه اوج ‌‌‌‌‌ اندرو از سعد و نحسی فوج فوج

چونکه کلیات را رنجست و درد ‌‌‌‌‌ جزو ایشان چون نباشد روی زرد

گوی آنکه راست بی نقصان شود ‌‌‌‌‌ کو ز زخم دست شه رقصان شود

جان سپر کن تیغ بگذار ای پسر ‌‌‌‌‌ هر که بی سر بود ازین شه برد سر

همره غم باش و با وحشت بساز ‌‌‌‌‌ می طلب در مرگ خود عمر دراز

ما التصوف قال وجدان الفرح ‌‌‌‌‌ فی الفؤاد عند اتیان الترح

عاقلان از بیمرادیهای خویش ‌‌‌‌‌ باخبر گشتند از مولای خویش

بیمرادی شد قلاوز بهشت ‌‌‌‌‌ حفت الجنة شنو ای خوش سرشت

دوستان بین کو نشان دوستان ‌‌‌‌‌ دوستان را رنج باشد همچو جان

کی گران گیرد ز رنج دوست دوست ‌‌‌‌‌ رنج مغز و دوستی آنرا چو پوست

بی نشان دوستی شد سرخوشی / در بلا و آفت و محنت کشی

چون گرانیها اساس راحتست / تلخها هم پیشوای نعمتست

زان حدیث تلخ میگویم ترا / تا ز تلخیها فرو شویم ترا

حُفَّتِ الجَنَّة بمکروهاتها / حُفَّتِ النّیرانُ مِن شَهَواتِها

هر که در زندان قرین محنتست / آن جزای لقمهای شهوتست

جز بشب خلوت نباشد شاه را / جز بدرد دل مجو دلخواه را

هر کجا شمع بلا افروختند / صد هزاران جان عاشق سوختند

حق تعالی گرم و سرد و رنج و درد / بر تن ما می نهد ای شیرمرد

خوف و جوع و نقص اموال و بدن / جمله بهر نقد جان ظاهر شدن

داد مر فرعون را صد ملک و مال / تا بکرد او دعوی عز و جلال

تو ز تلخی چونکه دل پرخون شوی / پس ز تلخیها همه بیرون شوی

در همه عمرش ندید او دردسر / تا ننالد با خدا آن بدگهر

داد او را جمله ملک اینجهان / تا نخواند مر خدا را در نهان

شاد از غم شو که غم دام لقاست / اندرین ره سوی پستی ارتقاست

غم یکی گنجست رنج تو چو کان / لیک کی درگیرد این در کودکان

کان بلا دفع بلاهای بزرگ / وان زیان منع زیانهای سترگ

تا بدانی که زیان جسم و مال / سود جان باشد رهاند از وبال

۴ گر رنج دنیا بسیار خواهی کشید از کل عقوبات اخروی نجات خواهی یافت ۱۲

۵ ای این سخن در گوش کودکان که مراد از فرقه غافلان باشد کجا اثر خواهد کرد ۱۲

۶ قوله کان بلا یعنی بعض بلا موجب دفع بلاهای بزرگ باشد چنانکه تب برگ ریزه مومن گنهگار زایل کننده گناه باشد ۱۲

بنده مینالد بحق از درد و نیش
صد شکایت میکند از رنج خویش

حق همیگوید که آخر رنج و درد
مر ترا لابه کنان و راست کرد

نی تو صیادی و جویای منی
بندهٔ افکندهٔ رای منی

حیله اندیشی که در من دررسی
در فراق و جستن من بیکسی

چاره می‌جوید پی من درد تو
میشنودم دوش آه سرد تو

می توانم هم که بی این انتظار
ره دهم بنمایمت راه گذار

تا ازین گرداب دوران وارهی
بر سر گنج وصالم پا نهی

لیک شیرینی و لذات مقر
هست اندازهٔ رنج سفر

آنکه از شهر و ز خویشان برخوری
کز غریبی رنج و محنتها بری

در حقیقت هر عدو داروی تست
کیمیا و نافع و دلجوی تست

که ازو اندر گریزی در خلا
استعانت جویی از لطف خدا

در حقیقت دوستانت دشمن‌اند
که ز حضرت دور و مشغولت کنند

آدمی را پوست نامدبوغ دان
از رطوبتها شده زشت و گران

تلخ و تیزی مالش بسیار ده
تا شود پاک و لطیف و با مزه

ور نمی‌تابی رضا ده ای عیار
تا خدا رنجت دهد بی اختیار

که بلای دوست تطهیر شماست
علم او بالای تدبیر شماست

هر زمان گوید بگوشم بخت نو
گر ترا غمگین کنم غمگین مشو

[illegible]

من ترا غمگین و گریان زان کنم — تاکت از چشم بدان پنهان کنم

تلخ گردانم ز غمها خوی تو — تا بگردد چشم بد از روی تو

چون نشان مومنان مغلوبیست — لیک در اشکست مومن خوبیست

در اگرچه خرد و اشکسته شود — توتیای دیدهٔ خسته شود

ای دراز اشکست خود بر سر مزن — کز شکستن روشنی خواهد شدن

تو مبین گر برد رحمتی یا بچاه — تو مرا بین که منم مفتاح راه

تا توانی بنده شو سلطان مباش — زخم کش چون گوی شو چوگان مباش

خدمت اکسیر کن مس وار تو — جور میکش ای دل از دلدار تو

نیکبختی را چو حق رنجی دهد — رخت را نزدیک تر وا می نهد

لیک چون رنجی دهد بدبخت را — او براندازد بکفر آن رخت را

چون محک آید بلا و بیم جان — زان پدید آید شجاع از هر جبان

همچو آب نیل آمد این بلا — سعد را آبست و خون بر اشقیا

هر که پایان بین تر او مسعودتر — جد تر او کارکافزون دیدتر

عمر خوش در قرب جان پروردنست — عمر زاغ از بهر سرگین خوردنست

باب سی و هفتم در قرب

قرب بر انواع باشد ای پدر — می زند خورشید بر کهسار و در

آن نمی بینی که قرب اولیا — صد کرامت دارد و کار و کیا

۵۵ قوله عمر خوش یعنی کسی که اوقات خود را در اطاعت و تقرب ایزدی بسر می برد عمر خوش میگذراند از عمر بسیار چه حاصل زیرا که زاغ عمر دراز دارد و در خوردن گندگی بسر می کند ۱۲

۵۶ قوله قرب یعنی تقرب الی الله را اقسام بسیارست که هر کرا بقدر ماده و استعداد او حاصل گردد چنانکه ضیای خورشید یکسان است لیکن هر شی روشنی او را بقدر حالت خود استیعاب می کند ۱۲

قرب خلق و رزق بر جمله است عام — قرب وحی عشق دارند این کرام

گفت پیغمبر که معراج مرا — نیست بر معراج یونس اجتبا

آن من بر چرخ و آن او نشیب — زانکه قرب حق برونست از حسیب

قرب نی بالا و پستی رفتنست — قرب حق از قید هستی رستنست

آنکه چون سگ ز اصل کهدانی بود — کی مراورا حرص سلطانی بود

آنچه جفتست او به بابا جبل نورزند — تو فگنده تیر فکرت را بعید

ای کمان و تیرها برساخته — صید نزدیک و تو دور انداخته

هرکه دوراندازتر او دورتر — وز چنین گنجست او مهجورتر

باب سی و هشتم در انس

در غم ما روزها بیگاه شد — روزها با سوزها همراه شد

روزها گر رفت گو رو باک نیست — تو بمان ای آنکه چون تو پاک نیست

هر که جز ماهی ز آبش سیر شد — هر که بی روزیست روزش دیر شد

اتصالی بی تکیف بی قیاس — هست رب الناس را با جان ناس

اتصالی که نگنجد در کلام — گفتنش تکلیف باشد والسلام

پیش من آوازت آواز خداست — عاشق از معشوق حاشا کی جداست

چونکه با حق متصل گردید جان — ذکر آن اینست و ذکر اینست آن

چونکه با معشوق گشتی همنشین — رفع کن دلالگان را بعد ازین

خوی با او کن اما نتهاے تو — ایمن آید از افول و از عتو

خوی با او کن که خور را آفرید — خوبهای انبیا را پرورید

رو بخواهی کرد آخر در لحد — آن به آید که کنی خو با احد

آنکه شد انسش بشاه فرد خویش — یافت درمانهای جمله درد خویش

چون از ان اقبال شیرین شد دهان — سر زد شد برآدمی ملک جهان

این خبرها از نظر خود نایبست — بهر حاضر نیست بهر غایبست

هر که او اندر نظر موصول شد — این خبرها پیش او معزول شد

باب سی ونهم در مکاشفه ومشاهده

مطرب جان مونس مستان بود — نقل و قوت و قوت مستان بود

چرخ را در زیر پا آر ای شجاع — بشنو از فوق فلک بانگ سماع

پنبه وسواس بیرون کن زگوش — تا بگوشت آید از گردون خروش

پاک کن دو چشم را از موی عیب — تا ببینی باغ و سروستان غیب

چشم را در روشنائی خوی کن — گر نه خفاشی نظر آن سوی کن

دیده بینا از لقاے حق شود — حق کجا همراز هر احمق شود

هر که دید الله را اللهیست — هر که دید آن بحر را او ماهیست

حاصل اندر وصل چون افتاد مرد — گشت دلاله به پیش مرد سرد

چون شدی بر بامهای آسمان — سهل باشد جستجوی نردبان

غیب را ابری و آبی دیگرست / آسمان و آفتابی دیگرست

ناید آن الا که بر خاصان پدید / باقیان فی لبس من خلق جدید

دفع کن از مغز و از بینی زکام / تا که ریح الله آید در مشام

گر به بینی یکنفس حسن ودود / اندر آتش افگنی جان و وجود

چند بینی گردش دولاب را / سر برون کن هم ببین تیز آب را

تو همیگویی که می بینم ولیک / دیدن آن را بس علامتهاست نیک

گردش کف را چو دیدی مختصر / حیرتت باید بدریا در نگر

آنکه کف را دید سرگویان شود / وانکه دریا دید او حیران شود

هر ولی کو در تحیر با خداست / کی شود پوشیده بر وی چپ و راست

حیرتت باید که روبد فکر را / خورده حیرت فکر را و ذکر را

آنکه کف را دید نیتها کند / وانکه دریا دید دل دریا کند

آنکه کفها دید باشد در شمار / وانکه دریا دید شد بی اختیار

آنکه او کف دید در گردش بود / وانکه دریا دید او بی غش بود

کی کند آن مست جز عدل و صواب / که ز جام حق کشیدست او شراب

جادوان فرعون را گفتند بیست / مست را پروای دست و پای نیست

دست و پای ما شراب حق شدست / دست ظاهر سایه است و کاسدست

خلق نبود گر سزای آن شراب / آن بریده به ز شمشیر ضراب

دیده کو نبود ز وصلش در گره / آنچنان دیده سفید و کور به

اندران دستی که نبود آن نقاب / آن شکسته به بساطور قصاب

ساحران واقف از دست خدا / کی نهند این دست و پا را دست و پا

آنچنان پایی که از رفتار او / جان نه پیوندد به نرگس زار او

آنچنان پا در حدید اولترست / آنچنان پا عاقبت دردسرست

گوش کو نبود سزای راز او / بر کنش از سر که نبود آن نکو

ای همه دریا چه خواهی کرد نم / ای همه هستی چه میجویی عدم

هیچ محتاج می گلگون نه / ترک کن گلگونه تو گلگونه

ای رخ چون زهره‌ات شمس الضحی / ای گدای رنگ تو گلگونها

باده کاندر خم همی جوشد نهان / ز اشتیاق روی تو جوشد چنان

ای مه تابان چه خواهی گرد گرد / ای که مه در پیش رویت روی زرد

تاج کرمناست بر فرق سرت / طوق اعطیناک آویز برت

جوهرست انسان و چرخ او را عرض / جمله فرع و پایه اند او شد غرض

بحر علمی در نمی پنهان شده / در سه گز تن عالمی پنهان شده

ای غلامت عقل و تدبیرات و هوش / چون چنینی خویش را ارزان فروش

علم جویی از ورقها ای فسوس / ذوق جویی تو ز حلوا ای فسوس

می چه باشد یا سماع و یا جماع / تا بجویی زو نشاط و انتفاع

یعنی دریا

قوله جوهرست یعنی جناب کبریا انسان را بر جمله مخلوقات تفضیل داده است و هرگاه که افلاک با اینهمه رفعت و سعت از انسان بمرتبه ادنی باشند دیگران در چه حساب باشند ۱۲

آفتاب از ذره شد وام خواه	زهره از خمره شد جام خواه
جان بی کیفی شده محبوس کیف	آفتابی حبس عقده اینت حیف
جای روح پاک علیین بود	کرم باشد کش وطن سرگین بود
بهر مخمور خدا جام طهور	بهر این خمرگان کور این آب شور
در ده ای ساقی یکی رطل گران	خواجه را از ریش و سبلت وا رهان

باب چهلم در وجد

این نفس جان دامنم بر تافتست	بوی پیراهان یوسف یافتست
من چه گویم یک رگم هشیار نیست	شرح آن یاری که او را یار نیست
خوشتر آن باشد که سر دلبران	گفته آید در حدیث دیگران
چون زنم دم کاتش دل تیز شد	شیر هجر آشفته و خونریز شد
آنکه او هشیار خود تندست و مست	چون بود چون او قدح گیرد بدست
مرد بنا زان شراب زود گیر	در میان راه می افتد چو پیر
خاصه این باده که از خم بلیست	نی میی که مستی آن یک شبیست
آنکه از اصحاب کهف از نقل نقل	سیصد و نه سال گم کردند عقل
وان زنان مصر جامی خورده اند	دستهارا شرحه شرحه کرده اند
ساحران هم سکر موسی داشتند	دار را دلدار می پنداشتند
جعفر طیار زان می بود مست	زان گرو میکرد بیخود پا و دست

آب رحمت بایدت رو پست شو / وانگهان خور خمر رحمت مست شو

رحمت اندر رحمت آید تا بسر / بر یکی رحمت فرو ما ای پسر

سخت مستی و بیخود و آشفته / دوش ای جان بر چه پهلو خفته

عشق جوشد باده تحقیق را / او بود ساقی نهان صدیق را

چون بجوئی تو بتوفیق حسن / باده آب جان بود ابریق تن

چون بیفزاید می توفیق را / قوت می بشکند ابریق را

پرتو ساقی ست کاندر شیره رفت / شیره بر جوشید و رقصان گشت و زفت

بی تفکر پیش هر داننده هست / اینکه با جنبیده جنباننده هست

گر تو او را می نبینی در نظر / فهم کن آنرا باظهار اثر

تن بجان جنبد نمی بینی تو جان / لیک از جنبیدن تن جان بدان

همچنان که قدر تن از جان بود / قدر جان از پرتو جانان بود

گر نبدی جان زنده بی پرتو کنون / هیچ گفتی کافران را میتون

بی تماشای صفتهای خدا / گر خورم نان در گلو ماند مرا

چون گوارد لقمه بی دیدار او / بی تماشای گل و گلزار او

زین خرد جاهل همی باید شدن / دست در دیوانگی باید زدن

هر که بستاید ترا دشنام ده / سود و سرمایه بمفلس وام ده

ایمنی بگذار و جای خوف باش / بگذر از ناموس و رسوا باش و فاش

۱۰۱

خرد عقل فلاسفه بود که با وجود چنین عقول کامله ذات باری را نشناختند و در الحاد افتادند پس بیفزاید که از چنین عقل دیوانگی بهتر است ۱۲

آزمودم عقل دوراندیش را / بعد ازین دیوانه سازم خویش را

عقل من گنجست و من ویرانه ام / گنج اگر پیدا کنم دیوانه ام

اوست دیوانه که دیوانه نشد / این عسس را دید و در خانه نشد

ما اگر قلاش و گر دیوانه ایم / مست آن ساقی و آن پیمانه ایم

بر خط فرمان او سر می نهیم / جان شیرین را گروگان میدهیم

بار دیگر آمدم دیوانه وار / رو رو ای جان زود زنجیری بیار

هین بنه بر پایم آن زنجیر را / که دریدم سلسلهٔ تدبیر را

غیر آن زنجیر زلف دلبرم / گر دو صد زنجیر آری بر درم

هرچه غیر شورش و دیوانگیست / اندرین ره دوری و بیگانگیست

عشق شور انگیز باید مرد را / تا صلائی در دهد این درد را

تا چنین کاری نیفتد مرد را / او چه داند عشق را و درد را

باز دیوانه شدم من ای طبیب / باز سودائی شدم من ای حبیب

حلقهای سلسلهٔ آن ذوفنون / هر یکی حلقه دهد دیگر جنون

زیر هر حلقه فنون دیگرست / پس مرا هر دم جنون دیگرست

پس فنون باشد جنون این شد مثل / خاصه در زنجیر آن میر اجل

آنچنان دیوانگی بگسست بند / که همه دیوانگان پندم دهند

اندرین محضر خردها شد ز دست / چون قلم اینجا رسیده سر شکست

هیچکس را تا نگردد او فنا	نیست ره در بارگاه کبریا

باب چهل و یکم در فنا و بقا

موج خاکی وهم و فهم و فکر ماست	موج آبی محو و سکرست و فناست
تا درین سکری ازان سکری تو دور	تا ازین مستی ازان جامی تو کور
راه فانی گشته راه دیگرست	زانکه هشیاری گناه دیگرست
هست هشیاری زیاد ما مضی	ماضی و مستقبلت پردهٔ خدا
آتش اندر زن بهر دو تا بکی	پرگره باشی ازین هر دو چو نی
چون بطوف خود بطوفی مرتدی	چون بخانه آمدی هم با خودی
آینهٔ هستی چه باشد نیستی	نیستی بگزین گر ابله نیستی
پیش هست او بباید نیست بود	چیست هستی پیش او کور و کبود
دیدهٔ ما چون بسی علت درست	رو فنا کن دید خود در دید دوست
دید ما را دید او نعم العوض	یابی اندر دید او کلی غرض
طفل تا گویا و تا پویا نبود	مرکبش جز گردن بابا نبود
چون فضولی گشت و دست و پا نمود	در عنا افتاد و در کور و کبود
جانهای خلق پیش از دست و پا	می پریدند از وفا اندر صفا
چون بامر اهبطوا بندی شدند	حبس خشم و حرص و خرسندی شدند
هستِ خود در هستِ آن هستی بباز	همچو مس در کیمیا اندر گداز

در من و ما سخت کردستی تو دست — هست این جمله خرابی از دو هست

هستی اندر نیستی بتوان نمود — مالداران بر فقیر آرند جود

نیستی و نقص هر جایی که خاست — آینهٔ خوبی جملهٔ پیشه‌هاست

نقصها آئینهٔ وصف کمال — وان حقارت آینهٔ عز و جلال

هر که نقص خویش را دید و شناخت — اندر استکمال خود دو اسپه تاخت

هر که آواز هستی خود دور شد — منتهای کار او مسرور شد

علتی بدتر ز پندار کمال — نیست اندر جانت ای مغرور ضال

زان نمی‌پرد بسوی ذو الجلال — کو گمانی می‌برد خود را کمال

از دل و از دیده‌ات بس خون رود — تا ز تو این معجبی بیرون رود

علت ابلیس انا خیر است — وین مرض در نفس هر مخلوق هست

بس زیادتها درون نقصهاست — مر شهیدان را حیات اندر فناست

گفت قائل در جهان درویش نیست — ور بود درویش او درویش نیست

عاشق حق و حق آنست کو — چون بیاید از تو نبود تا رمو

صد چو تو فانیست پیش آن نظر — عاشقی بر نفی خود خواجه نگر

سایه‌ای و عاشقی بر آفتاب — شمس آید سایه لا گردد شتاب

سایه‌هایی کو بود جویای نور — نیست گردد چون کند نورش ظهور

همچنین جویای درگاه خدا — چون خدا آید شود جوینده لا

گرچه آن وصلت بقا اندر بقاست	لیک ز اول آن بقا اندر فناست
هالک آمد پیش وجهش هست و نیست	هستی اندر نیستی خود طرفه ایست
چیست معراج فلک این نیستی	عاشقان را مذهب و دین نیستی
چون شنیدی شرح بحر نیستی	کوش دائم تا برین بحر ایستی
چونکه اصل کارگاه آن نیستیست	که خلا و بی نشانست و تهیست
نیستی چون هست بالایین طبق	بر همه بردند درویشان سبق
سر موتوا قبل موت این بود	کز پس مردن غنیمتها رسد
غیر مردن هیچ فرهنگ دگر	در نگیرد با خدا ای حیله گر
یک عنایت به ز صد گون اجتهاد	جهد را خوفست در کون و فساد
وان عنایت هست موقوف ممات	تجربه کردند این ره را ثقات
تا نگشتند اختران ما نهان	وانکه پنهانست خورشید جهان
ذره سایه عنایت بهترست	از هزاران کوشش طاعت پرست
خرم آنکه عجز و حیرت قوت اوست	در دو عالم خفته اندر ظل دوست
هم در اول هم در آخر عجز دید	مرده شد دین العجائز را گزید
زندگی در مردن و در محنتست	آب حیوان در درون ظلمتست
چون ز خود رستی همه برهان شدی	چونکه بنده نیستی سلطان شدی
من غلام آنکه نفروشد وجود	جز بدان سلطان با افضال وجود

مکان خالی ۱۲

کره وجود خورشید عالم تاب طلوع نکرده باشد ۱۲

۵ قوله مرده شد حدیث شریف است کردن خود را بجان محکم گیرید چنانکه زنان فرتوت بر امور قدیمه خود مستحکم می باشند و تا دم مرگ نمی گذارند ۱۲

مرده شو تا مخرج الحی الصمد	زنده زین مرده بیرون آورد
پشم را آنگه شناسی از گهر	کز خیال خود کنی کلی عبر
زانکه هستی سخت مستی آورد	عقل از سر شرم از دل می برد
کارگاه گنج حق در نیستی ست	غرهٔ هستی چه دانی نیست چیست
کاشکی هستی زبانی داشتی	تا ز هستان پرده‌ها بر داشتی
هر چه گویی ای دم هستی ازان	پرده دیگر برو بستی بدان
همچنین معدوم کو از خویش رفت	بهترین هستها افتاد و رفت
خوش براتی گشت خنگ نیستی	سوی هستی آردت گر نیستی
چون بمردی و نگشتی زنده زو	باغیی باشی بشرکت ملک جو
چون بدو زنده شدی آن خود دوست	وحدت محضست آن شرکت کیست
شرح این در آینه اعمال جو	که نیابی فهم آن از گفتگو
گر همیخواهی که بفروزی چو روز	هستی همچون شب خود را بسوز
گر بگویم آنچه دارم در درون	بس جگرها گردد اندر حال خون
بس کنم خود زیرکان را این بسست	بانگ دو کردم اگر در ده کسست

حکایت

آن یکی نحوی بکشتی در نشست	رو بکشتیبان نهاد آن خودپرست
گفت هیچ از نحو خواندی گفت لا	گفت نیم عمر تو شد در فنا

دل شکسته گشت کشتیبان ز تاب
لیک خامش کرد آن دم از جواب

باد کشتی را بگرداب افکند
گفت کشتیبان بآن نحوی بلند

هیچ دانی آشنا کردن بگو
گفت نی ای خوش جواب خوبرو

گفت کل عمرت ای نحوی فناست
زانکه کشتی غرق این گردابهاست

محو می باید نه نحو اینجا بدان
گر تو محوی بی خطر در آب ران

آب دریا مرده را بر سر نهد
ور بود زنده ز دریا کی رهد

چون بمردی تو ز اوصاف بشر
بحر اسرارت نهد بر فرق سر

خویش را صافی کن از اوصاف خود
تا ببینی ذات پاک صاف خود

گوششان را میدهد حق هوشها
حلقه حلقه حلقها در گوشها

پای کوبان دست افشان در ثنا
تا ز نازان ربنا احییتنا (ای پروردگار ما زنده کردی ما را ۱۲)

بازگرد از هست سوی نیستی
طالب ربی و ربانیستی (ای ربانی هستی ۱۲)

جهد کن در بیخودی خود را بیاب
زودتر والله اعلم بالصواب

باب چهل و دوم در صحبت

نار خندان باغ را خندان کند
صحبت مردانت از مردان کند

گر تو ناری (ای انار ۱۲) میخوری خندان بخور
تا دهد خنده ز دانه او خبر

گر تو سنگ خاره و مرمر شوی
چون بصاحبدل رسی گوهر شوی

مهر پاکان درمیان جان نشان
دل مده الا بمهر دلخوشان

قوله گر ناری میخوری [illegible] که اگر طالب شخص کامل بوده چنان کاملی بدست آرد که آثار فیض و برکت از صورت حال او پیدا و هویدا باشد ۱۲

دل ترا در کوی اهل دل کشد — تن ترا در حبس آب و گل کشد

هین غذای دل بده از همدلی — رو بجو اقبال را از مقبلی

مرد حجی همره حاجی طلب — خواه هندو خواه ترک و یا عرب

منگر اندر نقش و اندر رنگ او — بنگر اندر عزم و در آهنگ او

حق ز هر چیزی چو زوجان آفرید — پس نتایج شد ز جمعیت پدید

پس صلهٔ یاران ره لازم شمار — هر که باشد گر پیاده گر سوار

راه سنت با جماعت خوش بود — اسپ با اسپان یقین خوشتر رود

زانکه انبوهی و جمع کاروان — ره زنان را بشکند تیر و سنان

یار غالب جو که تا غالب شوی — یار مغلوبان مشو هین ای غوی

یار باشد یار را پشت و پناه — گر تو نیکو بنگری یار است راه

اتحاد یار با یاران خوشست — پای معنی گیر صورت سرکش است

صورت سرکش گدازان کن برنج — تا ببینی زیر او وحدت چو گنج

یار شو تا یار بینی بی عدد — زانکه بی یاران بمانی بی مدد

چشمها را چار کن در اعتبار — یار کن با چشم خود دو چشم یار

یار چشم تست ای مرد شکار — از خس و خاشاک او را پاک دار

رو بجو یار خدائی را تو زود — چون چنین کردی خدا یار تو بود

کم ز خاکی چونکه خاکی یار یافت — از بهاری صد هزار انوار یافت

ف۱ قوله صورت اپنے نفس سرکشی را از جهد و رنج بر نفس خود بگداز تا خود را وحدت حاصل کنی ۱۲

ف۲ قوله چشم تو یار است ۱۰۸ [illegible] محفوظ دار ۱۲

امر هم شوری بخوان اندر صحف / یار را باش و مکن از یار اُف

چونکه در یاران رسی خامش نشین / اندران حلقه مکن خود را نگین

یار آیینه است جان را در حزن / بر رخ آیینه ای جان دم مزن

تا نپوشد روی خود را از دمت / دم فرو خوردن بباید هر دمت

چشم را با روی او می دار جفت / گرد منگیزان ز راه بحث و گفت

گفت پیغمبر که در بحر هموم / در دلالت دان تو یاران را نجوم

چشم در استارگان خیره بجو / نطق تشویش نظر باشد مگو

یار را با یار چون بنشسته شد / صد هزاران سرّ دل دانسته شد

لوح محفوظست پیشانی یار / راز کونینش نماید آشکار

اهل دین را باز دان از اهل کین / همنشین حق بجو با او نشین

همنشین اهل معنی باش تا / هم عطا یابی و هم باشی فتا

همنشین مقبلان چون کیمیاست / چون نظرشان کیمیایی خود کجاست

سوی این مرغابیان رو روز چند / تا ترا در آب حیوانی کشند

حاصل این آمد که یار جمع باش / همچو بتگر از حجر یاری تراش

همرهی را جو که تا یابی مدد / همدل و همدرد جویان احد

لیک هر گمراه را همره مدان / غافلان خفته را آگه مدان

هست سنت ره جماعت چون رفیق / بی ره و بی یار افتی در مضیق

یعنی عمل خیر مثل راه باشد ۱۲ — مثل ۱۲

۵۰ قوله گفت پیغمبر الخ اشاره است به حدیث شریف اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم ۱۲

۵۱ قوله همنشین مقبلان الخ ... باشند ۱۲

۵۳ قوله حاصل این آمد الخ
یعنی انسان را ضرور است که
صحبت مقبلان اختیار کند
و در مجمع اهل دل باشد و گر دم
اهل هم نرسد چنانکه بتگر از سنگ
خود از سنگ یاری می تراشد
همچنان تو نیز رفیق راهی سازی
باز میفتد نباید که گمراه را مصاحب
خود نکنی که او ترا از تو ضایع
خواهد ساخت ۱۲

هر خری کز کاروان تنها رود / بر وی آن راه از تعب صد تو شود

مر ترا میگوید آن خر خوش شنو / گرنه خر همچنین تنها مرو

راه وین زان رو پر از شور و شرست / که نه راه هر مخنث گوهرست

دیو گرگست و تو همچون یوسفی / دامن یعقوب مگذار ای صفی

گفت اطفال من اند این اولیا / در غریبی فرد از کار و کیا

از برای امتحان خوار و یتیم / لیک اندر سر منم یار و ندیم

هان و هان این دلق پوشان منند / صد هزار اندر هزار و یک تنند

سایهٔ شاهان طلب هر دم شتاب / تا شوی زان سایه بهتر ز آفتاب

گرگ اغلب آنگهی گیرا بود / کز رمه شیشک بخود تنها بود

هر نبی خود اندرین راه درست / معجزه بنمود و همراهان بجست

ناریان مر ناریان را جاذبند / نوریان مر نوریان را طالبند

جان هامان جاذب قبطی شده / جان موسی جاذب سبطی شده

هست موسی پیش قبطی بس ذمیم / هست هامان پیش سبطی بس رجیم

آن یکی را صحبت اخیار خار / لاجرم شد پهلوی فجار جار

ای فغان از یار ناجنس ای فغان / همنشین نیک جویید ای مهان

جان جلیس الله گشت آن نیکبخت / که به پهلوی سعیدی برد رخت

بندهٔ یک مرد روشندل شوی / به که بر فرق سر شاهان روی

خاکِ پاکان لیسی و دیوارِشان — بهتر از عام و زر و گلزارِشان

دوستیِ جاهلِ شیرین سخن — کم شنوکان هست چون سمِ کهن

جانِ مادر چشمِ روشن گویدت — جز غم و حسرت ازان نفزویدت

گرگ گر با تو نماید روبهی — هین مکن باور که ناید زو بهی

جاهل ار با تو نماید همدلی — عاقبت زخمت زند از جاهلی

حق ذاتِ پاکِ الله الصمد — که بود به مارِ بد از یارِ بد

مارِ بد جانی ستاند از سلیم — یارِ بد آرد سوی نارِ جحیم

هر که با دشمن نشیند در زمن — هست او در بوستان در گولخن

هر کجا باشد شهِ مار البساط — هست صحرا گر بود سم الخیاط

هر کجا دلبر بود خود همنشین — فوقِ گردونست نی زیرِ زمین

هر کجا که یوسفی باشد چو ماه — جنتست آن ارچه باشد قعرِ چاه

مثل

گفت معشوقی بعاشق کای فتا — تو بغربت دیده‌ای بس شهرها

پس کدامی شهر زانها خوشترست — گفت آن شهری که در وی دلبرست

هر که باشد همنشین دوستان — هست در گلخن میانِ بوستان

دل ز هر یاری غذائی میخورد — دل ز هر علمی صفائی می برد

از لقای هر کسی چیزی خوری — وز قرانِ هر قرین چیزی بری

چون ستاره با ستاره شد قرین — لایقِ هر دو اثر زاید یقین

۱۲

از قرانِ مرد و زن زاید بشر
از قرانِ سنگ و آهن شد شرر

وز قرانِ خاک با بارانها
میوه‌ها و سبزه و ریحانها

وز قرانِ سبزه‌ها با آدمی
دلخوشی و بیغمی و خرمی

وز قرانِ خرمی با جانِ ما
می بزاید خوبی و احسانِ ما

چونکه گنجی هست در عالم مرنج
هیچ ویران را مدان خالی ز گنج

قصدِ هر درویش میکن از گزاف
چون نشان یابی بجد میکن طواف

چون ترا آن چشمِ باطن بین نبود
گنج می پندار اندر هر وجود

گر ترا بازست آن دیدهٔ یقین
زیرِ هر سنگی یکی سرهنگ بین

تا ز درویشی نیابی تو گهر
کی گهر جوئی ز درویشی دگر

در طلب زن دائما تو هر دو دست
کین طلب در راه نیکو رهبرست

باب چهل و سوم در طلب

لنگ و لوک و خفته شکل و بی ادب
سوی او می غیژ و او را می طلب

این طلب در راهِ حق مانع کشیست
کین طلبکاری مبارک جنبشیست

این طلب مفتاحِ مطلوباتِ تست
این سپاه و نصرت و راياتِ تست

گرچه آلت نیستت تو می طلب
نیست آلت حاجت اندر راهِ رب

هر کرا بینی طلبگار ای پسر
یارِ او شو پیشِ او انداز سر

کز جوارِ طالبان طالب شوی
وز ظلالِ غالبان غالب شوی

تو بهر حالی که باشی می طلب / آب میجو دائما ای خشک لب

خشک لب را هست پیغامی ز آب / که بمات آرد یقین این اضطراب

آب کم جو تشنگی آور بدست / تا بجوشد آبت از بالا و پست

هر کجا دردی دوا آنجا رود / هر کجا فقری نوا آنجا رود

هر کجا مشکل جواب آنجا رود / هر کجا کشتی است آب آنجا رود

آن نیاز مریمی بوده است و درد / که چنان طفلی سخن آغاز کرد

حق تعالی گر سموات آفرید / از برای دفع حاجات آفرید

هرچه روئید از پی محتاج رست / تا بیابد طالبی چیزی که جست

تا سقاهم ربهم آید خطاب / تشنه باش الله اعلم بالصواب

گفت پیغمبر که چون کوبی دری / عاقبت زان در برون آید سری

چون نشینی بر سر کوی کسی / عاقبت بینی تو هم روی کسی

سایهٔ حق بر سر بنده بود / عاقبت جوینده یابنده بود

عیبت و بیداری از یزدان طلب / ناز کتاب و ناز مقال و حرف لب

بخشش بسیار دارد شهد بد / ای شده در وهم و تصویری گرو

مغز نغزی دارد آخر آدمی / یکدمی آن را طلب گر زادمی

مرد غرقه گشته جانی می کند / دست را در هر گیاهی می زند

تا کدامش دست گیرد در خطر / دست و پایی می زند از بیم سر

دوست دارد دوست این آشفتگی — کوشش بیهوده به از خفتگی

اندرین ره می تراش و می خراش — تا دم آخر دمی فارغ مباش

تا دم آخر دم آخر بود — که عنایت با تو صاحب سر بود

جستجویی از ورای جستجو — من نمیدانم تو میدانی بگو

بانگ می آید که ای طالب بیا — جود محتاج گدایان چون گدا

جود میجوید گدایان و ضعاف — همچو خوبان کاینه جویند صاف

روی خوبان ز آینه زیبا شود — روی احسان از گدا پیدا شود

پس ازین فرمود حق در والضحی — بانگ کم زن ای محمد بر گدا

چون گدا آیینهٔ جودست هان — دم بود بر روی آئینه زیان

پس گدایان آینهٔ جود حق اند — وانکه با حقند جود مطلقند

گر گدایان طامعند و زشت خو — در شکم خواران تو صاحبدل بجو

در تگ دریا گهرها سنگهاست — فخرها اندر میان ننگهاست

الصلا گفتیم یا اهل الرشاد — کین زمان رضوان در جنت گشاد

هین بیا ای طالب دولت شتاب — که فتوحست این زمان در فتح باب

جهد کن تا این طلب افزون شود — تا دلت زین چاه تن بیرون شود

ایکه تو طالب نهٔ تو هم بیا — تا طلب یابی ازین یار وفا

حاصل آنکه هر که او طالب بود — جان مطلوبش بر او راغب بود

آب را در جوی نبود زان قرار — کہ نباشد جوی تشنہ و آب خوار

تشنہ می نالد کہ ای آب گوار — آب ہم نالد کہ کو آن آب خوار

تشنگان گر آب جویند از جہان — آب ہم جوید بعالم تشنگان

دمبدم بر آسمان میدار امید — در ہوای آسمان رقصان چو بید

دمبدم از آسمان می آیدت — آب و آتش رزق می افزایدت

گر ترا آنجا برد نبود عجب — منگر اندر عجز و بنگر در طلب

کین طلب در تو گروگان خداست — زانکہ ہر طالب بمطلوبی سزاست

منگر اندر نقش زشت و خوب خویش — بنگر اندر عشق و در مطلوب خویش

منگر آنکہ تو حقیری یا ضعیف — بنگر اندر ہمت خود ای شریف

چارۂ آن دل عطای مبدلیست [بدل کنندہ ۱۲] — داد او را قابلیت شرط نیست

بلکہ شرط قابلیت داد اوست — داد مغز و قابلیت ہست پوست

قابلی گر شرط فعل حق بدی — ہیچ معدومی بہستی نامدی

گر بگویم شرح این بیحد شود [یای مصدری ۱۲] — ن تا — مثنوی ہشتاد من کاغذ شود

ہر ولی را نوح کشتیبان شناس — صحبت این خلق را طوفان شناس

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا — گو نشین اندر حضور اولیا

باب چہل و چہارم در صفت اولیا

از حضور اولیا گر بگسلی — تو ہلاکی زانکہ جزوی بی کلی

۱۱۵ ان اللہ لغنی عن العالمین ۱۲

چون شوی دور از حضورِ اولیا
در حقیقت گشته دور از خدا

اولیا اطفالِ حقند ای پسر
غائبی و حاضری بس باخبر

برترند از عرش و کرسی و خلا
ساکنانِ مقعدِ صدقِ خدا

از برای امتحان خوار و یتیم
لیک اندر سر منم یار و ندیم

پیشِ خلقان خوار و زار و ریشخند
پیشِ ما محفوظ و مقبول و پسند

هان و هان این دلق پوشانِ منند
صد هزار اندر هزار و یک تنند

سایهٔ شاهان طلب هر دم شتاب
تا شوی زان سایه بهتر ز آفتاب

چون نتیجهٔ هجرِ همراهان غمست
کی فراقِ روی شاهان زان کمست

این هوار انشکند اندر جهان
هیچ چیزی همچو سایهٔ همرهان

گر سفر داری بدین نیت برو
ور حضر باشی ازین غافل مشو

گفت حق اندر سفر هر جا روی
باید اول طالبِ مردی شوی

قصد گنجی کن که این سود و زیان
در تبع آید تو آن را فرع دان

هر که کارد قصدِ گندم بایدش
کاه خود اندر تبع می آیدش

که بکاری بر نیاید گندمی
مردمی جو مردمی جو مردمی

قصدِ کعبه کن چو وقتِ حج بود
چونکه رفتی مکه هم دیده شود

قصد در معراج دیدِ دوست بود
در تبع عرش و ملائک هم نمود

پاسبانِ آفتابند اولیا
در بشر واقف ز اسرارِ خدا

خلق ۱۲ — ای متابعت ۱۲ — کاه خشک ۱۲ — در حضور و غیبت ۱۲ — در حقیقت ۱۲

قوله اولیا اشارت بحدیث شریف که فرموده است خدای بزرگ که بندگان من عیال من اند و تصریح این از بالا گذشت ۱۲

اولیا را هست قدرت از اله / تیر جسته باز آرندش ز راه

کیف مد الظل نقش اولیاست / کو دلیل نور خورشید خداست

سایهٔ یزدان بود بندهٔ خدا / مردهٔ این عالم و زنده خدا

طبع ناف آهویست این قوم را / از برون خون و درون شان مشکها

از حدیث اولیا نرم و درشت / تن مپوشان زانکه دینت راست پشت

گرم گوید سرد گوید خوش بگیر / تا ز گرم و سرد بجهی از سعیر

گرم و سردش نوبهار زندگیست / مایهٔ صدق و یقین و بندگیست

دامن او گیر رو تو بیگمان / تا رهی از دامن آخر زمان

اندرین وادی مرو بی این دلیل / لا احب الآفلین گو چون خلیل

گر نه بینایان بُدندی و شهان / جمله کوران مرده اندی در جهان

اختران‌اند از ورای اختران / کاحتراق و نقص نبود اندران

سایران در آسمانهای دگر / غیر این هفت آسمان مشتهر

راسخان در تاب انوار خدا / نی بهم پیوسته نی از هم جدا

هر که باشد طالع او زان نجوم / نفس او کفار سوزد در رجوم

خشم مریخی نباشد خشم او / منقلب رو غالب و مغلوب خو

نور غالب ایمن از نقص و غسق / درمیان اصبعین نور حق

حق فشاند آن نور را بر جانها / مقبلان بر داشته دامانها

وان نثارِ نور را او یافته ‌‌ روی از غیرِ خدا برتافته

نغمهاء اندر درونِ اولیا ‌‌ اولاً گوید که ای اجزای لا

هین ز لای نفی سرها برزنید ‌‌ این خیال و وهم را یکسو کنید

ای همه پوسیده در کون و فساد ‌‌ جانِ باقیتان نه رویید و نزاد

گر بگویم شمهٔ زان نغمها ‌‌ جانها سر برزنند از دخمها

گوش را نزدیک کن کان دور نیست ‌‌ لیک آن گفتن بتو دستور نیست

هین که اسرافیلِ وقتند اولیا ‌‌ مرده را زیشان حیاتست و نما

صاحبِ دل را ندارد آن زیان ‌‌ گر خورد او زهرِ قاتل را عیان

زانکه صحت یافت و ز پرهیز رست ‌‌ طالبِ مسکین میانِ تپ درست

ور تو نمرودیست در آتش مرو ‌‌ رفت خواهی اول ابراهیم شو

او ز آتش وردِ احمر آورد ‌‌ از زیانها سود بر سر آورد

اولیا اصحابِ کهفند ای عنود ‌‌ در قیام و در تقلب هم رقود

میکشدشان بی تکلف در فعال ‌‌ بیخبر ذات الیمین ذات الشمال

چیست آن ذات الیمین فعلِ حسن ‌‌ چیست آن ذات الشمال اشغالِ تن

بندگانِ خاصِ علام الغیوب ‌‌ در جهانِ جان جواسیس القلوب

در درونِ دل درآید چون خیال ‌‌ پیشِ او مکشوف باشد سرِّ حال

آنکه واقف گشت بر اسرارِ هو ‌‌ سرِّ مخلوقات چه بود پیشِ او

آنکه بر افلاک رفتارش بود / بر زمین رفتن چه دشوارش بود

چشم شان را هم ز نور آسرشته اند / تا ز روح و از ملک بگذشته اند

چونکه موصوفی باوصاف جلیل / ز آتش امراض بگذر چون خلیل

گردد آتش بر تو هم برد و سلام / ای عناصر مر مزاجت را غلام

بر نویس احوال پیر راه دان / پیر را بگزین و عین راه دان

باب چهل و پنجم در پیر و شیخ

پیر تابستان و خلقان تیر ماه / خلق مانند شبند و پیر ماه

کرده ام بخت جوان را نام پیر / کو ز حق پیرست نز ایام پیر

پیر را بگزین که بی پیر این سفر / هست بس پر آفت و خوف و خطر

هر که در ره بی قلاوزی رود / هر دو روزه راه صد ساله شود

هر که تنها بادیه این ره برید / هم بعون همت پیران رسید

آن رهی که بارها تو رفته / بی قلاوز اندران آشفته

پس رهی را که ندیدستی تو هیچ / هین مرو تنها ز رهبر سر مپیچ

گر نباشد سایهٔ او بر تو گول / پس ترا سرگشته دارد بانگ غول

اندر آ در سایهٔ آن عاقلی / کش نتاند برد از ره ناقلی

ظل او اندر زمین چون کوه قاف / روح او سیمرغ بس عالی طواف

در بشر روپوش کردست آفتاب / فهم کن والله اعلم بالصواب

آنکه و ابرص چه باشد مرده نیز | زنده گردد از فسون آن عزیز

آنچه تو در آینه بینی عیان | پیر اندر خشت بیند بیش از آن

هیچ نکشد نفس را جز ظل پیر | دامن آن نفس‌کش را سخت گیر

چون بگیری سخت آن توفیق هوست | در تو هر قوت که باشد جذب اوست

بی سلاحی تو مرو در معرکه | همچو بیباکان مرو در تهلکه

پیر آن شناسند کین عالم نبود | جان ایشان بود در دریای جود

لوح محفوظست او را پیشوا | از چه محفوظست محفوظ از خطا

مومن از ینظر بنور الله شده | از خطا و سهو آمن آمده

آنکه از حق یابد او وحی و جواب | هرچه فرماید بود عین صواب

نه نجومست و نه رملست و نه خواب | وحی حق والله اعلم بالصواب

از پی روپوش عامه در بیان | وحی دل گویند آن را صوفیان

وحی دل گیرش که منظرگاه اوست | چون خطا باشد چو دل آگاه اوست

دست را مسپار جز در دست پیر | حق شدست آن دست او را دستگیر

چونکه دست خود بدست او دهی | پس ز دست آکلان بیرون جهی

دست تو از اهل آن بیعت شود | که یدالله فوق ایدیهم بود

چون بدادی دست خود در دست پیر | پیر حکمت که علیمست و خبیر

کو نبی وقت خویشست ای مرید | تا ازو نور نبی آید پدید

خود را وحی دل نام کرده‌اند برای دفع اعتراض عوام الناس که ناگاه بگویند وحی مخصوص بانبیاست پس قید دل با وحی بجهت تفرقه گردید یعنی اگر وحی را مطلق الطلاق کنند توهم ادعای همسری با پیغمبران علیهم السلام لازم می‌آمد لهذا عبارت را فی الجمله متغیر داده وحی دل می‌گویند ۱۲

هر که گیرد پیشه‌ای بی اوستا
ریشخندی شد بشهر و روستا

هر که تازد سوی کعبه بی دلیل
همچو آن سرگشتگان ماند ذلیل

اندر آینه چه بیند مرد عام
که نبیند پیر اندر خشت خام

چشم بینا بهتر از سیصد عصا
چشم بشناسد گهر را از حصا

سایهٔ رهبر بهست از ذکر حق
یک قناعت به که صد لوت و طبق

غیر پیر استاد و سرلشکر مباد
پیر گردون نی ولی پیر رشاد

پیر باشد نردبان آسمان
تیر پران از که گردد از کمان

آنچه گوید آن فلاطون زمان
هین هوا بگذار و رو بر وفق آن

دست پیر از غائبان کوتاه نیست
دست او جز قبضهٔ الله نیست

چون گزیدی پیر نازک دل مباش
سست و ریزنده چو آب و گل مباش

چون گرفتی پیر هین تسلیم شو
همچو موسی زیر حکم خضر رو

گر چه کشتی بشکند تو دم مزن
گر چه طفلی را کشد تو مو مکن

آنکه جان بخشد اگر بکشد رواست
نایبست و دست او دست خداست

دست حق میراندش زنده کند
زنده چه بود جان پاینده کند

آن پسر را کش خضر ببرید حلق
سر آن را درنیابد عام خلق

گر خضر در بحر کشتی را شکست
صد درستی در شکست خضر هست

آن کسی را کش چنین شاهی کشد
سوی تخت و بهترین جاهی کشد

۱۲۱ پس باید پیر هدایت و ارشاد باید که افاضه و استفاضه از وی بوجود آید ۱۲

۵۳ قصهٔ حضرت موسی و حضرت خضر علیهما السلام مشهور است در باب شکستن کشتی و کشتن طفلی وغیره ۱۲

نیم جان بستاند و صد جان دهد | انچه در وهمت نیاید آن دهد

پس بهر دوری ولیی قائمست | تا قیامت آزمایش دائمست

من بنجویم زین سپس راه اثیر | پیر جویم پیر جویم پیر پیر

ای مرا تو مصطفی من چون عمر | از برای خدمتت بندم کمر

ای لقای تو جواب هر سوال | مشکل از تو حل شود بی قیل و قال

ترجمانی هرچه مارا در دلست | دستگیری هر که پایش در گلست

آن یکی را روی او شد سوی دوست | وان یکی را روی او خود روی اوست

روی هر یک می نگر میدار پاس | بو که گردی تو ز خدمت رو شناس

چون بسی ابلیس آدم روی هست | پس بهر دستی نشاید داد دست

دست ناقص دست شیطانست و دیو | زانکه اندر دام تکلیفست و ریو

مر ترا عقلیست جزوی در نهان | کامل العقلی بجو اندر جهان

جزو تو از کل او کلی شود | عقل کل بر نفس چون غلی شود

ای خنک آن مرد کز خود رسته شد | در وجود زنده پیوسته شد

چون تعلق یافت نان با بو البشر | نان مرده زنده گشت و با خبر

موم و هیزم چون فدای نار شد | ذات ظلمانی او انوار شد

سنگ سرمه چون که شد در دیدگان | گشت بینایی شد آنجا دیدبان

وای آن زنده که با مرده نشست | مرده گشت و زندگی از وی بجست

کار مردان روشنی و گرمیست	کار دونان حیله و بی شرمیست
حرف درویشان بدزد و مرد دون	تا بخواند بر سلیمی زان فسون
تو چو موری بهر دانه میروی	هین سلیمان جو چه می باشی غوی
دانه جو را دانه اش دامی شود	وان سلیمان جوی را هر دو بود
هم سلیمان هست اکنون لیک ما	از بساط دور بینی در عمی
یار با او غار با او در سرود	مهر بر گوشست و بر چشمست چه سود
آن سلیمان پیش جمله حاضرست	لیک غیرت چشم بند و ساحرست
او عصاتان داد تا پیش آمدید	آن عصا از خشم هم بر وی زدید
دامن او گیر کو دادت عصا	در نگر کادم چها دید از عصی
حلقه کوران بچه کار اندرید	دیدبان را در میانه آورید
گر نه نامعقول بودی این مزه	کی بدی حاجت بچندین معجزه
گر نه بینایان بدندی و شهان	جمله کوران مرده اندی در جهان
در بدر این شیخ می آرد نیاز	بر فلک صد در برای شیخ باز
گنجهای خاک تا هفتم طبق	عرضه کرده بود پیش شیخ حق
شیخ گفتا خالقا من عاشقم	در بجویم غیر تو من فاسقم
هشت جنت گر در آرم در نظر	ور کنم خدمت من از خوف سقر
مؤمنی باشم سلامت جوی من	زانکه این هر دو بود حظ بدن

که در عقل و قیاس نگنجد چنانکه معجزات حضرات انبیا علیهم الصلوة والسلام اند ۱۲

قوله گر نه یعنی اگر حضرات انبیا علیهم الصلوة والسلام برای هدایت مخلوق مبعوث نمی شدند کسی را دولت ایمان نصیب نمی شد و تمام عالم محروم می ماند ۱۲

قوله یعنی در این صورت من سلامت جو خواهم بود و این هر دو امر دلالت بر آنکه اداره و احتظاظ بدن دارد ۱۲

ذلّت او به ز طاعت نزد حق / پیش کفرش جمله ایمانها خلق

هر دمی او را یکی معراج خاص / بر سر تاجش نهد صد تاج خاص

از حدیث شیخ جمعیت رسد / تفرقه آرد دم اهل جسد

صورتش بر خاک و جان بر لامکان / لامکانی فوق وهم سالکان

لامکانی نی که در وهم آیدت / هر دمی در وی خیالی زایدت

بل مکان و لامکان در حکم او / همچو در حکم بهشتی چار جو

ماهیان قعر دریای جلال / بحرشان آموخته سحر حلال

پس محال از حال ایشان حال شد / نحس آنجا رفت و نیکو فال شد

شرح این کوته کن و رخ زین بتاب / دم مزن والله اعلم بالصواب

حکایت

آمد از حق سوی موسی این عتیب / کای طلوع ماه دیده تو ز جیب

مشرقت کردم ز نور ایزدی / من حقم رنجور گشتم نامدی

گفت سبحانا تو پاکی از زیان / اینچه رمزست این بکن یا رب بیان

باز فرمودش که در رنجوریم / چون نپرسیدی تو از روی کرم

گفت یارب نیست نقصانی ترا / عقل گم شد این سخن را برگشا

گفت آری بندهٔ خاص گزین / گشت رنجور او منم نیکو ببین

هست معذوریش معذوری من / هست رنجوریش رنجوری من

هرکه خواهد همنشینی با خدا — گو نشیند در حضور اولیا
هرکرا دیو از کریمان وابرد — بیکسش یابد سرش را او خورد

باب چهل و ششم در صوفی

صوفی ابن الوقت باشد ای رفیق — نیست فردا گفتن از شرطِ طریق
دفترِ صوفی سواد و حرف نیست — جز دلِ اسپید همچون برف نیست
زادِ دانشمند آثارِ قلم — زادِ صوفی چیست آثارِ قدم
چون بنالد زار بی شکر و گله — اندر افتد هفت گردون غلغله
هر دمی صد نامه صد پیک از خدا — یاربی زو شصت لبیک از خدا
از هزاران اندکی زین صوفیند — باقیان در دولتِ او میزیند
باشد ابن الوقت صوفی در مثال — لیک صافی فارغست از وقت و حال
هست صوفیِ صفا چون ابنِ وقت — وقت را همچون پدر بگرفته سخت
هست صوفی غرقِ عشقِ ذوالجلال — هست صافی فارغ از اوقات و حال
پادشاهان را چنان عادت بود — این شنیده باشی ار یادت بود
دستِ چپشان پهلوانان استند — زانکه دل پهلوی چپ باشد بشند
مشرفِ اهلِ قلم بر دستِ راست — زانکه علم و خط و ثبت آن دستِ راست
صوفیان را پیشِ رو موضع دهند — کاینهٔ جانند و ز آئینه بهند
با ازل خوش با اجل خوش شاد کام — فارغ از تشنیع و گفتِ خاص و عام

آداب مجلس پادشاهان بیان
قوله با ازل یعنی
در هر حال چه در حالت رنج
و چه در حالت مسرت خوش
باشند

آنکه جان در روی او خندد چو قند ‌‌ ‌ از ترش‌روی خلقش چه گزند

آنکه جان بوسه دهد بر چشم او ‌‌ ‌ کی خورد غم از فلک وز خشم او

در شب مهتاب مه را بر سماک ‌‌ ‌ از سگان و عوعو ایشان چه باک

سگ وظیفهٔ خود بجا می‌آورد ‌‌ ‌ مه وظیفهٔ خود برخ می‌گسترد

کار خود کی میگذارد هر کسی ‌‌ ‌ آب نگذارد صفا بهر خسی

خس خسانه میرود بر روی آب ‌‌ ‌ آب صافی میرود بی اضطراب

مصطفی مه می‌شکافد نیم شب ‌‌ ‌ ژاژ میخاید ز کینه بولهب

آن مسیحا مرده زنده می‌کند ‌‌ ‌ وان جهود از خشم سبلت میکند

بانگ سگ هرگز رسد در گوش ماه ‌‌ ‌ خاصه ماهی کو بود خاص اله

خامشی میکن برای کردگار ‌‌ ‌ با قبول و رد خلقانت چه کار

گر دُو سه ابله ترا منکر شوند ‌‌ ‌ تلخ کی گردی چو هستی کان قند

پیرو پیغمبران شو ره سپر ‌‌ ‌ طعنهٔ خلقان همه بادی شمر

آن خداوندان که ره طی کرده‌اند ‌‌ ‌ گوش با بانگ سگان کی کرده‌اند

باب چهل و هفتم در محقق و مقلد

از مقلد تا محقق فرقهاست ‌‌ ‌ کین چو داود است و آن دیگر صداست

منبع گفتار این سوزی بود ‌‌ ‌ وان مقلد کهنه آموزی بود

زانکه تقلید آفت هر نیکویست ‌‌ ‌ که بود تقلید اگر کوه قویست

ای مقلد تو مجو پیشی بر آن — که بود منبع ز نور آسمان

پای استدلالیان چوبین بود — پای چوبین سخت بی تمکین بود

مرغ چون بر آب شوری می تند — زاب شیرین راندیست او بدو

بلکه تقلیدست آن ایمان او — روی ایمان را ندیده جان او

پس خطر باشد مقلد را عظیم — از ره و رهزن ز شیطان رجیم

شیخ نورانی ز ره آگه کند — با سخن هم نور را همره کند

صد دلیل آرد مقلد در بیان — در زبان اندارد هیچ جان

چونکه گوینده ندارد جان و فر — گفت او را کی بود جان و ثمر

میکند گستاخ مردم را براه — او بجان لرزان ترست از برگ کاه

پس حدیثش گرچه بس با فر بود — در حدیثش لرزه هم مضمر بود

گرچه تقلیدست استون جهان — هست رسوا هر مقلد ز امتحان

وهم مخلوقست و مولود آمدست — حق نزاییدست او لم یولدست

سالها گر ظن دود با پای خویش — نگذرد ز اشکاف بینیهای خویش

گرچه عقلت سوی بالا می پرد — مرغ تقلیدت بپستی می چرد

جهد کن تا مست و نورانی شوی — تا حدیثت را شود نورش روی

آسمان شو ابر شو باران ببار — ناودان بارش کند نابد بکار

آب اندر ناودان عاریتیست — آب اندر ابر و دریا فطرتیست

۱۲۷ مرغ اول و دیگری ثانی در اصطلاح عروضیان حرف آخر قافیه را گویند و چون این حرف لازم و ملزوم آن لفظ است لهذا ازمنه ده اند که حدیث ترا نور معرفت لازم خواهد بود اگر از راه صدق و صفا در تحصیل معرفت سعی بلیغ خواهی کرد ۱۲

باب چهل و هشتم در مکالمه

خوش بود پیغامهای کردگار — گو ز سر تا پای باشد استوار

با دو صد مردم هوا و آرزوست — چون هوا بگذاشتی پیغام هوست

چون تو در قرآن حق بگریختی — با روان انبیا آمیختی

هست قرآن حالهای انبیا — ماهیان بحر پاک کبریا

گر بخوانی و نه قرآن پذیر — انبیا و اولیا را دیده گیر

ور پذیرائی چو بر خوانی قصص — مرغ جانت تنگ آید در قفص

گرچه قرآن از لب پیغمبر است — هر که گوید حق نگفت او کافر است

معنی قرآن ز قرآن پرس و بس — وز کسی کاتش زدست اندر هوس

پیش قرآن گشت قربانی و پست — تا که عین روح او قرآن شدست

روغنی کو شد فدای گل بگل — خواه روغن بوی کن خواهی تو گل

منطقی کو وحی نبود از هواست — همچو خاکی در هوا و در هباست

گر نماید خواجه را این دم غلط — ز اول والنجم برخوان چند خط

پس بدان کاب مبارک ز آسمان — وحی دلها باشد و صدق و بیان

آب نیلست این حدیث جانفزا — یا ربش در چشم قبطی خون نما

باب چهل و نهم در مدح نطق و گویائی

آدمی مخفی است در زیر زبان — این زبان پرده است بر درگاه جان

زین قبل فرمود احمد در مقال — در زبان پنهان بود حسن رجال

آن دم نطقت که جزو جزوهاست — فائده شد کل و کل خالی چراست

گفت را گر فائده نبود مگو — ور بود هِل اعتراض و شکر گو

این سخن شیرست در پستان جان — بی کشنده خوش نمی‌گردد روان

جاذب سمعت از کسی کو خوش لبیست — گرمی و جدّ معلّم از صبیست

مستمع چون تشنه و جوینده شد — واعظ ار مرده بود گوینده شد

مستمع چون تازه آید بی ملال — صد زبان گردد بگفتن گنگ و لال

چونکه نامحرم درآید از درم — پرده در پنهان شوند اهل حرم

ور درآید محرمی دور از گزند — برگشایند آن ستیران روی بند

هرچه را خوب و خوش و زیبا کنند — از برای دیدهٔ بینا کنند (پرده نشینان ۱۲)

قائل این گفتها شو گوش دار — تا که از زر سازمت من گوشوار

هان و هان هش دار بر ناری دمی — اولاً بر جه طلب کن محرمی

چون ز راز و ناز او گوید زبان — یا جمیل السّتر خواند آسمان (امر از جستن ۱۲)

سر چه در پشم و پنبه آذرست — تا همی پوشیش او پیداترست

چون بکوشم تا سرش پنهان کنم — سر بر آرد چون علم کاینک منم

رغم انفم گیردم او هر دو گوش — کای مدمّغ چونش می‌پوشی بپوش

جوش نطق از دل نشان دوستیست — بستگی نطق از بی الفتیست

دل که دلبر دید کی ماند ترش — بلبل گل دید کی ماند خمش

[illegible]

۱۲۹

ف ۵۲ قوله جاذب سمع یعنی قوت گویائی و وسعت کلام متکلم از جوش و خروش متکلم و خروش مذاق مستمع می‌باشد ۱۲

ف ۵۳ یعنی مثل سر چنان نیست که گویا در پنبه آتش نهاده شود ۱۲

ف ۵۴ رغم انف یعنی بینی را در خاک آلودن و حاصل آن ذلیل و خوار نمودن باشد ۱۲

بیگمان که هر زبان پرده دلست ... چون بجنبد پرده سرها واصلست

گر بیان نطق کاذب نیز هست ... لیک بو از صدق و کذبش مخبرست

۵۱ آن نسیمی که بیاید از چمن ... آنچنانکه بوی احمد از یمن

بوی صدق و بوی کذب گول گیر (ای احمق ۱۲) ... هست پیدا در نفس چون مشک و سیر

بانگ حیزان (نامرد ۱۲) و شجاعان دلیر ... هست پیدا چون فن روباه و شیر

گر ندانی یار را از ده دله (ای بیجهت ۱۲) ... از مشام فاسد خود کن گله

گر ندانی بو ز جان روشناس ... رو دماغی دست آور بوشناس

آن دماغی که بران گلشن تند ... چشم یعقوبان هم او روشن کند

این سخنهائی که از عقل کلست ... بوی آن گلزار و سرو و سنبلست

بوی گل دیدی که آنجا گل نبود ... جوش مل دیدی که آنجا مل نبود

بو قلاووزست و رهبر مر ترا ... می برد تا خلد و کوثر مر ترا

۵۲ بینی آن باشد که او بوئی برد ... بوی او را جانب کوئی برد

هر که بویش نیست بی بینی بود ... بوی آن بوییست کان دینی بود

۵۳ بود وای چشم باشد نورساز ... شد ز بوئی دیده یعقوب باز

بوی بد مر دیده را تاری (تاریک ۱۲) کند ... بوی یوسف دیده را یاری کند

گفت یوسف ابن یعقوب نبی ... بهر بو اَلْقُوا عَلٰی وَجْهِ اَبِی (کریمه سوره یوسف ۱۲)

۵۴ بهر این بو گفت احمد در عظات (ای پند ۱۲) ... دائما قرة عینی فی الصلوة

---

۵۱ قوله آن نسیمی اشاره است بحدیث شریف که فرموده اند بزرگی که من همی یابم نفس رحمن را از جانب یمن بعضی از آن نفس مراد داشته اند و بعضی خواجه اویس قرنی ۱۲

۵۲ قوله بینی آن باشد یعنی انسان باید که آن راه اختیار کند که او را بمنزل مقصود رساند ۱۲

۵۳ قوله بود و وای چشم اشاره است به بوی پیراهن یوسف علیه السلام ۱۲

۵۴ قوله بهر این بو ... حدیث شریف یعنی حبب الی من دنیاکم ثلث الطیب والنساء وجعلت قرة عینی فی الصلوة ۱۲

چنگ حکمت چونکه خوش آواز شد	تا چه در از روض جنت باز شد
دل بیار آمد ز گفتار صواب	آنچنانکه تشنه آرامد بآب

باب پنجاهم در آفت لسان

بعد ازان در بستن گفتار نیست	بعد ازین با گفتگویم کار نیست
نکته کان جست ناگه از زبان	همچو تیری دان که جست آن از کمان
وانگه واز ره آن تیر ای پسر	بند باید کرد سیلی را ز سر
عالمی را یک سخن ویران کند	روبهان خفته را شیران کند
این زبان هم سنگ و هم آهن وشست	وانچه بجهد از زبان چون آتش است
ای زبان تو بس زیانی مر مرا	چون توی گویا چه گویم من ترا
ای زبان هم آتش و هم خرمنی	چند این آتش تو در خرمن زنی
در نهان جان از تو افغان میکند	گرچه هر چه گوئیش آن میکند
ای زبان هم گنج بی پایان توی	ای زبان هم رنج بی درمان توی
بانگ گفت تو چو در وا میشود	از سقر تا خود چه در وا میشود
غافلند این قوم از خود سر بسر	لاجرم گویند عیب همدگر
هر کسی کو عیب خود دیدی ز پیش	کی بدی فارغ وی از اصلاح خویش
ور خدا خواهد که پوشد عیب کس	کم زند در عیب معیوبان نفس
چون خدا خواهد که پرده کس درد	میلش اندر طعنهٔ پاکان برد

بدولت زبانست که گفته اند
زبان سرخ سر سبز میدهد بر باد

تا تو می‌بینی عزیزان البشر — وانکه میراث بلیس است آن نظر

گر نه فرزند بلیسی ای عنید — پس بتو میراث آن سگ چون رسید

هر کرا افعال دیو و دد بود — با کریمانش گمان بد بود

پیش بینا برده سرگین خشک — که بخر این را بجای نافهٔ مشک

بعر را ای گنده مغز گنده مخ — پیش بینی می‌بری گوئی که اخ

اخ اخی برداشتی ای گیج کاج — تا که کالای بدت یابد رواج

تا فریبی آن مشام پاک را — آن چرنده گلشن افلاک را

پیش بینا شد خموشی نفع تو — بهر این آمد خطاب انصتوا

حلم او خود را اگرچه گول ساخت — خویشتن را اندکی باید شناخت

دیگ را گر باز ماند امشب دهن — گربه را هم شرم باید داشتن

خویشتن گر خفته کرد آن خوب فر — سخت بیدارست دستارش مبر

صد هزاران حلم دارند این گروه — هر یکی حلمی از آنها صد چو کوه

گفت تو زان رو که عکس دیگریست — جمله احوالت بجز هم عکس نیست

حرف حکمت بر زبان ناحکیم — حله‌های عاریت دان ای سلیم

گفتگوی ظاهر آمد چون غبار — مدتی خاموش کن تو هوش‌دار

تا بجی عکس خیال لامعه — جهد کن تا گردی صاحب واقعه

تا که گفتارت ز حال تو بود — سیر تو با پر و بال تو بود

صید گیرد تیر هم با پر غیر — لاجرم بی بهره است از لحم طیر

از سخن گوئی مجوئید ارتفاع — منتظر را به ز گفتن استماع

منصب تعلیم نوع شهوتست — هر خیال شهوتی در ره بتست

گر بفضلش ره بردی هر فضول — کی فرستادی خدا چندین رسول

این سخن در سینه دخل مغزهاست — در خموشی مغز جان را صد نماست

چون بیامد در زبان شد خرج مغز — خرج کم کن تا بماند مغز نغز

مرد کم گوینده را فکریست زفت — قشر گفتن چون فزون شد مغز رفت

جوز را در پوستها آوازهاست — مغز و روغن را خود آوازی کجاست

چند گاهی بی لب و بی گوش شو — وانگهان چون لب حریف نوش شو

چند گفتی نظم و نثر و راز فاش — خواجه یک روز امتحان کن گنگ باش

ترک معشوقی کن و کن عاشقی — ای گمان برده که خوب و فائقی

ای که در معنی ز شب خامشتری — گفت خود را چند جوئی مشتری

سر بجنبانند پیشت بهر تو — رفت در سودای ایشان دهر تو

هست تعلیم خسان ای چشم شوخ — همچو نقش گرد کردن بر کلوخ

خویش را تعلیم کن عشق و نظر — کان بود چون نقش فی جرم الحجر

تا کنی مر غیر را حبر و سنی — خویش را خالی و بد خو میکنی

متصل چون شد دلت با آن عدن — هین بگو مهراس را خالی شدن

نصیحت ناکسان از محض بیفائده باشد زیراکه ازیشان برای خوشدلی تو سر خواهند جنبانید یعنی از زبان تعریف خواهند کرد و در دل ایشان هیچ اثری پیدا نخواهد بود پس اوقات تو صرف خالی شود ۱۲

امر قل زین آمدش ای راستین — کم نخواهد شد بگو دریاست این

انصتوا[51] یعنی که آیت را بلاغ — هین تلف کم کن که لب خشکست باغ

خامشی بحر است و گفتن همچو جو — بحر میجوید ترا جو را مجو

از اشارتهای دریا سر متاب — ختم کن والله اعلم بالصواب

باب پنجاه و یکم در مذمت دنیا و اهل آن

ترک[52] دنیا هر که کرد از زهد خویش — پیش آمد پیش او دنیا و بیش

هر که از دیدار برخوردار شد — این جهان در پیش او مردار شد

این جهان خود حبس جانهای شماست — هین روید آنسو که صحرای شماست

تو مکانی اصل تو در لامکان — این دکان بربند و بگشا آن دکان

معدن گرمیست اندر لامکان — هفت دوزخ از شرارش یک دخان

گر ببینی میل خود سوی زمین — نوحه میکن هیچ منشین اینچنین

گر ببینی میل خود سوی سما — پر دولت برگشا همچون هما

عاقلان[53] خود نوحه‌ها پیشین کنند — جاهلان آخر بسر بر میزنند

ز ابتدای کار آخر را ببین — تا نباشی تو پشیمان یوم دین

هر چه[54] از وی شاد گردی در جهان — از فراق آن بیندیش آن زمان

زانچه گشتی شاد بس کس شاد شد — آخر از وی جست و همچون باد شد

از تو هم بجهد تو دل بر وی منه — پیش کو بجهد تو خود از وی بجه

---

۵۱ قوله انصتوا یعنی خاموش شوید و کلمات پند و وعظ از راه بیهودگی بنا کسان گفتن ضایع مکنید که ایشان لیاقت پذیرفتن ندارند ۱۲

۵۲ قوله ترک دنیا موافق حدیث شریف است که هر که دنیا را ترک می‌نماید دنیا [illegible] پیش او می‌آید که او دنیا قبول کند ۱۲

۵۳ قوله عاقلان [illegible] دانشمندان [illegible] و جاهلان [illegible] تا [illegible] در آخر کار [illegible] ۱۲

۵۴ قوله هر چه [illegible] انسان را باید که [illegible] آن اندیشه [illegible] تعلق [illegible] ۱۲

گفت دنیا لعب و لهوست و شما | کودکید و راست فرماید خدا

خلق اطفالند جز مست خدا | نیست بالغ جز رهیده از هوا

از لعب بیرون نرفتی کودکی | بی زکات روح کی باشی زکی

چشم کودک همچو خر در آخرست | چشم عاقل در حساب آخرست

هر که آخربین تر او مسعودتر | هر که آخربین تر او بیهوده تر

فضل مردان بر زن حالی پرست | زان بود که مرد پایان بین ترست

مرد کاندر عاقبت بینی خمست | او ز اهل عاقبت چون زن کمست

بنگر آنها را که آخر دیده اند | حسرت جانها و رشک دیده اند

با دو دیده اول و آخر ببین | هین مباش اعور چو ابلیس لعین

اعور آن باشد که حالی دید و بس | چون بهایم بیخبر از باز و پس

ای تو بنده اینجهان محبوس جان | چند گویی خویش را خواجه جهان

باژگونه ای اسیر اینجهان | نام خود کردی امیر اینجهان

تخته بندست آنکه تختش خوانده | صدر پنداری و بر در مانده

پادشاهی نیستت بر ریش خود | پادشاهی چون کنی بر نیک و بد

بی مراد تو شود ریشت سپید | شرم دار از ریش خود ای کژ امید

ملک بر هم زن تو ادهم وار زود | تا بیابی همچو او ملک خلود

خیز بلقیسا بیا و ملک بین | بر لب دریای یزدان در بچین

ای خدا در قرآن ۱۲

۱۳۵

شرح کی ای نا امید از اعمال خود که ریش تو سپید گردد و از مطلوب خود جدا مانی ۱۲

ای ذات خود ۱۲

۱ نام زوجه حضرت سلیمان علیه السلام ۱۲

خواهرانت ساکنِ ملکِ سنی — تو بمرداری چه سلطانی کنی

خواهرانت یافته ملکِ خلود — تو گرفته مملکت کور و کبود

ملک را بگذار بلقیس از نخست — چون مرا یابی همه ملک آنِ تست

ملک را تو ملکِ غرب و شرق گیر — چون نمی ماند تو آنرا برق گیر

ای خنک آنرا که این ملکت بجست — که اجل این ملک را ویران گرست

مملکت کم می نماند جاودان — ای دولت خفته تو آنرا خواب دان

هیچ دیگر بهر چنین هیچی مشد — نام دولت بر چنین هیچی منه

مرد باش و سخرهٔ مردان مشو — رو سرِ خود گیر و سرگردان مشو

ساحران مهتاب پیمایند زود — پیش بازرگان و زر گیرند سود

سیم پیمایند زین گون هیچ هیچ — سیم از کف رفته آن کرباس هیچ

این جهان جادوست ما آن تاجریم — که از و مهتاب پیموده خریم

گر کند کرباس پانصد گز شتاب — ساحرانه او ز نورِ ماهتاب

تا ستد او سیم عمرت ای رهی — سیم شد کرباس نی کیسه تهی

نیست وش باشد خیال اندر جهان — تو جهانی بر خیالی بین روان

بر خیالِ صلحشان و جنگشان — وز خیالِ فخرشان و ننگشان

آن خیالاتی که دامِ اولیاست — عکسِ مهرویانِ بستانِ خداست

انبیا را کارِ عقبی اختیار — جاهلان را کارِ دنیا اختیار

ف ۵ قوله ساحران یعنی جادوگران بقوت سحر مهتاب را کرباس نموده بمردم می فروشند ۱۲ و زر حاصل میکنند پس از آنکه آن زر را گرفته راه خود پیش گرفتند آن کرباس که در حقیقت از قوت جادو از شعشعه بیش نبود معدوم شد و دیگر مشتری را هیچ نماند همچنین حال دنیاست که طالب دنیا عمر خود را تلف میکند و در کف او جز باد هیچ نمی ماند ۱۲

ف ۶ قوله نیست وش یعنی که در خیالات افتاده وجود دارد کالعدم ۱۲

زانکه هر مرغی بسوی جنس خویش — می پرد او در پی جان پیش پیش
کافران چون جنس سجین آمدند — سجن دنیا را خوش آیین آمدند
انبیا چون جنس علیین آمدند — سوی علیین بجان و دل شدند
بدمحالی جست کو دنیا بجست — نیک حالی جست کو عقبی بجست
فکرها در کسب دنیا بارِ دست — مکرها در ترکِ دنیا وارد است
چیست دنیا از خدا غافل بُدن — نی قماش و نقره و فرزند و زن
مال و زر سر را بود همچون کلاه — کل بود او کز کله سازد پناه
آنکه زلف و جعد رعنا باشدش — چون کلاهش رفت خوشتر آیدش
زر چه از جانست پیش ابلهان — زر نثار جان بود پیش شهان
مال را گر بهر دین باشی حمول — نعم مالٌ صالحٌ خواندش رسول
هین بملک نوبتی شادی مکن — ای تو بسته نوبت آزادی مکن
این جهان زندان و ما زندانیان — حفره کن زندان و خود را وارهان
مرغ کآب شور باشد مسکنش — او چه داند جای آب روشنش
مرغ کو اندر قفس زندانیست — می نجوید رستن از نادانیست
آنکه اندر چشمهٔ شورست جات — تو چه دانی شطِ جیحون و فرات
ای تو نارسته ازین فانی رباط — تو چه دانی محو و سکر و انبساط
ای که صبرت نیست از دنیای دون — چونت صبرست از خدا ای دوست چون

ای که صبرت نیست از ناز و نعیم — صبر چون داری ز الله کریم

ای که صبرت نیست از پاک و پلید — صبر چون داری از آن کیت آفرید

چونکه صبرت نیست از آب سیاه — چون صبوری داری از چشمهٔ آله

اطلس عمرت بمقراض شهور — پاره پاره کرد خیاط غرور

مال و تن برفند و ریزان و فنا — حق خریدارش که الله اشتری

برفها زان از ثمن اولیستت — که همی در شک یقینی نیستت

مال دنیا دام مرغان ضعیف — ملک عقبی دام مرغان شریف

سوی دریا عزم کن زین آبگیر — بحر جوئی و ترک این گرداب گیر

حکایت

استن حنانه از هجر رسول — ناله می کردی چو ارباب عقول

گفت پیغمبر چه خواهی ای ستون — گفت جانم در فراقت گشت خون

مسندت من بودم از من تاختی — بر سر منبر تو مسند ساختی

گفت خواهی که ترا نخلی کنند — شرقی و غربی ز تو میوه چشند

یا در آن عالم حقت سروی کند — که تر و تازه بمانی تا ابد

گفت آن خواهم که دایم شد بقاش — بشنو ای غافل کم از چوبی مباش

باب پنجاه و دوم در مذمت خلق

کار ما از خلق شد بر ما دراز — وا از این مشتی گدایی بی نیاز

اشاره است بکریمه ان الله اشتری الایة و تفریع آن ۱۲

اعراض

تا نمیرم از خود و از خلق پاک — بر نیاید جان ما از حلق پاک

چون یفرّ المرء آمد من اخیه — یهرب المولود یوماً من ابیه

زان شود هر دوست آن ساعت عدو — که بت تو بود از ره مانع او

این دم ار یاران تو با تو ضد شوند — وز تو برگردند و بر خصمی روند

هین بگو نک روز من پیروز شد — آنچه فردا خواست شد امروز شد

یار تو چون دشمنی پیدا کند — حقد را او رشک را سر وا کند

تو از آن افعال او افغان مکن — خویشتن را ابله و نادان مکن

بلکه شکر حق کن و نان بخش کن — که نگشتی در جوال او کهن

از جوالش زود بیرون آمدی — تا بجوی یار صدق سرمدی

رستی از طلاب سالوس و دغل — غیر او دیدی عیان پیش از اجل

این جفای خلق با تو در جهان — گر بدانی گنج زر آمد نهان

در شب بد رنگ بس نیکو بود — آب حیوان جفت تاریکی بود

خلق را با تو چنین بدخو کنند — تا ترا ناچار رو آن سو کنند

این یقین میدان در آخر جمله شان — خصم گردند و عدو و سرکشان

تا بمانی با فغان اندر لحد — لا تذرنی فرد خوان از احد

نازنین یاری که بعد از مرگ تو — رشتهٔ یاری او گردد دو تو

مهر الله مهر خس آمد یقین — کین او مهرست و مهر اوست کین

ایزدی بجا آر که از وست دشمن رهائی یافتی و چون او را گذاشتی باید که طلب دوست صادق نمائی که بعد او بر منزل مقصود فائز شوی ۱۲

قوله لا تذرنی یعنی هرگاه در گور تاریک خود تنها بمانی آن وقت از ذات باری تعالی مدد طلب کن و این آیه را بخوان ربّ لا تذرنی فرداً یعنی ای رب مرا تنها مگذار

قوله نازنین یاری یعنی یاری که بعد از ...

عهد او سستست و ویران و ضعیف / گفت او زفت و وفای او نحیف

گر خورد سوگند هم باور مکن / بشکند سوگند مرد کژسخن

چونکه بی سوگند گفتش بُد دروغ / تو میفت از مکر و سوگندش بدوغ

نفس او میرست و عقل او اسیر / صد هزاران مصحفش خود خورده گیر

می بلرزد عرش از مدح شقی[51] / بدگمان گردد ز مدحش متقی

نار زان آمد عذاب کافران / که حجر را نار باشد امتحان

این دل چون سنگ ما تا چند چند / گر گرفتیم و نمی پذرفت پند

نی ترا از روی ظاهر طاعتی / نی ترا در سرّ و باطن نیتی

نی ترا شبها مناجات و قیام / نی ترا در روز پرهیز و صیام

نی ترا حفظ زبان ز آزار کس / نی نظر کردن بعبرت پیش و پس

نی ترا بر ظلم توبه پرخروش / ای دغا گندم نمای جوفروش

چون ترازوی تو کژ بود و دغا[52] / راست چون جویی ترازوی جزا

خویش را رنجور سازی زار زار / تا ترا بیرون کنند از اشتهار

کاشتهار خلق بند محکمست / در ره این از بند آهن کی کمست

کرد حق ناموس را صد من حدید[53] / ای بسا بسته به بند ناپدید

ای بسا کفار را سودای دین / بندشان ناموس و کبر و آن و این

بند پنهان لیک از آهن بتر / بند آهن را کند پاره تبر

[51] در حدیث شریف آمده است که هرگاه مدح شقی نماید ایزد تعالی در غضب آید و عرش بلرزد اعاذنا الله من ذلک ۱۲

[52] تو که چون ترازوی تو خطا باشد و راست نبود یعنی هرگاه حال تو چنان باشد که در ابیات مذکور شد پس امید رستگاری چگونه میداری ۱۲

[53] [illegible] ... نیستانِ قند ۱۲

بند آهن را توان کردن جدا / بند غیبی را نداند کس دوا

ای عجب این بند پنهان وگران / عاجز از تکسیر آن آهنگران

حکایت

آن یکی میگفت در وقتِ شعیب / که خدا از من بسی دیدست عیب

چند دید از من گناه و جرمها / وز کرم یزدان نمی‌گیرد مرا

حق تعالی گفت در گوش شعیب / در جواب او فصیح از راه غیب

که بگفتی چند کردم من گناه / وز کرم نگرفت در جرمم اله

عکس میگویی و مقلوب ای سفیه / ای رها کرده ره و بگرفته تیه

چند چندت گیرم و تو بیخبر / در سلاسل مانده پا تا بسر

زنگ تو بر توت ای دیگ سیاه / کرد سیمای درونت را تباه

بر دلت زنگار بر زنگارها / جمع شد تا کور شد ز اسرارها

چون شعیب آن نکته‌ها با او بگفت / زان دم جان در دل او گل شکفت

جان او بشنید وحی آسمان / گفت گر بگرفت ما را کو نشان

گفت یارب دفع من میگوید او / وان گرفتن را نشان میجوید او

گفت ستارم نگویم رازهاش / جز یکی رمز از برای ابتلاش

یک نشانش آنکه بگرفتم ورا / آنکه طاعت دارد و صوم و دعا

از زکات و از نماز و غیر آن / لیک یک ذره ندارد ذوق جان

میکند طاعات و افعال سنی ‌‌ لیک یک ذره ندارد چاشنی

طاعتش نغزست و معنی نغز نی ‌‌ جوزها بسیار و در وی مغز نی

ذوق باید تا دهد طاعات بر ‌‌ مغز باید تا دهد دانه شجر

دانهٔ بی مغز کی گردد نهال ‌‌ صورت بیجان نباشد جز خیال

چون شعیب این نکتها بر وی بخواند ‌‌ از تفکر همچو خر در گل بماند

باب پنجاه و سوم در مذمت اهل نفاق

آن منافق با موافق در نماز ‌‌ از پی استیزه آید نی نیاز

در نماز و روزه و حج و زکات ‌‌ با منافق مومنان در برد و مات

مومنان را برد باشد عاقبت ‌‌ بر منافق مات اندر آخرت

چند صورت آخر ای صورت پرست ‌‌ زانکه معنی در صورت پرست

گر بصورت آدمی انسان بدی ‌‌ احمد و بوجهل پس یکسان بدی

بت پرستی چون بمانی در صور ‌‌ صورتش بگذار و در معنی نگر

گر ز صورت بگذری ای دوستان ‌‌ جنت است و گلستان در گلستان

چونکه آبش هست جو خود آن بود ‌‌ آدمی آنست کو را جان بود

این همه مردانند اینها صورتند ‌‌ مرده نان اند و کشتهٔ شهوتند

زین قدحهای صور کم باش مست ‌‌ آنکه وی بت تراش و بت پرست

نان گلست و گوشت کمتر خور از این ‌‌ تا نمانی همچو گل اندر زمین

چون گرسنه میشوی سگ میشوی
تند و بدپیوند و بدرگ می شوی

چون شدی تو سیر مرداری شدی
بیخبر افتاده و دیواری شدی

پس دمی مردار و دیگر دم سگی
چون کنی در راهِ شیران خوش تگی

گوش خر بفروش و دیگر گوش خر
کین سخن را در نیابد گوش خر

لافِ شیخی در جهان انداخته
خویشتن را بایزیدی ساخته

هم ز خود سالک شده واصل شده
محفلی واکرده در دعوی کده

از خدا بوی نه او را نی اثر
دعویش افزون ز شیث و بوالبشر

دیو ننموده ورا هم نقشِ خویش
او همی گوید ز ابدالیم بیش

حرفِ درویشان بدزدیده بسی
تا گمان آید که هست او خود کسی

این جهان پُر آفتاب و نورِ ماه
او بهشته سر فرو برده بچاه

جمله عالم شرق و غرب آن نور یافت
تا تو در چاهی نخواهد بر تو تافت

خرده گیرد در سخن بر بایزید
ننگ دارد از وجود او یزید

بی نوا از نانِ خوان آسمان
پیش او ننداخت حق یک استخوان

در گوهی که در چهی ای قلتبان
دست وادار از سبالِ دیگران

سوی من منگر بخواری سست سست
تا نگویم آنچه در رگهای تست

چند دزدی حرفِ مردانِ خدا
تا فروشی و ستانی مرحبا

طالبِ حیرانیِ خلقان شدیم
دستِ طمع اندر الوهیت زدیم

تا به افسون مالک دلها شویم / این نمی‌بینیم ما کاندر گرویم

آن محک که او نهان دارد صفت / نی محک باشد نه نور معرفت

آینه که عیب رو دارد نهان / از برای خاطر هر قلتبان

آینه نبود منافق باشد او / اینچنین آینه تا بتوان مجو

گر هزاران طالبند و یک ملول / از رسالت باز می‌ماند رسول

صد کس از گرگین همه گرگین شوند / خاصه این گر خبیث ناپسند

یک کسی ناسمع از روی رد / صد کس گوینده را خامش کند

پند گفتن با جهول خوابناک / تخم افکندن بود در شوره خاک

چاک حمق و جهل نپذیرد رفو / تخم حکمت کم دهش ای پندگو

گرچه ناصح را بود صد داعیه / پند را اذنی بباید واعیه

تو بصد تلطیف پندش می‌دهی / او ز پندت می‌کند پهلو تهی

ز انبیا ناصح‌تر و خوش لهجه‌تر / که بگرفت دم شان در حجر

زانکه کوه و سنگ در کار آمدند / می‌نشد بدبخت را بگشاده بند

آنچنان دلها که بدشان ما و من / نعتشان شد بل اشد قسوة

گر تو پیغام زنی آری و زر / پیش تو بنهند جمله سیم و سر

کای فلان جا شاهدی میخواندت / عاشق آمد بر تو او میداندت

ور تو پیغام خدا آری چو شهد / کای بیا سوی خدا ای نیک عهد

۵۱ قوله صد کس از گرگین مرض خارش را گویند و این بیماری متعدیست یعنی از یکی بدیگری میرسد همچنین حال صحبت نا اہلان و غافلان ست که ہر که در صحبت ایشان نشیند غافل گردد ۱۲

۵۲ یعنی از انبیا کدام ناصح تر بود که از نصیحت شان در سنگ اثر میگردد ۱۲

۵۳ قوله زانکه یعنی کوه و سنگ فیضی حاصل می شود مگر بدبخت را فائده نشد ۱۲

از جهان مرگ سوی برگ رو | چون بقا ممکن بود فانی مشو

قصد خون تو کنند و قصد سر | نه از برای حیث و دین و هنر

بلکه از چفسیدگی بر خان و مان | تلخ شان آید شنیدن این بیان

خرقهٔ بر ریش خر چفسیده سخت | چونکه خواهی بر کنی زو لخت لخت

جفته انداز یقین آن خر ز درد | حبذا آنکس کزو پرهیز کرد

خاصه پنجه ریش و هرجا خرقه | بر سر ریش چفسیده و ریم غرقه

خان و مان چون خرقه و این حرص ریش | حرص هر که بیش باشد ریش بیش

خان و مان جغد ویرانست و بس | نشنود اوصاف بغداد و حبش

باب پنجاه و چهارم در حرص

بدگمانی کردن و حرص آوری | کفر باشد پیش خوان مهتری

هر که دور از رحمت رحمان بود | او گدا چشمست اگر سلطان بود

حرص نابیناست بیند مو بمو | عیب خلقان و بگوید کو بکو

عیب یکذره دو چشم کور او | می نه بیند گرچه هست او عیب جو

بارها در دام حرص افتاده | حلق خود را در بریدن داده

حرص تو چون آتشست اندر جهان | باز کرده بهر خوردن صد دهان

بگسل آن حبلی که حرصست و حسد | یاد کن فی جیدها حبل مسد

حرص کورت کرد و محرومت کند | دیو همچون خویش مرجومت کند

آزرده و خشمناک می شوند ۱۲

۳ مراد از خوان مهتری احکام خدا و رسول باشد ۱۲

۴ قوله بگسل آن یعنی حرص و حسد را بگذار و نظر کن سوی زن ابولهب که بسبب حرص و حسد رسنی در گردن او افتاد و هلاک شد ۱۲

حرص کور و احمق و نادان کند / مرگ را بر احمقان آسان کند

نیست آسان مرگ بر جانِ خران / که ندارند آبِ جانِ جاودان

چون ندارد جانِ جاوید آن شقیست / جرأت او بر اجل از احمقیست

حرص در پیری جهودان را مباد / ای شقی که خداش آن حرص داد

ریخت دندانهای سگ چون پیر شد / ترکِ مردم کرد و سرگین گیر شد

این سگانِ شصت ساله را نگر / هر دمی دندانِ سگشان تیزتر

پیر سگ را ریخت پشم از پوستین / این سگانِ پیر اطلس پوش بین

عشقشان و حرصشان در فرج و زر / دمبدم چون نسلِ سگ بین بیشتر

اینچنین عمری که مایهٔ دوزخست / مر قصابانِ غضب را مسلخست

اژدهای هفت سر دوزخ بود / حرصِ تو دانه‌ست و دوزخ فخ بود

دام را بدران بسوزان دانه را / باز کن درهای نو اینخانه را

آن حریصی عاقبت نادیدنست / بر دل و بر عقلِ خود خندیدنست

هر که را جامه ز عشقش چاک شد / او ز حرص و جمله عیبش پاک شد

حرص و شهوت مرد را احول کند / ز استقامت روح را مبدل کند

هوشیاری آفتاب و حرص یخ / هوشیاری آب و این عالم وسخ

مرغ کو ناخورده است آبِ زلال / اندر آبِ شور دارد پر و بال

درمیانِ چوب گوید کرمِ چوب / مر کرا باشد چو من حلوای خوب

کرم سرگین در میان آن حدث — در جهان نقلی نداند جز خبث

جز بضد ضد را همی نتوان شناخت — چون ببیند زخم بشناسد نواخت

لاجرم دنیا مقدم آمدست — تا بدانی قدر اقلیم الست

چون ازینجا وارهی آنجا روی — در شکرخانه ابد شاکر شوی

گویی آنجا خاک را می‌بیختم — زین جهان پاک می بگریختم

صد حکایت بشنود مدهوش حرص — در نیاید نکته‌ای در گوش حرص

بند بگسل باش آزاد ای پسر — چند باشی بند سیم و بند زر

گر بریزی بحر را در کوزه‌ای — چند گنجد قسمت یک روزه‌ای

کوزهٔ چشم حریصان پر نشد — تا صدف قانع نشد پر در نشد

باب پنجاه و پنجم در قناعت

از قناعت کی تو جان افروختی — از قناعتها تو نام آموختی

گفت پیغمبر قناعت چیست گنج — گنج را تو وانمیدانی ز رنج

چون قناعت را پیمبر گنج گفت — هر کسی را کی رسد گنج نهفت

این قناعت نیست جز گنج روان — تو مزن لاف از غم و رنج روان

به که مفروش و هزاران جان ببین — از قناعت غرق بحر انگبین

از قناعت هیچکس بیجان نشد — وز حریصی هیچکس سلطان نشد

زانکه مرغی کو بترک دانه کرد — دانه از صحرای بی تزویر خورد

۱۴۷ قوله از قناعت کی تو جان افروختی یعنی تو فقط نام قناعت آموختی و مفهوم قناعت را نفهمیدی و بران عمل ننمودی ورنه دولت صبر و قناعت ترا حاصل بشدی ۱۲

چون بریده گشت حلق رزق خوار / یرزقون فرحین شد خوش گوار

هم بدان قانع شد و از دام جست / هیچ دامی پر و بالش را نبست

سائل آن باشد که جان او گداخت / قانع آن باشد که جسم خویش باخت

می روم سوی قناعت دل قوی / تو چرا سوی شناعت می روی

عاقل اندر بیش و نقصان ننگرد / زانکه این هر دو چو سیلی بگذرد

خواه صاف و خواه سیل تیره رو / چون نمی پاید دمی از وی مگو

اندرین عالم هزاران جانور / می زید خوش عیش بی زیر و زبر

شکر میگوید خدارا فاخته / بر درخت و برگ شب ناساخته

حمد میگوید خدارا عندلیب / کاعتماد رزق بر تست ای مجیب

همچنین از پشه گیری تا بپیل / شد عیال الله و حق نعم المعیل

بس کن ای دون همت کوته زبان / تا کیت باشد حیات جاودان

زان نداری میوهٔ مانند بید / کابرو بردی پی نان سفید

زردی رو بهترین رنگهاست / زانکه اندر انتظار آن لقاست

لیک سرخی بر رخی کان لامعست / بهر آن آمد که جانش قانعست

گر ندارد صبر زین نان جان حس / کیمیا را گیر و زر گردان تو مس

جامه شوئی کرد خواهی ای فلان / رو مگردان از محله گازران

قلتی کان از قناعت و ز تقاست / آن ز فقر و قلت دونان جداست

تهیدستی و مفلسی ۱۲

۵۱ یعنی فاخته بر درختی نشسته شکر خدای گوید و فکر قوت شب ندارد ۱۲

۵۲ قوله گر ندارد یعنی اگر نیست قناعت صبر کردن نمی توانی پس ماوی نحاس را بکیمیای صبر زر گردان [illegible] بدست آر یعنی خود را از [illegible] ستوده افعال شو ۱۲

۵۳ قوله قلتی کان از [illegible] ۱۴۸ ب [illegible]

جبه این گر بیابد سر نهد	وان زر گنج و زر بهمت می جهد
این همه غمها که اندر سینهاست	از بخار و گرد و باد و بود ماست
آن غمان بیخ کن چون واس ماست	اینچنین شد و انچنان وسواس ماست
حاش لله طمع من از خلق نیست	از قناعت در دل من عالمیست
از طمع هرگز نخواهم من فسون	این طمع را کرده ام من سرنگون

باب پنجاه و ششم در طمع

صاف خواهی چشم عقل و سمع را	بر دران تو پردهای طمع را
گر ترا زور طمع بودی محال	راست کی گفتی ترا ز وصف حال
هر کرا باشد طمع الکن بود	با طمع کی چشم دل روشن بود
پیش چشم او خیال جاه و زر	همچنان باشد که موی اندر بصر
خواجه در عیبست غرقه تا بگوش	خواجه را مالست و مالش عیب پوش
گر طمع عیبش نه بیند طامعی	گشت وطهار اطمعها جامعی
ور گدا گوید سخن چون زر کان	ره نیابد کاله او در دکان
کور از خلقان طمع دارد ز جهل	من ز تو کر تست هر دشوار سهل

باب پنجاه و هفتم در حسد

وز حسد گیرد ترا در ره گلو	وز حسد ابلیس را باشد غلو
کو ز آدم ننگ دارد از حسد	با سعادت جنگ دارد از حسد

۱۴۹ در بهاران یعنی هر که دیده بصیرت ندارد بسبب جهل و نادانی از مخلوق طمع فلاح دارد و من از تو که حلال مشکلات عالم بوده طمع نجاح و فلاح دارم که هر دشواری از فضل و کرم تو آسان میگردد ۱۲

عقبهٔ زین صعب‌تر در راه نیست ... ای خنک آنکش حسد همراه نیست

این جسد خانهٔ حسد آمد بدان ... کز حسد آلوده باشد خاندان

گر جسد خانهٔ حسد آمد ولیک ... آن جسد را پاک کرد الله نیک

طهرا بیتی بیان پاکیست ... گنج نورست ار طلسم خاکیست

چون کنی بر بی‌حسد مکر و حسد ... زان حسد دل را سیاهیها رسد

خاک شو مردان حق را زیر پا ... خاک بر سر کن حسد را همچو ما

خود حسد نقصان و عیبی دیگرست ... بلکه از جمله کمیها بدترست

هر کسی کو را حسد بینی کند ... خویشتن بی گوش و بی بینی کند

آن ابوجهل از محمد ننگ داشت ... وز حسد خود را ببالا میفراشت

بوالحکم نامش بد و بوجهل شد ... ای بسا اهل از حسد نااهل شد

آن بلیس از ننگ و عار کمتری ... خویش را افکند در صد ابتری

از حسد میخواست تا بالا بود ... خود چه بالا بلکه خون پالا بود

آن شیاطین خود حسود کهنه اند ... یک زمان از رهزنی خالی نیند

یوسفان از مکر اخوان در چهند ... کز حسد یوسف بگرگان میدهند

از حسد بر یوسف مصری چه رفت ... این حسد اندر کمین گرگیست زفت

لاجرم زین گرگ یعقوب حلیم ... داشت بر یوسف همیشه خوف و بیم

گرگ ظاهر گرد یوسف خود نگشت ... این حسد در فعل از گرگان گذشت

هر که را باشد مزاج و طبع سست | او نخواهد هیچکس را تندرست

زانکه هر بدبخت خرمن سوخته | می نخواهد شمع کس افروخته

هین کمالی دست آور تا تو هم | از کمال دیگران نافتی بغم

هر کرا دیدا و کمال از چپ و راست | از حسد قولنجش آمد درد خاست

در نعیم فالیے مال و جسد | چون همی سوزند عامه از حسد

پادشاهان بین که لشکر می کشند | از حسد خویشان خود را می کشند

هان و هان ترک حسد کن با شهان | ورنه ابلیسے شوی اندر جهان

از خدا میخواه دفع این حسد | تا خدایت وارهاند زین حسد

کز حسد وز چشم بد بی هیچ شک | سیر و گردش را بگرداند فلک

پر طاؤس مبین و پای بین | تا که سوء العین نخشاید کمین

که بلغزد کوه از چشم بدان | یزلقونک از نبی برخوان بدان

احمدا چون کوه لغزید از نظر | در میان راه بی گل بی مطر

در عجب درماند کین لغزش ز چیست | من نه پندارم که این حالت تهیست

تا بیامد آیت و آگاه کرد | کان ز چشم بد رسیدست در نبرد

گر بدی غیری تو در دم لاشدی | صید چشم و سخرهٔ افنا شدی

کافران همجنس شیطان آمده | جان شان شاگرد شیطانان شده

صد هزاران خوی بد آموخته | دیده های عقل و دل بردوخته

مهمان

۵۱ با آنکه بر آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم نیز نظر بد اثر کرده بود چنانچه سورهٔ فلق بران شاهد ۱۲

۵۳ مراد از آیت همان آیه وان یکاد الذین کفروا الآیه بوده است ۱۲

۵۴ قوله گر بدی یعنی اگر تو از خاصان خدا نبودی از نظر بد دشمنان فنا شدی ۱۲

کمترین خوشان به زشتی آن حسد | آن حسد که گردن ابلیس زد
زان سگان آموخته صید و حسد | که نخواهد خلق را ملک ابد
وان بنی آدم که عصیان کشته اند | وز حسودی نیز شیطان گشته اند

باب پنجاه و هشتم در عداوت شیطان

طفل جان از شیر شیطان باز کن | بعد از آنش با ملک انباز کن
تا تو تاریک و ملول و تیره‌ٔ | دان که با دیو لعین همشیرهٔ
جان بابا گویدت ابلیس هین | تا بدم بفریبدت دیو لعین
همچنین تلبیس با بابات کرد | آدمی را این سیه‌رخ مات کرد
در گلو ماند خس او سالها | چیست آن خس مهر جاه و مالها
مال مار آمد که در وی زهرهاست | وان قبول و سجدهٔ خلق اژدهاست
مال خس باشد چو هست ای بی ثبات | در گلویت مانع آب حیات
گر برد مالت عدوّ پرفنے | رهزنی را برده باشد رهزنی
هر که دید آن مال جاهش سجده کرد | سجدهٔ افسوسیان را او بخورد
چونکه برگردد از و آن ساجدش | داند او کان زهر بود و موبدش
جان فدا کردن برای صید غیر | کفر مطلق دان و نومیدی ز خیر
چند هنگامه نهی بر راه عام | گام خستی بر نیاید هیچ کام
بیشتر فتنست و هنگامست روز | تو بسجد در صید خلقانی هنوز

کارت این بودست از وقت ولاد
صید مردم کردن از دام وداد

زان شکار و انبهی با دو بود
دست در کن هیچ یابی تار و پود

چون شکار خوک آمد صید عام
رنج بیحد لقمه زو خوردن حرام

پس فرشته وار گشته عرضه دار
بحر تحریک عروق اختیار

وان فرشته خیرها بر رغم دیو
عرضه دارد میکند در دل غریو

میشود ز الهامها و وسوسه
اختیار خیر و شرت ده کسه

وقت تحلیل نماز ای با نمک
زان سلام آورده باید بر ملک

که ز الهام و دعاء خوبتان
اختیار این نمازم شد روان

باز از بعد گنه لعنت کنی
بر بلیس آنرا کز وی مجتنی

این دو صد عرضه کننده در شرار
در حجاب غیب آمد عرضه دار

چونکه پرده غیب برخیزد ز پیش
تو ببینی روی دلالان خویش

در سخنشان واشناسی بی گزند
کان سخن گویان نهان اینها بدند

دیو گوید ای اسیر طبع و تن
عرضه میکردم نکردم زور من

وان فرشته گویدت من گفتمت
که ازین شادی فزون گردد غمت

آن فلان روزت نگفتم من چنان
که از آن سوی است ره سوی جنان

ما محب جان روح افزای تو
ساجدان مخلص بابای تو

این زمان هم خدمت تو می کنیم
سوی مخدومی صلایت میزنیم

آن گروه بابات را بوده عدا	در خطاب اسجدوا کرده ابا
آن گرفتی وان ما انداختی	حق خدمتهای ما نشناختی
این زمان ما را و ایشان را عیان	در نگر بشناس از لحن و بیان
بس عداوتها که آن یاری بود	بس خرابیها که معماری بود
هر که در دنیا خورد تلبیس دیو	وز عدوی دوست رو تعظیم دیو
چونکه ویران کرد چندین عالم او	پس بگفت انی بری منکم
هر که جست از دام شیطان در نماز	رست از قید دو عالم وقت راز
زانکه این شیطان عدو جان تست	وانکه در فکرت ایمان تست
بانگ شیطان گله بان اشقیاست	بانگ سلطان پاسبان اولیاست

باب پنجاه و نهم مدح طاعت

آدمی راهست در هر کار دست	لیک از مقصود این خدمت بدست
ما خلقت الجن و الانس بخوان	جز عبادت نیست مقصود از جهان
ذوق دارد هر کسی در طاعتی	لاجرم نشکیبد از وی ساعتی
ما درین دهلیز قاضی قضا	بهر دعوی الستیم و بلی
که بلی گفتیم آن را ز امتحان	فعل و قول ما شهود است و عیان
این نماز و روزه و حج و جهاد	هم گواهی دادنست از اعتقاد
این زکوة مال و ترک این حسد	هم گواهی دادنست از سر خود

فعل و قول اظهار سرّست و ضمیر — هر دو پیدا میکند سرّ ستیر

بر مصلّی مسجد آمد هم گواه — کو همی آمد بمن از دور راه

این گواهی چیست اظهار نهان — خواه قول و خواه فعل و غیر آن

فعل قول آمد گواهان ضمیر — زین دو بر باطن تو استدلال گیر

تزکیه باید گواهان را بدان — تزکیه اش صدقی که موقوفی بدان

بهر این آورد ما یزدان برون — ما خلقت الانس الا یعبدون

چون تو می بینی که نیکی می کنی — بر حیات و راحتی بر می زنی

چونکه تقصیر و فسادی میرود — آن حیات و ذوق پنهان می شود

دست کورانه بحبل الله بزن — جز بامر و نهی یزدانی متن

چیست حبل الله[51] رها کردن هوا — کین هوا شد صرصری مر عاد را

خلق در زندان نشسته از هواست — مرغ را پرها ببسته از هواست

خشم شحنه شعلهٔ نار از هواست — رفته از مستوریان عار از هواست

لا تطرّق[52] فی هواک سلسبیل — من جناب الله نحو السلسبیل

لا تکن[53] طوع الهوی مثل الحشیش — انّ ظلّ العرش اولی من عریش

گوش سر بربند از هزل و دروغ — تا ببینی شهر جان با فروغ

هیچ وازر[54] وزر غیری بر نداشت — هیچکس ندرود تا چیزی نکاشت

سال بیگه گشت و وقت کشت نی — جز سیه رویی و فعل زشت نی

---

۵۱ [illegible]

۵۲ [illegible]

۵۵ قوله لا تکن یعنی مشو مانند بهوا خاطر مانند گیاه که بتحقیق سایهٔ عرش بهترست از حصیر و عریش خانه باشد که از برگ درختان و گیاه ساخته باشند ۱۲

۵۴ قوله وازر اشاره است بکریمه و لا تزر وازرة [illegible] یعنی بر ندارد هیچ نفس گناه کننده بار گناه نفس دیگر ۱۲

روز بیگه لاشه لنگ و ره دراز
کارگه ویران عمل رفته ز ساز

بیخهای خوی بد محکم شده
قوت برکندن آن کم شده

کرم در زیر درخت تن فتاد
بایدش برکند و بر آتش نهاد

هین و هین ای راه رو بیگاه شد
آفتاب عمر سوی چاه شد

این دو روزک را که زورت هست زود
پرفشانی بکن از راه جود

اینقدر تخمی که ماندستت بباز
تا بروید زین دو دم عمر دراز

تا نمردست این چراغ با گهر
هین فتیلش ساز و روغن زودتر

هین مگو فردا که فرداها گذشت
تا بکلی نگذرد ایام کشت

عمر تو مانند همیان زرست
روز و شب مانند دینار اشمرست

در زمانه مر ترا سه همرهند
آن یکی وافی و آن دو غدرمند

آن یکی یاران و دیگر رخت و مال
وان سوم وافیست آن حسن الفعال

مال ناید با تو بیرون از قصور
یار آید لیک آید تا بگور

چون ترا روز اجل آید به پیش
یار گوید از زبان حال خویش

تا بدینجا بیش همره نیستم
بر سر گورت زمانی بیستم

فعل تو وافیست زو کن ملتحد
که در آید با تو در قعر لحد

پس پیمبر گفت بهر این طریق
با وفاتر از عمل نبود رفیق

گر بود نیکو ابد یارت شود
ور بود بد در لحد مارت شود

حواشی: بیسامان ۱۲ — ای شام ۱۲ — خر ۱۲ — یعنی مرکب ضعیف ۱۲ — ای آگاه باش ۱۲ — ای شام ۱۲ — ای محنت و ریاضت ۱۲ — رہند — یعنی از دغا ۱۲ — پیچیدہ ۱۲ — ای یار مدامی ۱۲

قوله تا نمردست یعنی هنوز که روح از جسم مفارقت نکردست در اعمال حسنه کوشش کن و زاد آخرت بهم رسان ۱۲

قوله عمر تو یعنی عمر انسان مانند زرست و روز و شب بمنزله شمار کننده زر پس چنانکه زر را در همیان نگاه میدارند همچنان باید که عمر خود را از تضییع نگاه دارد [illegible]

۱۵۶ [illegible]

قوله در زمانه [illegible]

عاشقانت در پس پرده کرم / بهر تو نعره زنان بین دمبدم

عاشق آن عاشقان غیب باش / عاشقان پنجروزه کم تراش

که بخوردندت بخدعه جذبهٔ / سالها زیشان ندیدی حبهٔ

وقت صحت باتو یارند و حریف / وقت درد و غم بجز حق کو الیف

وقت درد چشم و دندان هیچکس / دست تو گیرد بجز فریادرس

پس همان درد و مرض را یاد دار / چون ایاز آن پوستین کن اعتبار

در تمام کارها چندین مکوش / جز بکاری که بود در دین بکوش

عاقبت تو رفت خواهی ناتمام / کارهایت ابتر و نانت تو خام

وان عمارت کردن گور و لحد / نی بسنگست و بچوب و نی لبد

بلکه خود را در صفا گوری کنی / در منی او کنی دفن منی

خاک او گردی و مدفون غمش / تا دمت یابد مددها از دمش

گورخانه قبها و کنگره / نبود از اصحاب معنی آن سره

از برون بر ظاهرش نقش و نگار / وز درون اندیشهای زارزار

همچو گور کافران بیرون حلل / اندرون قهر خدا عز و جل

حق همی گوید چه آوردی مرا / اندرین مهلت که من دادم ترا

عمر خود را در چه پایان بردهٔ / قوت و قوت در چه فانی کردهٔ

گوهر دیده کجا فرسودهٔ / پنج حس را در کجا پالودهٔ

گاه گاه آنرا ببیند تا که حال اصلی خود را فراموش نکند ۱۲

چشم و گوش و هوش و گوهرهای عرش
خرج کردی چه خریدی تو ز فرش

دست و پا دادیم چون بیل و کلند
من نه بخشیدم ز خود آن کی شدند

آن مکن که هست مختار نبی
وان مکن که کرد مجنون و صبی

باب شصتم در مذمت معصیت

هر روش هر ره که آن محمود نیست
عقبهٔ و مانع و رهزنیست

بس کسان کایشان ز طاعت گم
دل برضوان و ثواب آن نهند

توبه نندیشد وگر شیرین شود
بر دلش آن جرم تا بی‌دین شود

آن پشیمانی و یارب رفت ازو
شست بر آیینه زنگ پنج تو

آهنش را زنگها خوردن گرفت
گوهرش را زنگ کم کردن گرفت

خود حقیقت معصیت باشد خفی
بس کدرکان را تو پنداری صفی

چون ز دستت زخم بر مظلوم رفت
آن درختی گشت ازو زقوم رست

چون ز خشم آتش تو در دلها زدی
مایهٔ نار جهنم آمدی

آن سخنهای چو مار و کژدمت
مار و کژدم گشت می‌گیرد دمت

پیشه‌ها و خلقها همچون جهیز
سوی خصم آیند روز رستخیز

گرچه دیوار افگند سایه دراز
بازگردد سوی او آن سایه باز

این جهان کوهست و فعل ما ندا
سوی ما آید نداها را صدا

حمله بر خود می‌کنی ای ساده مرد
همچو آن شیری که بر خود حمله کرد

اشارتست بقصهٔ شیر و روباه ۱۲

قوله توبه یعنی کسانیکه عبادت معبود حقیقی را گذاشته در معصیت افتاده‌اند و از گناهان توبه نمی‌کنند آن معاصی در دل آنها چنان لذیذ بوده‌اند که ترک آنها بر ایشان بغایت دشواری نماید و روز بروز تیرگی دل می‌افزاید ۱۲

قوله پیشها یعنی اعمال و افعال انسان

ای زره پر بخود دان تو ذو الفقار | بر تن خود میزنی تو هوشدار
هر کرا او بنهاد ناخوش سنتی | سوی او نفرین رود هر ساعتی
نیکوان رفتند و سنتها بماند | واز لئیمان ظلم و لعنتها بماند
تا قیامت هر که جنس آن بدان | در وجود آید بود رویش بدان
بر کنار بامی ای مست مدام | پست بنشین یا فرود آ والسلام
هر زمانی که شدی تو کامران | آن دم خوش را کنار بام دان
سیرتی کان در وجودت غالبست | هم بران تصویر حشرت واجبست
روز محشر هر نهان پیدا شود | هم ز خود هر مجرمی رسوا شود
دست و پا بدهد گواهی با بیان | بر فساد او به پیش مستعان
دست گوید من چنین دزدیده ام | لب بگوید من چنین بوسیده ام
پای گوید من شدستم تا منی | فرج گوید من بکردستم زنی
چشم گوید کرده ام غمزه حرام | گوش گوید چیده ام سوء الکلام
گر همی خواهی سلامت از ضرر | چشم ز اول بند و پایان را نگر
اینچنین مشکین که زلف یار ماست | چونکه بی عقلیم این زنجیر پاست
حلم حق گرچه مواساها کند | لیک چون از حد بشد رسوا کند
اینچنین نخلی که لطف یار ماست | چونکه ما دزدیم نخلش دار ماست
اینچنین لطفی چو نیلی میرود | چونکه فرعونیم جوی خون شود

۱۵۹ قوله حلم حق یعنی اگرچه ذات پاک جناب باریتعالی غفور و رحیم ست لاکن چون انسان در ارتکاب معصیت از حد گذشت سزای او لا جرم افتاد ۱۲

میکند او چشم پایان بین اد — که نگهدارند تن را از فساد

هر که او عصیان کند شیطان شود — کو حسود دولت نیکان شود

دیو سوی آدمی شد بهر شر — سوی تو ناید که از دیوی بتر

تا تو بودی آدمی دیو از پیت — میدوید و میچشانید او میت

چون شدی در خوی دیوی استوار — میگریزد از تو دیو نابکار

بهر خفتن کی توان برداشتن — با چنین صد تخم غفلت کاشتن

خواب مرده لقمه مرده یار شد — خواجه خفت و روز و شب در کار شد

آنکه شخصم خار کارد در جهان — هان و هان او را مجو در گلستان

گر گلی گیرد بکفت خاری شود — ور سوی یاری روی ماری شود

کیمیای زهر باشد آن شقی — بر خلاف کیمیای متقی

باب شصت و یکم در عدل و ظلم

عدل چه بود آب ده اشجار را — ظلم چه بود آب دادن خار را

عدل وضع نعمتی بر موضعش — نی بهر بیخی که باشد آب کش

ظلم چه بود وضع در ناموضعی — که نباشد جز بلا را منبعی

ظلم آری مدبری جف القلم — عدل آری برخوری جف القلم

این جفا را هم جفا جف القلم — وان وفا را هم وفا جف القلم

فضل گشت این قصه‌های مبهمم — این بود معنی قد جف القلم

ای دریده پوستین یوسفان
گر بدرد گرگ آن از خویش دان

ای که تو از جاه ظلمی میکنی
از برای خویش چاهی می کنی

این ندای کز پیٔ چه چه کنی
همدران چه عاقبت خود افگنی

گرد خود چون کرم پیله بر متن
بهر خود چه میکنی اندازه کن

چاه مظلم گشت ظلم ظالمان
اینچنین گفتند جمله عالمان

هر که ظالم تر چهش با هول تر
عدل فرمودست بدتر را بتر

ای زننده بی گناهان را قفا
در قفای خود نمی بینی چرا

مر ضعیفان را تو بی خصمی مدان
از نبی اذا جاء نصر الله بخوان

گر تو پیلی خصم تو از تو رمید
نک جزا طیرا ابابیلت رسید

آنکه از پنجه بسی سرها بکوفت
همچو خس جاروب مرگش پاک رفت

هست دنیا قهر خانهٔ کردگار
قهر بین چون قهر کردی اختیار

تو مرا چون برّه دیدی بی شبان
تو گمان بردی ندارم پاسبان

کی کم از برّه کم از بزغاله ام
که نباشد حارسی از دنباله ام

حارسی دارم که ملکش می سزد
داند او بادی که بر من می وزد

سرد بود آن باد یا گرم آن حکیم
نیست غافل نیست غایب ای سقیم

گر ضعیفی در زمین خواهد امان
غلغل افتد در سپاه آسمان

گر بنالد آسمان گریان شود
ور بگرید چرخ یارب خوان شود

تا ولی مرد خدا نامد بدرد ‌‌ — ‌‌ هیچ قومی را خدا رسوا نکرد

صد هزاران شهر را خشم شهان ‌‌ — ‌‌ سرنگون کردست ای بدگمان

خشم مردان خشک گرداند سحاب ‌‌ — ‌‌ خشم دلها کرد عالمها خراب

خشم و کبر و ظلم تو اندر باد ‌‌ — ‌‌ فضل و عقل تو زما کوتاه باد

گرچه خوی آن عوان هست ای خدا ‌‌ — ‌‌ که همه خلق را خواهد بلا

سگ همه را حمله بر مسکین کند ‌‌ — ‌‌ تا تواند زخم بر مسکین زند

گر خبر آید که شه جنگی نهاد ‌‌ — ‌‌ بر مسلمانان شود او زفت شاد

ور خبر آید که شه رحمت نمود ‌‌ — ‌‌ از مسلمانان فگند آن را بجود

ماتمی در جان او افتد ازان ‌‌ — ‌‌ صد چنین او پیرها دارد عوان

این عوان در حق غیری سود شد ‌‌ — ‌‌ لیک اندر حق خود مردود شد

رحم ایمانی ازو بریده شد ‌‌ — ‌‌ کین شیطانی برو پیچیده شد

هر که را خوی نکو باشد برست ‌‌ — ‌‌ هر کسی کو شیشه دل باشد شکست

باب شصت و دوم در حسن خلق

من ندیدم در جهان جستجو ‌‌ — ‌‌ هیچ اهلیت به از خوی نکو

ور عدو باشد همین احسان نکوست ‌‌ — ‌‌ که باحسان بس عدو گشتست دوست

ور نگردد دوست کینش کم شود ‌‌ — ‌‌ زانکه احسان کینه را مرهم شود

تو هم از دشمن چو کینه می کشی ‌‌ — ‌‌ ای زبونش غلط در هر کشی

آن عداوت اندر و عکس حقست / کز صفات قهر آنجا مشتقست

وان گنه در تو ز عکس جرم تست / باید آن خواری ز طبع خویش شست

خلق زشتت اندر و رویت نمود / که ترا او صفحهٔ آئینه بود

چونکه قبح خویش دیدی ای حسن / اندر آئینه بر آئینه مزن

در پی خوش باش و با خوش خوش نشین / خو پذیری گل و روغن ببین

درگذر از فضل و ز جلدی و فن / کار خدمت دارد و خلق حسن

پس بد انگه صورت خوب و نکو / با خصال بد نیرزد یک تسو

ور بود صورت حقیر و ناپذیر / چون بود خلقش نکو در پاش میر

صورت ظاهر فنا گردد بدان / عالم معنی بماند جاودان

چند بازی عشق با نقش سبو / بگذر از نقش سبو و آب جو

صورتش دیدی ز معنی غافلی / از صدف دُر را گزین گر عاقلی

بارها از خوی بد خسته شدی / حس نداری سخت بیحس آمدی

خاربن دان هر یکی خوی بدت / بارها در پای خار آخر زدت

تو به گلبن وصل کن این خار را / وصل کن با نار نور یار را

تا که نور او کشد نار ترا / وصل او گلشن کند خار ترا

باب شصت و سوم در سخا

لب ببند و کف پر از زر برگشا / بخل تن بگذار و پیش آور سخا

ترکِ شهوتها و لذتها سخاست | هر که در شهوت فرو شد برنخاست

این سخا شاخیست از سروِ بهشت | وای او کز کف چنین شاخی بهشت

می برد شاخِ سخا ای خوب کیش | مر ترا بالا کشان تا اصلِ خویش

آن فتوت بخششِ بی علتست | پاکبازی خارجِ هر ملت است

گفت پیغمبر که دایم بهرِ پند | دو فرشته خوش منادی می‌کنند

کای خدا یا منفقان را سیر دار | هر درمشان را عوض ده صد هزار

کای خدا یا ممسکان را در جهان | تو مده الا زیان اندر زیان

گر نماند از جود در دست تو مال | کی کند فضلِ الهت پایمال

هر که کارد گردد انبارش تهی[۵۱] | لیکش اندر مزرعه باشد بهی

وانکه در انبار ماند و صرفه کرد | اشپش و موش و حوادث پاک خورد

غلِّ بخل از دست و گردن دور کن | بختِ نو دریاب از چرخِ کهن

باب شصت و چهارم در ادب

از ادب پرنور گشتست این فلک | از ادب معصوم و پاک آمد ملک

از خدا جوییم توفیقِ ادب | بی ادب محروم گشت از لطفِ رب

بی ادب تنها نه خود را داشت بد | بلکه آتش در همه آفاق زد

مائده از آسمان در میرسید | بی شری و بیع و بی گفت و شنید

درمیانِ قومِ موسی چند کس[۵۲] | بی ادب گفتند کو سیر و عدس

۵۱ قوله هر که کارد تشبیه است بحال صرف کننده مال در راه خدا هر گاه کشاورز غله خود را در زمین می اندازد انبار غله اش تهی میگردد و هرگاه زراعت تیار شد آن وقت صد حصه از اصل غله زائد بار حاصل می شود و کسی که بخوف کمی در یافتن غله انبار بخل کرد در ... آن مال و [illegible]

۵۲ قوله درمیان قوم موسی [illegible] اشاره است بقصه قوم موسی علیه السلام که [illegible] طعام خواستند [illegible] سیر و عدس [illegible]

منقطع شد نان و خوان از آسمان — ماند رنج زرع و بیل و داس مان

زان گدا رویان نادیده ز آز — آن در رحمت برایشان شد فراز

هرچه آید بر تو از ظلمات و غم — آن ز بی باکی و گستاخیست هم

این همه غمها که اندر سینه هاست — از بخار و گرد باد و بود ماست

بد ز گستاخی کسوف آفتاب — شد عزازیلی ز جرأت رد باب

هرکه بیباکی کند در راه دوست — رهزن مردان شد و نامرد اوست

هین مرو گستاخ در دشت بلا — هین مرو کورانه اندر کربلا

آن گروهی کز ادب بگریختند — آب مردی و آب مردان ریختند

ای تواضع برده پیش ابلهان — ای تکبر کرده تو پیش شهان

گرچه شه با تو نشیند بر زمین — خویش را بشناس و نیکوتر نشین

آن تکبر بر خسان خوبست و چست — هین مرو معکوس عکسش بند تست

ما کسیم اندر جهان پیچ پیچ — چون الف او خود ندارد هیچ هیچ

پیچ دیگر بر چنین پیچی منه — نام دولت بر چنین پیچی منه

بشنو این پند از حکیم غزنوی — تا بیابی در تن کهنه نوی

ناز را رویی بباید همچو ورد — چون نداری گرد بدخویی مگرد

زشت باشد روی نازیبا و ناز — سخت باشد چشم نابینا و باز

پیش یوسف نازش و خوبی مکن — جز نیاز و آه یعقوبی مکن

معنیِ مردن ز طوطی بُد نیاز — در نیاز و فقر خود را مرده ساز

تا دمِ عیسی ترا زنده کند — همچو خویشت خوب و فرخنده کند

از بهاران کی شود سرسبز سنگ — خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

سالها تو سنگ بودی دلخراش — آزمون را یک زمانی خاک باش

دل نگهدارید ای بیحاصلان — در حضورِ حضرتِ صاحبدلان

پیشِ اهلِ دل ادب بر باطنست — زانکه دلشان بر سرائر فاطنست

همچنان که گفت آن یارِ رسول — چون نبی برخواندی بر ما فصول

آن رسولِ مجتبی وقتِ نثار — خواستی از ما حضور و صد وقار

آنچنان که بر سرت مرغی بود — کز فواتش جانِ تو لرزان شود

تو نیاری هیچ جنبیدن ز جا — تا نگیرد مرغِ خوبِ تو هوا

دم نیاری زد ببندی سرفه را — تا نباید که بپرّد آن هما

ور کست شیرین بگوید یا ترش — بر لب انگشتی نهی یعنی خمش

حیرتِ آن مرغ خاموشت کند — بر نهد سر دیگ و پر جوشت کند

جز خضوع و بندگی و اضطرار — اندر این حضرت ندارد اعتبار

پیشِ بینایان کنی ترکِ ادب — نارِ دوزخ را از آن گشتی حطب

حق چو سیما را معرّف خوانده است — چشمِ عارف سوی سیما مانده است

گفت سیماهم وجوهٌ کردگار — که بود غمّاز باران سبزه‌زار

باب شصت و پنجم در کبر و عجب

چند حرف طمطراق و کار و بار — کار و بار خود ببین و شرم دار

کبر زشت و از گدایان زشت تر — روز سرد و برف آنگه جامه تر

چند دعوی و دم باد و بروت — ای ترا خانه چو بیت العنکبوت

خلق را طاق و طرم عاریتست — امر را طاق و طرم ماهیتست

از پی طاق و طرم خواری کشند — بر امید عز در خواری خوشند

بر امید عز ده روزه خدوک — گردن خود کرده اند از غم چو دوک

ابتدای کبر و کین از شهوتست — راسخی شهوتت از عادتست

چون ز عادت گشت محکم خوی بد — خشمش آید بر کسی کت وا کشد

بت پرستان چونکه خو با بت کنند — مانعان راه بت را دشمنند

چون خلاف خوی تو گوید کسی — کینها خیزد ترا با او بسی

که مرا از خوی من بر می کند — خویش را بر من پیر و سرور میکند

تو بدان فخر آوری کز ترس و بند — چاپلوست گرد مردم روز چند

هر کرا مردم سجودی می کنند — زهر اندر جان او می آگنند

آن تکبر زهر قاتل دان که هست — از می پر زهر شد آن گیج مست

چون می پر زهر نوشد مدبری — از طرب یکدم بجنباند سری

بعد یکدم زهر بر جانش فتد — زهر در جانش کند داد و ستد

ای خنک آنرا که ذلت نفسه ‌ ‌ ‌ وای آن کز سرکشی شد خوی او

نردبان خلق این ما و منیست ‌ ‌ ‌ عاقبت زین نردبان افتاد نیست

هرکه بالاتر رود ابله ترست ‌ ‌ ‌ کاستخوان او بتر خواهد شکست

این فروعست و اصولش آن بود ‌ ‌ ‌ که ترفع شرکت یزدان بود

حد خود بشناس و در بالا مپر ‌ ‌ ‌ تا نیفتی در نشیب شور و شر

مؤمنان آئینهٔ همدیگرند ‌ ‌ ‌ این خبر را هم پیمبر آورند

ای بدیده عکس بد در روی عم ‌ ‌ ‌ بد نه عمست آن توئی از خود مرم

خانه روزن ساختی شیشه کبود ‌ ‌ ‌ نور خورشیدی کبودت می نمود

گر نه کوری این کبودی دان ز خویش ‌ ‌ ‌ خویش را گو بد مگو کس را تو بیش

ای خنک جانی که عیب خویش دید ‌ ‌ ‌ هرکه عیبی گفت آن بر خود خرید

زاغ گر زشتی خود بشناختی ‌ ‌ ‌ همچو برف از درد و غم بگداختی

ذلت آدم ز اشکم بود و باه ‌ ‌ ‌ وان ابلیس از تکبر بود و جاه

لاجرم او زود استغفار کرد ‌ ‌ ‌ وان لعین از توبه استکبار کرد

خود چه باشد پیش نور مستقر ‌ ‌ ‌ کر و فر افتخار بوالبشر

گوشت پاره آلت گویای او ‌ ‌ ‌ پیه پاره منظر بینای او

مسمع او آن دو پاره استخوان ‌ ‌ ‌ مدرکش دو قطره خون یعنی جنان

از منی بودی منی را واگذار ‌ ‌ ‌ ای ایاز آن پوستین را یاد دار

گر کنی واز قدر آگنده | طمطراقی در جهان افگنده
باد را بشکن که بس قلتبست | پیش ازان کت بشکند او همچو عاد
عاد را آن باد ز استکبار بود | یار خود پنداشتند اغیار بود
کبر زان جوید همیشه جاه و مال | که ز سرگینست گلخن را کمال
مال چون مارست و آن جاه اژدها | سایهٔ مردان زمرد این دو را
زان زمرد مار را دیده جهد | کور گردد مار و ره رو وا رهد
خواجه بازآ از منی واز سری | سروری جو کم طلب کن سروری

باب شصت و ششم در آفت ریاست

آنچه منصب میکند با جاهلان | از فضیحت کی کند صد ارسلان
حرص بد بکیاست این بیجاه تا | حرص و شهوت یار منصب ادها
حرص بد از شهوت حلقست و فرج | در ریاست بیست چند انش درج
حرص خلق و فرج هم از بد رگیست | لیک منصب نیست آن شنگینیست
بیخ و شاخ این ریاست را اگر | باز گویم دفتری باید دگر
مال و منصب تا کسی آرد بدست | طالب رسوائی خویش او شدست
یا کند بخل و عطا ها کم دهد | یا سخا آرد بنا موضع نهد
حکم چون در دست گمراهی فتاد | جاه پندارید و در چاه او فتاد
احمقان سرور شدستند و زبیم | عاقلان سرها کشیده در گلیم

۵۳ قوله احمقان یعنی کسانیکه درین دار ناپایدار سروری و حکومت حاصل کردند در حقیقت احمق اند که از روز حساب بیخوف شدند و کسانیکه ترک هوا و هوس دنیوی نموده خاموش و گوشه نشین گردیدند عاقل اند که از محاسبهٔ روز جزا نجات یافتند ۱۲

آنخداوندی که نبود در استین — مر ورا نی دست دان نی آستین

آنخداوندیکه در دیده بود — بیدل و بیجان و بی دیده بود

آنخداوندی که داوندت عوام — باز بستانند از تو همچو وام

ده خداوندی تو عاریت بحق — تا خداوندیت بخشد متفق

مهتری نفطست و آتش ای عنوی — ای برادر چون بر آذر میروی

هرچه او هموار باشد باز بین — تیرها را کی هدف گردد ببین

هرکجا خواهد خدا او وزخ کند — اوج را بر مرغ دو دام و فخ کند

هم ز دندانت برارد دردها — تا بگوئی دوزخست و اژدها

یا کند آب دهانت را عسل — که بگوئی این بهشتست و حلل

از بن دندان بر ویاند شکر — تا بدانی قدرت حکم قدر

پس بدندان بیگناهان را مگز — فکر کن از ضربت نامحترز

شیطنت گردن کشی بد در لغت — مستحق لعنت آمد این صفت

صد خورنده گنجد اندر گرد خوان — دو ریاست می نگنجد در جهان

آن شنیدستی که الملک عقیم — قطع خویشی کرد ملکت جو ز بیم

که عقیمست و ورا فرزند نیست — همچو آتش با کسش پیوند نیست

هرچه یابد او بسوزد بر درد — چون نیابد هیچ خود را میخورد

هیچ شو واره تو از دندان او — رحم کم جو از دل سندان او

چونکه گشتی هیچ از سندان مترس — هر صباح از فقر مطلق گیر درس

هست الوهیت ردای ذوالجلال — هرکه در پوشد برو گردد وبال

منصبی کانم ز رویت محجبست — عین معزولیست نامش منصبست

تاج از آن اوست و زان ما کمر — وای او کز حد خود دارد گذر

فتنه تست این پر طاوسیت — کاشتراکت باید و قدوسیت

خویش را عریان کن از فضل و فضول — تا کند هر دم ترا رحمت نزول

زیرکی ضد شکستست و نیاز — زیرکی بگذار و با گولی بساز

بیشتر اصحاب جنت ابلهند — تا ز شر فیلسوفی وارهند

بار خود بر کس منه بر خویش نه — سروری را کم طلب درویش به

چونکه کرد ابلیس خو با سروری — دید آدم را بتحقیر از خری

سروری چون شد دماغت را ندیم — هرکه بشکستت شود خصم قدیم

شاه را باید که باشد خوی رب — رحمت او سبق دارد بر غضب

باب شصت و هفتم در رحم و شفقت

سبق رحمت بر غضب هست ای فتا — لطف غالب بود در وصف خدا

بندگان دارند لابد خوی او — مشکهاشان پر ز آب جوی او

آن رسول حق قلاوز سلوک — گفت الناس علی دین الملوک

بی غضب غالب بود مانند دیو — بی ضرورت چون کند از بهر ریو

نی حلیمی مخنث وار نیز — که شود زن روسپی زان کنیز

خیر کن با خلق بهر ایزدت — تا بیابی راحت جان خودت

آنکه سرها بشکند او از علو — رحم حق و خلق ناید سوی او

عتو

بر بدیهای بدان رحمت کنید — بر منی و خویش بین لعنت کنید

هین مبادا غیرت آید از کمین — سرنگون افتند در قعر زمین

بر همه کفار ما را رحمت ست — گرچه جان جمله کافر نعمت ست

بر سگانم رحمت و بخشایش ست — که چرا از سنگهاشان مالش ست

آن سگی که می گزد گویم دعا — که ازین خو وا رهانش ای خدا

این سگان را هم دران اندیشه دار — که نباشد از خلائق سنگسار

زان بیاورد اولیا را بر زمین — تا کندشان رحمة للعالمین

گفت پیغمبر که رحم آرید بر — حال من کان غنیا فافتقر

والذی کان عزیزا فاحتقر — او ضعیفا عالما بین المضر

گفت پیغمبر که با این سه گروه — رحم آرید ار ز سنگید و ز کوه

آنکه او بعد عزیزی خوار شد — وان توانگر هم که بی دینار شد

وان سوم آن عالمی اندر جهان — مبتلا گردد میان جاهلان

زانکه از عزت بخواری آمدن — همچو قطع عضو باشد از بدن

گفت پیغمبر که زن بر عاقلان — غالب آید سخت بر صاحبدلان

رونده

باز بر زن جاهلان چیره شوند | زانکه ایشان تند و بس خیره شوند

کم شود شان رقت و لطف و وداد | زانکه حیوانیست غالب بر نهاد

مهر و رقت وصف انسانی بود | خشم و شهوت وصف حیوانی بود

ستر کن تا بر تو ستاری کنند | تا به تلخی ایمنی بر کس مخند

آنچه بر تو خواه آن باشد پسند | بر دگرکس آن کن از رنج و گزند

گرچه صرصر بس درختان میکند | با گیاه تر وی احسان میکند

دست دا دستت خدا کاری بکن | مکسبی کن یاری یاری بکن

زانکه جمله کسب ناید از یکی | هم درودگر هم سقا هم حائکی

هین بانبازیست عالم برقرار | هر کسی کاری گزینند ز افتقار

هر کسی در مکسبی پا می نهد | یاری یاران دیگر می دهد

هر درونی که خیال اندیش شد | چون دلیل آری خیالش بیش شد

چون سخن در وی رود علت شود | تیغ غازی دزد را آلت شود

پس جواب او سکوتست و سکون | هست با ابله سخن گفتن جنون

آن خیال و وهم بد چون شد پدید | صد هزاران یار را از هم برید

عالم وهم و خیال و طمع و بیم | هست رهرو را یکی بند عظیم

ظن نیکو بر بر اخوان صفا | گرچه آید ظاهر از ایشان جفا

هین ز بد نامان نباید ننگ داشت | گوش بر اسرار شان باید گماشت

خاکساران جهان باشند که بظاهر خوار و ذلیل نمایند پس باید که نظر بر اسرار یعنی باطن ایشان

مشفقی گر کرد جور از امتحان ‌‌ ‌ عقل باید کو نباشد بدگمان
بلکه کوه و سنگ و آب و خاک را ‌ ‌ هست واگشت نهانی با خدا
هیچ کافر را بخواری منگرید ‌ ‌ که مسلمان مردنش باشد امید
چه خبر داری ز ختم کار او ‌ ‌ که بگردانی ازو یکباره رو
در میان بحر اگر بنشسته ام ‌ ‌ طمع در آب سبو هم بسته ام
زور را بگذار و زاری را بگیر ‌ ‌ رحم سوی زاری آید ای فقیر

باب شصت و هشتم در تضرع و بکا

چون خدا خواهد که مان یاری کند ‌ ‌ میل ما را جانب زاری کند
داغ دل آور که در میدان درد ‌ ‌ اهل دل از داغ بشناسند مرد
ای خنک چشمی که آن گریان اوست ‌ ‌ وی همایون دل که آن بریان اوست
آخر هر گریه آخر خنده ایست ‌ ‌ مرد آخر بین مبارک بنده ایست
ای خنک آن کو نکوکاری گرفت ‌ ‌ زور را بگذاشت او زاری گرفت
هر کجا آب روان خضرت بود ‌ ‌ هر کجا اشک روان رحمت بود
زانکه آدم زان عتاب از اشک رست ‌ ‌ اشک تر باشد دم توبه پرست
بهر گریه آدم آمد بر زمین ‌ ‌ تا بود گریان و نالان و حزین
آدم از فردوس و از بالای هفت ‌ ‌ پای ماچان از برای عذر رفت
گر ز پشت آدمی وز صلب او ‌ ‌ در طلب می باش هم در طلب او

ز آتشِ دل و آبِ دیده نقل ساز — بوستان از ابر و خورشید ست تاز

تو چه دانی ذوقِ آبِ دیدگان — عاشقِ نانی تو چون نادیدگان

گر تو این انبان ز نان خالی کنی — پر ز گوهرهای اجلالی کنی

اشک کان از بهرِ او بارند خلق — گوهرست و اشک پندارند خلق

نالم آنرا نالها خوش آیدش — از دو عالم ناله و غم بایدش

هر که باشد شاه دردش را دوا — گر چو نی نالد نباشد بینوا

چون تضرع را برِ حق قدرهاست — وان بها کانجاست زاری را کجاست

هین امید اکنون میان را چست بند — خیز ای گرینده و دایم بخند

که برابر می‌کند شاهِ مجید — اشک را در وزن با خونِ شهید

اشک می‌بار و همی سوز از طلب — همچو شمعِ سر بریده جمله شب

تا نگرید کودکِ حلوا فروش — بحرِ بخشایش نمی‌آید بجوش

چون بگرید او بجوشد رحمتم — آن خروشنده بنوشد نعمتم

رحمتم موقوفِ آن خوش گریه‌هاست — چون گریست از بحرِ رحمت موج خاست

ز امرِ حق وابکوا کثیرا خوانده — چون سرِ بریان چه خندان مانده

گفت فلیبکوا کثیرا گوش دار — تا بریزد شیرِ فضلِ کردگار

ذوقِ خنده دیده‌ای ای خیره خند — ذوقِ گریه بین که هست آن کانِ قند

روشنیِ خانه باشی همچو شمع — گر فرو باری تو همچون شمع دمع

نهد

۵۳ قوله که برابر می‌کند در حدیث شریف آمده است که چنانچه اشک گریه کنندگان را در روز حساب با خون شهیدان برابر خواهند کرد و ازین جا ثابت شد که اجر گریستن با اجر جهاد برابر است ۱۲

۵۴ قوله ز امر حق یعنی در قرآن مجید می‌فرماید که فلیبکوا کثیرا و باید که گریه بسیار [illegible] ۱۲

چون جهنم گریه آرد یاد آن / پس جهنم خوشتر آید از جنان

خنده‌ها در گریه‌ها آمد کتیم / گنج در ویرانه‌ها جو ای سلیم

تو که یوسف نیستی یعقوب باش / همچو او با گریه و آشوب باش

اشک خواهی رحم کن بر اشکبار / رحم خواهی بر ضعیفان رحم آر

پس بدان این اصل را ای اصل‌جو / هر کرا دردیست او بردست گو

هر کجا دردی دوا آنجا رود / هر کجا پستیست آب آنجا رود

هر که او بیدارتر پر دردتر / هر که او آگاه‌تر رخ زردتر

ای دریغا اشک من دریا بدی / تا نثار دلبر زیبا بدی

دیده را بر دیگران نوحه‌گری / مدتی بنشین و بر خود می‌گری

ز ابر گریان شاخ سبز و تر شود / زانکه شمع از گریه روشن‌تر شود

گر نباشد برق دل و ابر دو چشم / کی نشیند آتش تهدید و خشم

کی بروید سبزهٔ ذوق وصال / کی بجوشد چشمه‌ها ز آب زلال

کی گلستان راز گوید با چمن / کی بنفشه عهد بندد با سمن

کی چناری کف گشاید در دعا / کی درختی سر فشاند در هوا

کی شکوفه آستین پر نثار / بر فشاندن گیرد ایام بهار

کی فروزد لاله را رخ همچو خون / کی گل از کیسه برآرد زر برون

زاری و گریه عجب سرمایه است / رحمت کلی قوی‌تر دایه است

۵۲ قوله چون جهنم یعنی یاد عذاب دوزخ باعث گریه و یاد نعیم بهشت موجب حرص است پس یاد جهنم از یاد بهشت خوشتر آید گریه کنندگان را ۱۲

۵۳ قوله تو که یوسف از یوسف معشوق مراد و یعقوب عاشق است یعنی تو که صفت معشوق بودن نداری پس باید که عاشق باشی و مثل عاشقان در گریه و زاری بسر کنی ۱۲

گفت او دعوا اللهی بیزاری مباش ‌ ‌ ‌ تا بجوشد شیرهای مهرهاش

دعوت زاریست روزی پنج بار ‌ ‌ ‌ بنده را که در نماز آر و بزار

نعرهٔ موذن که حی علی الفلاح ‌ ‌ ‌ وان فلاح این زاریست و اقتراح

تا نگرید ابر کی خندد چمن ‌ ‌ ‌ تا نگرید طفل کی جوشد لبن

طفل یکروزه همیداند طریق ‌ ‌ ‌ که بگریم تا رسد دایهٔ شفیق

تو نمیدانی که دایهٔ دایگان ‌ ‌ ‌ کم دهد بی گریه شیر او رایگان

گریهٔ ابرست و سوز آفتاب ‌ ‌ ‌ استن دنیا همین دو رشته تاب

گر نبودی سوز مهر و اشک ابر ‌ ‌ ‌ کی شدی اجسام با زفت و سطبر

کی بدی معمور این هر چار فصل ‌ ‌ ‌ گر نبودی این تف و این گریه اصل

آفتاب عقل را در سوز دار ‌ ‌ ‌ چشم را چون ابر اشک افروز دار

گریهٔ با صدق بر جانها زند ‌ ‌ ‌ تا که چرخ و عرش را گریان کنند

حکایت

زاهدی را گفت یاری در عمل ‌ ‌ ‌ کم گری تا چشم را ناید خلل

گفت زاهد از دو بیرون نیست حال ‌ ‌ ‌ چشم بیند یا نبیند آن جمال

گر ببیند نور حق خود چه غمست ‌ ‌ ‌ در وصال حق دو دیده کی کمست

ور نخواهد دید حق را گو برو ‌ ‌ ‌ اینچنین چشم شقی گو کور شو

غم مخور از دیدگان عیسی تراست ‌ ‌ ‌ چپ مرو تا بخشدت دو چشم راست

باب شصت و نهم در دعا

گر نداری تو دم خوش در دعا / رو دعا میخواه ز اخوان صفا

آرزو میخواه لیک اندازه خواه / برنتابد کوه را یک برگ کاه

در حدیث آمد که مومن در دعا / چون امان خواهد ز دوزخ از خدا

دوزخ از وی هم امان خواهد بجان / که خدا یا دور دارم از فلان

دوزخ از مومن گریزد آنچنان / که گریزد مومن از دوزخ بجان

زانکه گوید دوزخ ای مومن تو زود / برگذر که نور تو نارم ربود

آمین آباد است این راه نیاز / ترکتازش گیر و با آن ره بساز

ای اخی دست از دعا کردن مدار / با اجابت یا رد اویت چه کار

هر که را دل پاک شد ز اعتزال / آن دعایش میرود تا ذوالجلال

پس بهیز احاجت ای محتاج زود / تا بجوشد در کرم دریای جود

آن چنان کن که دهانها مر ترا / در شب و در روزها گوید دعا

کان دعای شیخ نی چون هر دعاست / فانیست و گفت او گفت خداست

چون خدا از خود سوال و کد کند / پس دعای خویش را چون رد کند

آن دعای بیخودان خود دیگرست / آن دعا زو نیست گفت داورست

آن دعا حق میکند چون او فناست / آن دعا و آن اجابت از خداست

راه کن در اندرونها خویش را / دور کن ادراک عقل اندیش را

کیمیا داری دوای پوست کن		دشمنان را زین صناعت دوست کن
چون شدی زیبا بدان زیبا رسی		که رهاند روح را از بیکسی
واسطهٔ مخلوق نی اندر میان		بیخبر زان لابه کردن جسم و جان
بندگانِ حق رحیم و بردبار		خوی حق دارند در اصلاحِ کار
مهربان بی رشوتان یاری گران		در مقامِ سخت و در روزِ گران
هین بخوان این قوم را ای مبتلا		هین غنیمت دارشان پیش از بلا
نی همه ملکِ جهان دون دهند		صد هزاران ملکِ گوناگون دهند
داد داد حق شناس و بخشش		عکسِ آن داد است اندر پنج و شش
گر بود دادِ خسان افزون زریگ		تو نمانی و آن بماند مرده ریگ
عکسِ آخر چند پاید در نظر		اصل بینی پیشه کن ای کج نظر
حق چو بخشش کرد بر اهلِ نیاز		با عطا بخشیدشان عمری دراز
خود که گوید این در رحمت نثار		که نیابد در اجابت صد هزار
ای بسا مخلص که نالد در دعا	که	تا رود دودِ خلوصش بر سما
تا رود بالای این سقفِ برین		بوی مجمر از انین المذنبین
پس ملائک با خدا نالند زار	هر دعائی	کای مجیبِ هر دعا وی مستجار
بندهٔ مومن تضرع می کند		او نمی داند بجز تو مستند
صله ها بیگانگان را می دهی	تو عطا	از تو دارد آرزو هر مشتهی

مردم دنیا هر قدر که خواهند داد آخر روزی تو معدوم خواهی شد و بخشیدهٔ ایشان همراه تو نخواهد رفت بخلاف عطیهٔ الهی که در دنیا و آخرت همراه بنده می باشد ۱۲

۵۶ قوله خود که گوید یعنی کیست که در رحمت الهی را کوفت و از رحمت او محروم ماند ۱۲

[illegible]

حق بفرماید نه از خواری اوست	عین تاخیر عطا یاری اوست
حاجت آوردش ز غفلت سوی من	آن کشیدش موکشان در کوی من
گر برآرم حاجتش او وا رود	هم دران بازیچه مستغرق شود
گرچه مینالد بجان یا مستجار	دل شکسته سینه خسته گو بزار
من برین در دار دارش می کنم	از ره پنهان شکارش می کنم
خوش همی آید مرا آواز او	وان خدایا گفتن وآن راز او
بی مرادی مومنان از نیک و بد	تو یقین میدان که بهر این بود

حکایت

وزدکی از مارگیری مار برد	زابلهی آنرا غنیمت می شمرد
وارهید آن مارگیر از زخم مار	مار کشت آن وزد خود را زار زار
مارگیرش دید و پس بشناختش	گفت از جان مار من پرداختش
در دعا میخواستی جانم ازو	کش بیابم مار بستانم ازو
شکر حق را کان دعا مردود شد	من زیان پنداشتم آن سود شد
بس دعاها کان زیانست و هلاک	وز کرم می نشنود یزدان پاک
پنبه اندر گوش حس دون کنید	بند حس از چشم خود بیرون کنید

باب هفتادم در حواس

پنبه آن گوش سر گوش سرست	تا نگردد این کران باطن کرست

بی حس و بی گوش و بی فکرت شوید | تا خطاب ارجعی را بشنوید
سیر بیرونیست قول و فعل ما | سیر باطن هست بالای سما
زان سوی حس عالم توحید دان | گر یکی خواهی بدان جانب بران
حس خشکی دید کز خشکی بزاد | عیسی جان پای در دریا نهاد
چونکه عمر اندر ره خشکی گذشت | گاه کوه و گاه دریا گاه دشت
سیر جسم خشک بر خشکی فتاد | سیر جان پا در دل دریا نهاد
آب حیوان از کجا خواهی تو یافت | موج دریا را کجا خواهی شگافت
حس دنیا نردبان این جهان | حس دینی نردبان آسمان
صحت این حس ز معموری تن | صحت آن حس ز ویرانی بدن
صحت این حس بجویید از طبیب | صحت آن حس بجویید از حبیب
گوش جان و چشم جان جز این حسست | گوش عقل و گوش حس زین مفلسست
شاه جان مر جسم را ویران کند | بعد ویرانیش آبادان کند
ساز و اسرافیل روزی ناله را | جان دهد پوسیدهٔ صد ساله را
انبیا را در درون هم نغمهاست | طالبان را زان حیات بی بهاست
نشنود آن نغمها را گوش حس | کز ستمها گوش حس باشد نجس
رو بر سلطان و کار و بار بین | حسن تجری تحتها الانهار بین
اینچنین حسها و ادراکات ما | قطرهٔ باشد دران بحر صفا

برزن

۵۰ قوله حس خشکی یعنی حواس ظاهری پابند عالم ظاهر باشند و حواس باطنی در عالم معنی سیر می کنند سبب مراد از دریا عالم معنی باشد

۱۸۱ بندگان مقبول ایزدی بر روی آب بی تکلف میروند چنانکه بر روی زمین ۱۲

۵۲ قوله شاه جان غرض از ویرانی جسم محنت کشی ریاضت و عبادت است و بی شبه نتیجهٔ این ریاضت راحت جاودانی باشد ۱۲

راه حس راه خرانست ای سوار — ای خرانرا تو مزاحم شرم دار

پنج حسی هست جز این پنج حس — آن چو زر سرخ و این حسها چو مس

اندران بازار کاهل محشرند — حس مس را چون حس زر کی خرند

حس ابدان قوت ظلمت میخورد — حس جان از آفتابی میچرد

چشم حس راهست مذهب اعتزال — دیدهٔ عقلست سنی در وصال

سخرهٔ حس اند اهل اعتزال — خویش را سنی نمایند از ضلال

هر که در حس ماند او معتزلیست — گرچه گوید سنیم از جاهلیست

چون ز حس بیرون نیاید آدمی — باشد از تصویر غیبی اعجمی

گر بدیدی حس حیوان شاه را — پس بدیدی گاو و خر الله را

گر نبودی حس دیگر مر ترا — جز حس حیوان ز بیرون هوا

پس بنی آدم مکرم کی بدی — کی بحس مشترک محرم شدی

خاک زن در دیدهٔ حس بین خویش — دیدهٔ حس دشمن عقلست و کیش

دیدهٔ حس را خدا اعماش خواند — بت پرستش گفت و ضد ماش خواند

زانکه او کف دید و دریا را ندید — زانکه حالی دید و فردا را ندید

ور دو چشم حق شناس آمد ترا — دوست پر بین دیده هر دو سرا

پس دو چشم روشن ای صاحب نظر — مر ترا صد مادرست و صد پدر

خاصه چشم دل که آن هفتاد توست — وین دو چشم حس خوشه چین اوست

دیدهٔ حسی زبون آفتاب ❊ دیدهٔ ربانی جوئی و بیاب

تا زبون گردد به پیش آن نظر ❊ شعشعات آفتاب با شرر

کان نظر نوری و این ناری بود ❊ نار پیش نور بس تاری بود

چشم ظاهر ضابطهٔ حلیهٔ بشر ❊ چشم سر حیران ما زاغ البصر

دیدهٔ تن دائما تن بین بود ❊ دیدهٔ جان جان پرفن بین بود

درگذار این جمله تن را در بصر ❊ در نظر رو در نظر رو در نظر

یک نظر دو گز همی بیند ز راه ❊ یک نظر دو کون دید و روی شاه

در میان این دو فرق بی‌شمار ❊ سرمه جو والله اعلم بالسرار

باب هفتاد و یکم در مذمت تن

چون زره دان این تن پر حیف را ❊ نی شتا را شاید و نی صیف را

قیمتش کاهی نه و حرصش چو کوه ❊ جسته بیهوده وجوه از هر گروه

بت شکستن گیر ابراهیم وار ❊ کو بت تن را فدا کرده به نار

گرز بر خود زن منی را در شکن ❊ زانکه پنبهٔ گوش آمد چشم تن

تن چو شد بیمار داروجوت کرد ❊ ور قوی شد مر ترا طاغوت کرد

هر که شیرین میزید او تلخ مرد ❊ هر که او تن را پرستد جان نبرد

گوسفندان را ز صحرا میکشند ❊ آنکه فربه‌تر مر او را میکشند

چشم آخر بین تواند دید راست ❊ چشم آخر بین غرورست و خطاست

یعنی بینندهٔ متاع دنیا ۱۲

ش ۱۸۳ قدر و قیمت بدن فانی بقدر کاه هم نیست و حرص و هوس مثل کوه دارد و با این همه طالب و سائل هر قسم لذات بوده است ۱۲

ش ۵ و ز گرز کبر خود یعنی سر غرور و خودی را از گرز ریاضت بشکن زیرا که منی و تکبر برای گوش و چشم تن بجای پنبه است که از شنیدن و دیدن امور حق باز میدارد ۱۲

روزِ مرگ این حسّ تو باطل شود	نورِ جان داری که یارِ دل شود
در لحد این چشم را خاک آگند	هست آنچه گور را روشن کند
آن زمان که دست و پایت بر دَرَد	پرّ و بالت هست تا جان بر پرد
آن زمان که جانِ حیوانی نماند	جانِ باقی بایدت بر جان فشاند
چونکه گشته گرد این جسمِ گران	زنده گردد هستیِ اسرار دان
این جهانِ تن غلط انداز شد	جز مر آنرا کو ز شهوت باز شد
آن تنی را که بود در جان خلل	خوش نگردد گر بگیری در عسل
این کسی داند که روزی زنده بود	از کفِ این جانِ جان جامی ربود
این تنِ کژ فکرتِ معکوس رو	صد هزار آزاد را کرده گرو
زین بدن اندر عذابی ای پسر	مرغِ روحت بسته با جنسِ دگر
جان گشاید سوی بالا بالها	در زده تن در زمین چنگالها
سرگرانی و کسل خود از تن است	جان ز خفّت جمله در پرّیدن است
گنده تن را ز پای جان بکن	تا کند جولان بگردِ آن چمن
سجده نتوان کرد بر آبِ حیات	تا نیابی زین تنِ خاکی نجات
چون بمردم از حیاتِ بوالبشر	حق مرا شد سمع و ادراک و بصر
پندِ من بشنو که تن بندِ قویست	کهنه بیرون کن گرت میل نویست
باز کن پیکارِ غم را ابرتنت	بر دل و جان کم نه آن جان کندنت

۵۲ قوله آن تنی بطور تمثیل می فرماید که هر جسم که در اصل رنجوری دارد اگر آن را در عسل غوطه دهی بهتر نشود با وصف آنکه جناب کبریا عسل را موجب شفای هر مرض فرموده است ۱۲

۵۳ قوله این کسی یعنی این رمز را کسی داند که دلش زنده باشد و از دست حبیب جام بادهٔ حقیقت یافته باشد ۱۲

۵۴ قوله زین بدن

در زمین مردمان خانه مکن   کار خود کن کار بیگانه مکن

کیست بیگانه تن خاکی تو   کز برای اوست غمناکی تو

لامکان مسکن بود هر جان تن   نزد عارف این بود حب الوطن

این بدن خرگاه آمد روح را   یا مثال کشتی مر نوح را

تن قفس شکلست تن شد خار جان   در فریب داخلان و خارجان

اینش گوید من شوم همراز تو   وآنش گوید نی منم انباز تو

اینش گوید نیست چون تو در وجود   در جمال و فضل و در احسان و جود

آنش گوید هر دو عالم آن تست   جمله جانهامان طفیل جان تست

او چو بیند خلق را سرمست خویش   از تکبر میرود از دست خویش

گشت آن [illegible] گدای ژنده دلق   از سجود و از تحیتهای خلق

او نداند که هزاران را چو او   دیو افکندست اندر آب جو

لطف سالوس جهان خوش لقمه ایست   کمترش خور کان ز آتش لقمه ایست

آتشش پنهان و ذوقش آشکار   دود او ظاهر شود پایان کار

هر که داد او حسن خود را در مزاد   صد قضای بد سوی او رو نهاد

حیله‌ها و خشمها و رشکها   بر سرش ریزد چو آب از مشکها

دشمنان او را ز غیرت میدرند   دوستان هم روزگارش میبرند

در پناه لطف حق باید گریخت   کو هزاران لطف بر ارواح ریخت

اشتر آمد این وجود خارخوار / مصطفی زادی برین اشتر سوار

اشترا تنگ گلی بر پشت تست / کز نسیمش در تو صد گلزار رست

میل تو سوی مغیلانست و ریگ / تا چه گل چینی ز خار ای مرده ریگ

تا تو تن را چرب و شیرین میدهی / جوهر جان را نبینی فربهی

این شراب و این کباب و این شکر / خاک رنگینست و نقشین ای پسر

قوت اصلی را فرامش کرده / روح را اندر مرض آورده

قوت اصلی بشر نور خداست / قوت حیوانی مر او را ناسزاست

گر جهان باغی پر از نعمت شود / قسم موش و مار هم خاکی بود

قسمشان خاکست گر دی گر بهار / میر کونی خاک چون نوشی چو مار

گل مخور گل را مخور گل را مجوی / زانکه گل خوارست دایم زردروی

این دهان خود خاک خواری آمدست / لیک خاکی را که آن رنگین شدست

چونکه خوردی و شد آنها هم و پوست / رنگ بخشش داد و این هم خاک گو

هم ز خاکی بیخته بر گل ستند / جمله را هم باز خاکی میکنند

هندی و قبچاق و رومی و حبش / جمله یکرنگ اندر گور خوش

تا بدانی کان همه رنگ و نگار / جمله روپوشست و مکر و مستعار

رنگ باقی صبغة الله است و بس / غیر این بربسته دان همچون جرس

ای بدیده لوتهای چرب خیز / فضلهٔ آن را ببین در آب ریز

مرخبیث را گو که آن خو بیت کو / بر طبق آن ذوق و آن نغز بیت کو

(ای فضله ۱۲)

گوید آن دانه بد و من دام آن / چون شدی تو صید دانه شد نهان

گر بیان مشک تن را جا شود / روز مردن گند او پیدا شود

آن منافق مشک بر تن می نهد / روح را در قعر گلخن می نهد

مشک را بر تن مزن بر دل بمال / مشک چه بود نام پاک ذو الجلال

باب ہفتاد و دوم در مذمت نفس

۵۲ مادر بتها بت نفس شماست / زانکه آن بت مار و این بت اژدهاست

بت سیاه آبست در کوزه نهان / نفس مر آب سیه را چشمه دان

آن بت منحوت چون سیل سیاه / نفس بتگر چشمهٔ بر شاہراه

بت شکستن سهل باشد نیک سهل / سهل دیدن نفس را جهلست و جهل

۵۳ صورت نفس ار بجوئی ای پسر / قصهٔ دوزخ بخوان با هفت در

هر نفس مکری و در هر مکر آن / غرقه صد فرعون با فرعونیان

۵۴ صد زبان و هر زبانش صد لغت / زرق و دستانش نیاید در صفت

(زیب ۱۲) (مکر ۱۲)

در خدای موسی و عمران گریز / آب ایمان را ز فرعونی مریز

(اے سوز ور ۱۲)

۵۵ آهن نفس و هوا بر هم مزن / کین دو میزایند همچو مرد و زن

بسکه خود را کرده بندهٔ هوا / کرکسی را کرده تو اژدها

ای تو شیری در تگ این چاه زد / نفس چون خرگوش خونت میخورد

---

۵۱ قوله آن منافق [illegible]

۵۲ قوله مادر بتها [illegible]

۵۳ قوله صورت نفس [illegible]

۵۴ قوله صد زبان یعنی مکر و کید نفس را پایانی نیست که بحیطهٔ شمار درآید ۱۲

۵۵ قوله آهن نفس یعنی نفس و خواهش نفس را جمع مکن که از اجتماع این هر دو هزارہا فساد پیدا می شود ۱۲

شیر را خرگوش در زندان نشاند ‌‌ ننگ شیری کو ز خرگوشی بماند

نفس خرگوشت بصحرا در چرا ‌‌ تو بقعر این چه چون و چرا

ای که خود را شیر یزدان خوانده ‌‌ سالها شد با سگی درمانده

آلت اشکار خود جز سگ مدان ‌‌ کمترک انداز سگ را استخوان

زانکه سگ چون سیر شد سرکش شود ‌‌ کی سوی صید و شکاری خوش دود

چون کند این سگ برای تو شکار ‌‌ چون شکار سگ شدستی آشکار

آب تنهاجیست آب روی عام ‌‌ که سگ شیطان ازو یابد طعام

هین سگ این نفس را زنده مخواه ‌‌ کو عدو جان تست از دیرگاه

آدمی را دشمن پنهان بسیست ‌‌ آدمی با حذر عاقل کسیست

دشمن ارچه دوستانه گویدت ‌‌ دام دان گرچه ز دانه گویدت

گر ترا قندی دهد آن زهر دان ‌‌ گر ترا لطفی کند آن قهر دان

آن عجب نبود که پیش از گرگ جست ‌‌ این عجب که پیش دل در گرگ بست

گرگ اگر با تو نماید روبهی ‌‌ هین مکن باور که ناید زو بهی

آنچه گوید نفس تو کاینجا بدست ‌‌ مشنوش چون کار او ضد آمدست

تو خلافش کن که از پیغمبران ‌‌ این چنین آمد وصیت در جهان

دوزخست این نفس و دوزخ اژدها ‌‌ کو بدریاها نگردد کم و کاست

هفت دریا را درآشامد هنوز ‌‌ کم نگردد سوزش آن خلق سوز

قوله شیر را الخ: خرگوش در دفتر اول حکایت کرده که خرگوش از مکر و فریب شیر را در چاه انداخت پس واضح است که شیر که از دست خرگوش عاجز آمد و در اینجا اشاره کرده به عقل و نفس است ۱۲

عالمی را لقمه کرد و در کشید / معده‌اش نعره زنان هل من مزید

چونکه جزو دوزخست این نفس ما / طبع کل دارد همیشه جزوها

هر که مرد اندر تن او نفس گبر / مر ورا فرمان برد خورشید و ابر

نفس خود را کش جهانی زنده کن / خواجه را کشتست او را بنده کن

کشتن این کار عقل و هوش نیست / شیر باطن سخرهٔ خرگوش نیست

این قدم حق را بود کو را کشد / غیر حق خود کی کمان او کشد

در کمان ننهند الا تیر راست / این کمان را باژگون کژ تیرهاست

راست شو چون تیر و واره از کمان / کز کمان هر راست بجهد بیگمان

چونکه واگشتم ز پیکار برون / روی آوردم به پیکار درون

قد رجعنا من جهاد الاصغریم / با نبی اندر جهاد اکبریم

ای شهان کشتیم ما خصم برون / ماند خصمی زو بتر در اندرون

قوت از حق خواهم و توفیق و لاف / تا بسوزن برکنم این کوه قاف

سهل شیری دان که صفها بشکند / شیر آنست آن که خود را بشکند

گاو نفس خویش را زوتر بکش / تا شود روح خفی زنده بهش

این بکش او را که بهر آن دنی / هر دمی قصد عزیزی میکنی

نفس کشتی باز رستی ز اعتذار / کس ترا دشمن نماند در دیار

رحم بر عیسی کن و بر خر مکن / طبع را بر عقل خود سرور مکن

از پیکار برون این جنگ و جدل با اسلحهٔ ظاهری و محاربت از پیکار درون مقاتله و قتال با نفس است چنانچه در حدیث شریف آمده است که باز گشتیم از جهاد اصغر که محاربت با کفار است بسوی جهاد اکبر که مقابله با نفس است ۱۲

سالها خربنده بودی بس بود ‌ ‌ ‌ زانکه خربنده ز خر واپس بود

ترک عیسی کرده خر پرورده ‌ ‌ ‌ لاجرم چون خر برون پرده

غیر فهم و جان که در گاو و خر است ‌ ‌ ‌ آدمی را عقل و جان دیگر است

بیشه آمد وجود آدمی ‌ ‌ ‌ بر حذر شو زین وجود ار زان دمی

گرد نفس و روزگار او مپیچ ‌ ‌ ‌ هرچه آن نه کار حق هیچست هیچ

نفس پست آن مادر بدخاصیت است ‌ ‌ ‌ که فساد اوست در هر ناحیت

از وی این دنیای دون پر تنگ است ‌ ‌ ‌ از پی او با حق و با خلق جنگ

نفس میخواهد که تا ویران کند ‌ ‌ ‌ خلق را گمراه و سرگردان کند

نفس خود را زن شناس از زن بتر ‌ ‌ ‌ زانکه زن جزوست نفست کل شر

مشورت با نفس خود گر میکنی ‌ ‌ ‌ هرچه گوید کن خلاف آن دنی

گر نماز و روزه میفرمایدت ‌ ‌ ‌ نفس مکارست مکری زایدت

نفس را تسبیح و مصحف در یمین ‌ ‌ ‌ خنجر و شمشیر اندر آستین

مصحف و سالوس او باور مکن ‌ ‌ ‌ خویش با او همسر و همدم مکن

نفس بدعهدست از او [illegible] ‌ ‌ ‌ او دنی و قبله‌گاه او دنیست

نفس اگرچه زیرکست و خورده‌دان ‌ ‌ ‌ قبله‌اش دنیاست او را مرده‌دان

دشمنی داری چنین در سر خویش ‌ ‌ ‌ مانع عقلست و خصم جان و کیش

نان چو حقا حرامست و فسوس ‌ ‌ ‌ نفس را در پیش نه نان سبوس

دشمن راه خدا را خوار دار / دزد را منبر منه بر دار دار

دزد را تو دست ببریدن پسند / از بریدن عاجزی دستش ببند

گر نبندی دست او دست تو بست / گر تو پایش نشکنی پایت شکست

گرگ درنده ست نفس تو یقین / چه بهانه می نهی بر هر قرین

پس ترا هر غم که پیش آید ز درد / بر کسی تهمت منه بر خویش کرد

همچو فرعونی که موسی هشته بود / طفلگان خلق را سر می ربود

آن عدو در خانهٔ آن کوردل / با عدو خوش بیگناهان را مذل

چه خرابت میکند نفس لعین / دور می اندازدت سخت این قرین

در خبر بشنو تو این پند نکو / بین جنبیکم لکم اعدا عدو

طمطراق این عدو مشنو گریز / کو چو ابلیس است در لج و ستیز

بر تو او از بهر دنیا و نبرد / آن عذاب سرمدی را سهل کرد

چه عجب گر مرگ را آسان کند / او ز سحر خویش صد چندان کند

آدمی اندر بلا کشته بدست / نفس کافر نعمت و گمرهست

تو سلیمان شو که تا دیوان تو / سنگ برند از پی ایوان تو

تو سلیمان باش بی وسواس و ریو / تا ترا فرمان برد جنی و دیو

خاتم تو این دلست و هوش دار / تا نگردد دیو را خاتم شکار

جان که او دنبالهٔ زاغان پرد / زاغ او را سوی گورستان برد

مراد از منکر پیر گستاخ باشد ۱۲

تو جا دارد ۱۲

هین مرو اندر پی نفس چو زاغ
کو بگورستان برد نی سوی باغ

گر روی رو در پی عنقای دل
سوی قاف و مسجد اقصای دل

در ضلالت هست صد کل را کله
نفس زشتت کفرناک و سفه

زین سبب میگویم ای بنده فقیر
سلسله از گردن سگ بر مگیر

گر معلم گشت این سگ هم سگست
باش ذلت نفسه کو بد رگست

جمله قرآن شرح خبث نفسهاست
بنگر اندر مصحف آن چشمت کجاست

ذکر نفس عادیان کالت بیافت
در قتال انبیا مو می‌شکافت

مر شیر را پنجه و ناخن مباد
که خودین اندیشد آنگه بی سداد

قرن قرن از نفس شوم بی ادب
ناگهان اندر جهان میزد لهب

تو ستوری هم که نفست غالبست
حکم غالب را بود ای خود پرست

خر نخواندست اسب خواندست ذوالجلال
اسپ تازی را عرب گوید تعال

قل تعالوا قل تعالوا گفت رب
ای ستوران رمیده از ادب

میر آخر بود حق را مصطفی
بهر استوران نفس پر جفا

قل تعالوا قل تعالوا ای غلام
هین که ان الله یدعو والسلام

قل تعالوا گفت که من حافظم
تا ریاضتتان دهم من رائضم

نفسها را تا مروض کرده ام
زین ستوران بس لگدها خورده ام

هر کجا باشد ریاضت باره
از لگدهاش نباشد چاره

لاجرم اغلب بلا بر انبیاست	که ریاضت دادن خامان بلاست
آنچه در فرعون بود اندر تو هست	لیک اژدرهات محبوس چه است
آتشت را هیزم فرعون نیست	زانکه چون فرعون او را عون نیست

حکایت

یک حکایت بشنو از تاریخ گوی	تا بری زین راز سرپوشیده بوی
مارگیری رفت سوی کوهسار	تا بگیرد او بافسونهاش مار
او همی جستی یکی مار شگرف	گرد کوهستان و در ایام برف
اژدهایی مرده دید آنجا عظیم	که دلش از شکل او شد پر ز بیم
مارگیر اندر زمستان شدید	مار می‌جست اژدهایی مرده دید
مارگیر از بهر حیرانی خلق	مارگیرد اینت نادانی خلق
آدمی کوهست چون مفتون شود	کوه اندر مار حیران چون شود
خویشتن نشناخت مسکین آدمی	از فزونی آمد و شد در کمی
صد هزاران مار که حیران اوست	او چرا حیران شدست و ماردوست
مارگیر آن اژدها را برگرفت	سوی بغداد آمد از بهر شگفت
اژدهایی چون ستون خانهٔ	می‌کشیدش از پی دانگانهٔ
او همی مرده گمان بردش ولیک	زنده بود و او ندیدش نیک نیک
او ز سرماها و برف افسرده بود	زنده بود و شکل مرده می‌نمود

میگیرد این سراسر نادانی آنهاست بلکه از برای معیشت خود این پیشه را اختیار کرده است ۱۲

۵ قوله آدمی یعنی انسان با جناب کبریا شرف و عشق و آدم را هر گونه عنایت فرموده است پس مقام افسوس است که انسان قدر خود را نشناخته از ترقی به تنزل می‌گراید و خود را ذلیل می‌گرداند ۱۲

عالم افسرده است و نام او جماد / جامد افسرده بود ای اوستاد

باش تا خورشید حشر آید عیان / تا ببینی جنبش جسم جهان

این سخن پایان ندارد مارگیر / میکشید آن مار را با صد زحیر

تا به بغداد آمد آن هنگامه جو / تا نهد هنگامهٔ بر چارسو

بر لب شط مرد هنگامه نهاد / غلغله در شهر بغداد اوفتاد

مارگیری اژدها آورده است / بوالعجب نادر شکاری کرده است

جمع آمد صد هزاران خام ریش / صید او گشته چو او از ابلهیش

منتظر ایشان و او هم منتظر / تا که جمع آیند خلقی منتشر

مردم هنگامه افزون‌تر شود / کدیه و توزیع نیکوتر شود

جمع آمد صد هزاران ژاژخا / حلقه کرده پشت پا بر پشت پا

مرد را از زن خبر نی ز ازدحام / فتنه درهم چون قیامت خاص و عام

اژدها کز زمهریر افسرده بود / زیر صد گونه پلاس و پرده بود

بسته بودش با رسنهای غلیظ / احتیاطی کرده بودش آن حفیظ

در درنگ و انتظار اتفاق / تافت بر آن مار خورشید عراق

آفتاب گرم سیرش گرم کرد / رفت از اعضای او اخلاط سرد

مرده بود و زنده گشت او از شگفت / اژدها بر خویش جنبیدن گرفت

خلق را از جنبش آن مرده مار / گشتشان آن یک تحیر صد هزار

با تحیت نعره‌ها انگیختند — جملگی از جنبشش بگریختند
می‌شکست او بند زان بانگ بلند — هر طرف می‌رفت چاقاچاق بند
بندها بشکست و بیرون شد ز زیر — اژدهایی زشت غران همچو شیر
در هزیمت بس خلائق کشته شد — وز فتاده کشتگان صد پشته شد
مارگیر از ترس بر جا خشک گشت — که چه آوردم من از کهسار و دشت
گرگ را بیدار کرد آن کور میش — رفت نادان سوی عزرائیل خویش
اژدها یک لقمه کرد آن گیج را — سهل باشد خون‌خوری حجاج را
خویش را بر استنی پیچید و بست — استخوان خورده را درهم شکست
نفست اژدرهاست او کی مرده است — از غم بی‌آلتی افسرده است
گر بیابد آلت فرعون او — که بامر او همی رفت آب جو
آنگه او بنیاد فرعونی نهد — راه صد موسی و صد هارون زند
کرمکست آن اژدها از دست فقر — پشه گردد ز مال و جاه صقر
اژدها را دار در برف فراق — هین مکش او را بخورشید عراق
تا فسرده می‌بود آن اژدهات — لقمهٔ اوئی چو او یابد نجات
مات کن او را و ایمن شو ز مات — رحم کم کن نیست او ز اهل صلات
مار شهوت را بکش در ابتدا — ورنه اینک گشت مارت اژدها
کان تف خورشید شهوت بر زند — آن خفاش مرده ریگت پر زند

۵۳ قوله کرمکست یعنی اژدهای نفس بسبب بی‌سامانی کرمک است و اگر این پشه را مال و جاه حاصل گردد چون صقر گردد ۱۲

سیکش او را در جهاد و در قتال — مردوار الله یجزیک الوصال

باب هفتاد و سوم در آفت شهوت

آفت این در هوا و شهوتست — ور نه اینجا شربت اندر شربتست

بندهٔ شهوت ندارد او خلاص — جز بفضل ایزد و انعام خاص

عاقبت بینی نشان نور تست — شهوت حالی حقیقت گور تست

ز آتش شهوت نسوزد اهل دین — باقیان را برده تا قعر زمین

گردن خر گیر و سوی راه کش — سوی رهبانان و ره دانان خوش

هین مهل خر را و دستش وا مدار — زانکه میل اوست سوی سبزه زار

گر یکی دم تو بغفلت واهلیش — او رود فرسنگها سوی حشیش

نار بیرونی بآبی بفسرد — نار شهوت تا بدوزخ می برد

چه کند این نار را نور خدا — نور ابراهیم را ساز اوستا

نار شهوت می نیارامد بآب — زانکه دارد طبع دوزخ در عذاب

نار شهوت را چه چاره نور دین — نورکم اطفاء نار الکافرین

تا ز نار نفس چون نمرود تو — وارهد این جسم همچون عود تو

رستم ار چه با سر و سبلت بود — دام پاگیرش یقین شهوت بود

چون براندی شهوت و پرت بریخت — لنگ گشتی وان خیال از تو گریخت

پر نگهدار و چنین شهوت مران — تا پر میلت برد سوی جنان

خلق پندارند عشرت میکنند | بر خیالی پر خود بر میکنند
زان عوان مقتضی که شهوتست | دل اسیر حرص و آز و آفتست
چون عوانان هم این دستور نفست شهوتست | زین سبب ابلیس پیر وان عجوز
شهوت او را که دهم آمد زتن | ای مبدل شهوت تعییش کن
چون نه بندی شهوتش را از رغبت | سر کند آن شهوت از عقل شریف

حکایت

آن یکی با شمع بر میگشت روز | گرد بازاری دلش با عشق و سوز
بو الفضولی گفت او را کای فلان | هین چه می جوئی بسوی هر دکان
هین چه میگردی تو جویان با چراغ | در میان روز روشن چیست لاغ
گفت میجویم بهر سو آدمی | که بود حی از حیات آن دمی
گفت هست از مرد این بازار پُر | مرد مانند آخر ای دانای حُر
گفت خواهم مرد بر جاده دو ره | در ره خشم و بهنگام شره
این نه مردانند اینها صورتند | مرده نانند و کشته شهوتند
وقت خشم و وقت شهوت مرد کو | طالب مردی دوانم کو بکو
کو درین دو حال مردی در جهان | تا فدای او کنم امروز جان
ترک خشم و شهوت و حرص آوری | هست مردی و رگ پیغمبری

حکایت

وقت شهوت و خشم انسان از انسانیت در میگذرد و مثل چارپایان می شود پس بر ان مرد اطلاق انسان نباید کرد ازین سبب من طالب مردم ۱۲

قوله ترک خشم یعنی ترک خشم و شهوت و حرص عین مردی و عادات انبیا علیهم الصلوة والسلام ۱۲

گفت استاد احولی را کاندر آ / رو برون آر از وثاق آن شیشه را

گفت احول زان دو شیشه من کدام / پیش تو آرم بکن شرح تمام

گفت استا آن دو شیشه نیست رو / احولی بگذار و افزون بین مشو

گفت ای استا مرا طعنه مزن / گفت استا زان دو یک را در شکن

چون یکی بشکست هر دو شد ز چشم / مرد احول گردد از میلان و خشم

خشم و شهوت[۵۱] مرد را احول کند / ز استقامت روح را مبدل کند

چون غرض آمد هنر پوشیده شد / صد حجاب از دل بسوی دیده شد

چون دهد قاضی بدل رشوت قرار / کی شناسد ظالم از مظلوم زار

عقل ضد شهوت است ای پهلوان / آنکه شهوت می‌تند عقلش مخوان

باب هفتاد و چهارم در عقل

عقل[۵۲] را قربان کن اندر عشق دوست / عقل را باری از آن سوییست کو

ای برده عقل هدیه تا اله / عقل آنجا کمترست از خاک راه

عقل چون سایه بود حق آفتاب / سایه را با آفتاب او چه تاب

عقل چون شحنه است چون سلطان رسید / شحنهٔ بیچاره در کنجی خزید

عقل کامل را قرین کن با خرد / تا که باز آید خرد زان خوی بد

وای[۵۳] آنکه عقل او ماده بود / نفس زشتش نر و آماده بود

لاجرم مغلوب باشد عقل او / جز سوی خسران نباشد نقل او

---

۵۱ قوله خشم و شهوت یعنی غلبهٔ غضب و شهوت آدمی را از جادهٔ آدمیت دور اندازد و روح را از مراد مستقیم منحرف گرداند ۱۲

۵۲ قوله عقل را ... بعشق الهی قربان باید کرد

۵۳ قوله وای ... افسوس بر حال کسی ... نفس بد او بر عقل غالب باشد ۱۲

ای خنک آنکس که عقلش نر بود / نفس زشتش ماده و مضطر بود

بس نگفت آن رسول خوش نواز / ذرهٔ عقلت به از صوم و نماز

زانکه عقلت جوهرست این دو عرض / این دو در تکمیل آن شد مفترض

گرد گم عقلی مبادا گبر را / شومیش بی آب دارد ابر را

گفت پیغمبر که احمق هر که هست / او عدوّ ما و غول رهزنست

هر که او عاقل بود از جان ماست / روح او و ریح او ریحان ماست

عقل دشنامم دهد من راضیم / زانکه فیضی دارد از فیاضیم

نبود آن دشنام او بی فایده / نبود آن مهمانیش بی مایده

احمق ار حلوا نهد اندر لبم / من از آن حلوای او اندر تبم

ز احمقان بگریز چون عیسی گریخت / صحبت احمق بسی خونها که ریخت

گفت رنج احمقی قهر خداست / رنج کوری نیست قهر آن ابتلاست

ابتلا رنجیست کو رحم آورد / احمقی رنجیست کو زخم آورد

آن گریز عیسی نی از بیم بود / ایمنست و از پی تعلیم بود

جهد کن تا پیر عقل و دین شوی / تا چو عقل کل تو باطن بین شوی

بستان

ای بسی ریش سیاه و مرد پیر / ای بسی ریش سفید و دل چو قیر

شیخ که بد پیر یعنی مو سفید / معنی این مو بدان ای بی امید

هست آن موی سیه هستی او / تا ز هستیش نماند تار مو

۱۹۹

بسیار جوانان باشند که عادات پیرانه داشته باشند یعنی صالح و نیکوکار و بسیار پیران باشند که از افعال بد باز نمی آیند ۱۲

چونکه هستیش نماند پیر اوست ... گر سیه مو باشد او یا خود دو موست

هست آن موی سیه وصف بشر ... نی سفیدی موی اندر ریش و سر

کم نشین بر اسپ توسن بی لگام ... عقل و دل را پیشوا کن والسلام

از بلیس او پیرتر خود کی بود ... چونکه عقلش نیست او لاشی بود

عقل و دلها بیگمانی عرشیند ... در حجاب از نور عرشی میستند

تا چه عالمهاست در سودای عقل ... تا چه با پهناست این دریای عقل

عقل از جان گشت با ادراک و فر ... روح او را کی شود زیر نظر

لیک جان در عقل تاثیری کند ... زان اثر آن عقل تدبیری کند

عقل جزوی را وزیر خود مگیر ... عقل کل را ساز ای سلطان وزیر

عقل جزوی عقل را بدنام کرد ... کام دنیا مرد را بیکام کرد

عقل کل را گفت مازاغ البصر ... عقل جزوی میکند هر سو نظر

عقل مازاغست نور خاصگان ... عقل زاغ استاد گور مردگان

زین قدم زین عقل رو بیزار شو ... چشم غیبی جو و برخوردار شو

غیر آن عقل تو حق را عقلهاست ... که بدان تدبیر اسباب شماست

که بدین عقل آوری ارزاق را ... زان دگر مفرش کنی اطباق را

آفت مرغست چشم کام بین ... مخلص مرغست عقل دام بین

چونکه عقل تو عقیله مردمست ... آن نه عقلست آن چو مار و کزدمست

ماجرای مرد و زن افتاد نقل ... آن مثال نفس خود میدان و عقل

این زن و مردی که نفس است و خرد / نیک بایستست بهر نیک و بد

وین دو بایسته درین خاکی سرا / روز و شب در جنگ و اندر ماجرا

زن همی‌خواهد حوایج خانگاه / یعنی آب رو و نان و خوان و جاه

نفس همچون زن پی چاره‌گری / گاه خاکی گاه جوید سروری

عقل خود زین فکرها آگاه نیست / در دماغش جز غم الله نیست

عقل باید نور ده چون آفتاب / تا زند تیغی که نبود جز صواب

ورنه عقلت نیست با عقل دگر / یار باش و مشورت کن ای پسر

عقل خود با عقل یاری یار کن / امرهم شوری بخوان و کار کن

با دو عقل از بس بلاها وارهی / پای خود بر اوج گردونها نهی

زین سر از حیرت گر این عقلت رود / هر سر مویت سر و عقلی بود

عقل ایمانی چو شحنهٔ عادلست / پاسبان و حاکم شهر دلست

عقل او باشد که او با مشعله است / او دلیل و پیشوای قافله است

این تفاوت عقلها را نیک دان / در مراتب از زمین تا آسمان

هست عقلی همچو قرص آفتاب / هست عقلی کمتر از ذره شهاب

هست عقلی چون چراغی سرخوشی / هست عقلی چون ستارهٔ آتشی

هست پنهانی تفاوت عقل را / کی بیابد مشتری نقل را

گلشنی کز نفس روید یک دمست / گلشنی کز عقل روید خرمست

---

۵۱ قوله تا زند تیغی [illegible] یعنی [illegible] حاصل کند [illegible] صادر شود ۱۲

۵۲ قوله امرهم شوری [illegible] یعنی [illegible] بمشورت صادر شده است ۱۲

۵۳ قوله زین سر اگر از سر تو عقل جزوی زایل شود همه تن سر و عقل کامل شوی ۱۲

۵۴ قوله هست پنهانی یعنی عقل ناقص که در و تفاوت پنهانی مضمرست کجا منزل بی نقل را که عبارت از عالم باقی است خواهد یافت ۱۲

گلشنی کز گل بود گردد تباه — گلشنی کز دل بود وا فرحتا

صیقل عقلت بدان داده است حق — که بدو روشن کنی دل را ورق

باب هفتاد و پنجم در قلب

هر کسی ز اندازهٔ روشن دلی — غیب را بیند بقدر صیقلی

هر که صیقل بیش کرد او بیش دید — بیشتر آمد برو صورت پدید

پس چو آهن گرچه تیره هیکلی — صیقلی کن صیقلی کن صیقلی

صیقلی کن یک دو روزه سینه را — دفتر خود ساز آن آیینه را

تا دلت آیینه گردد پر صور — اندرو هر سو ملیحی سیمبر

آیینهٔ دل چون کنی صافی و پاک — نقشها بینی برون از آب و خاک

هم ببینی نقش و هم نقاش را — فرش دولت را و هم فراش را

آهن ارچه تیره و بی نور بود — صیقلی آن تیرگی از وی زدود

گر تن خاکی غلیظ و تیره است — صیقلش کن زانکه صیقل گیره است

صیقلی دید آهن و خوش کرد رو — تا که صورتها توان دیدن درو

تا درو اشکال غیبی رو دهد — عکس حوری و ملک در وی جهد

خانهٔ آن دل که ماند بی ضیا — از شعاع آفتاب کبریا

تنگ و تاریکست چون جان جهود — بی نوا از ذوق سلطان ودود

گور بهتر از چنین دل مر ترا — آخر از گور دل خود بر تر آ

همچو موسی نور کی یابد ز جیب — سخرهٔ استاد و شاگرد کتیب

رو بره دل رو که تو جزو دلی — این نه بنده پادشاه عادلی

بندگی او به از سلطانی است — که انا خیر دم شیطانی است

صاحب دل جو اگر بیجان نه — جنس دل شو گر تو خود سلطانه

موجب ایمان نباشد معجزات — بوی جنسیت کند جذب صفات

معجزات از بهر قهر دشمن است — بوی جنسیت پی دل بردن است

صاحب دل آینهٔ شش رو بود — حق ازو در شش جهت ناظر شود

آن که زرقی او خوش آید مر ترا — او ولیست نی خاص خدا

هر که بر خوی و بر طبع تو زیست — پیش طبع تو ولیست نبیست

رو هوا بگذار تا خوبیت شود — وان مشام خوش عبیر ابویت شود

از هوا رانی دماغت فاسد است — مشک و عنبر پیش مغزت کاسد است

یک سبد پر نان ترا بر فرق سر — تو همی جویی لب نان در بدر

در سر خود پیچ هل خیره سری — رو در دل زن چرا بر هر دری

تا بزانوی میان آب جو — غافل از خود وین و آن تو آب جو

پس هم آب و پیش روی اوست آن — اندر آب و بیخبر ز آب روان

منفذی داری به بحر ای آبگیر — ننگ دار از جستن آب از غدیر

چشمهٔ شیر است در تو بی کنار — تو چرا می شیر جویی از تغار

رو بجو آن نکته را بشنو بخوان ‌‌‌‌ دل طلب کن دل منه بر استخوان

کان جمال دل جمال باقیست ‌‌‌‌ دولتش از آب حیوان ساقیست

عرش با آن نور با پهنای خویش ‌‌‌‌ چون بدید او را برفت از جای خویش

گفت پیغمبر که حق فرموده است ‌‌‌‌ من نگنجم هیچ در بالا و پست

در زمین و آسمان و عرش نیز ‌‌‌‌ من نگنجم این یقین دان ای عزیز

در دل مؤمن بگنجم ای عجب ‌‌‌‌ گر مرا جویی در آن دلها طلب

در کف حق بهره داد و بهر زین ‌‌‌‌ قلب مؤمن هست بین الاصبعین

اصبع لطفست و قهری در میان ‌‌‌‌ کلک دل با قبض و بسطی زین بنان

ای قلم بنگر گر اجلالیستی ‌‌‌‌ که میان اصبعین کیستی

دیدهٔ دل هست بین الاصبعین ‌‌‌‌ چون قلم در دست کاتب ای حسین

یوسف وقتی و خورشید سما ‌‌‌‌ زین چه و زندان برآی و رو نما

دل که او بستهٔ غم و خندیدنیست ‌‌‌‌ تو مگو که لایق آن دیدنیست

گام در صحرای دل باید نهاد ‌‌‌‌ زانکه در صحرای گل نبود گشاد

ایمن آباد است دل ای دوستان ‌‌‌‌ چشمها و گلستان در گلستان

گر دو پایه دل همی گردای پسر ‌‌‌‌ هان ز پایه جو هنر تن مکن حذر

دل چو نبود تن چه داند گفتگو ‌‌‌‌ دل بجوید تن چه داند جستجو

ای دل از کین و کراهت پاک شو ‌‌‌‌ وانگهان الحمد خوان چالاک شو

ک قوله اصبع یعنی در دو قدرت جناب باری لطف و قهر هر دو موجود است و دل انسان در بین انگشت قدرت الهی است و فراخی دارد ۱۲

۳۰۳

یعنی دلی که از اسباب [illegible] شود آن دل [illegible] ۱۲

بر زبان الحمد و اکراه درون | از زبان تلبیس باشد یا فسون

حمد گفتی کو نشان حامدون | نی برونت هست اثر نی اندرون

حمد عارف مر خدا را راست است | که گواه حمد او شد پا و دست

از چه تاریک جسمش بر کشید | وز تگ زندان دنیااش خرید

هست دل مانندهٔ خانهٔ کلان | خانهٔ دل را نهان همسایگان

از شکاف روزن و دیوارها | مطلع گردند بر اسرارها

وانکه دل بیدار دارد چشم سر | گر بخسپد بر گشاید صد بصر

طوطیی کاید ز وحی آواز او | پیش از آغاز وجود آغاز او

اندرون تست آن طوطی نهان | عکس او را دیده بر این و آن

میبرد شادیت را تو شاد ازو | می پذیری ظلم را چون داد ازو

دل تو این آلوده را پنداشتی | لاجرم دل ز اهل دل برداشتی

تو همی گویی مرا دل نیز هست | دل فراز عرش باشد نی به پست

نی دل اندر صد هزاران خاص و عام | در یکی باشد کدام است آن کدام

آن دلی کز آسمانها برترست | آن دل ابدال یا پیغمبرست

آن دلی آور که قطب عالمست | جان جان جان جان آدمست

نور نور چشم خود نور دلست | نور چشم از نور دلها حاصلست

باز نور نور دل نور خداست | کو ز نور عقل و حس پاک و جداست

نور دل را نور حق تزیین بود / معنی نور علی نور این بود

وانگهان گفته خدا که ننگرم / من بظاهر من بباطن بنگرم

منظر حق دل بود در دو سرا / که نظر در شاه آید شاه را

ای نظرگاه شعاع آن آهنست / پس نظرگاه خدا دل ای تنست

حق همیگوید نظرمان بر دلست / نیست بر صورت که آن آب و گلست

ننگرم در تو در آن دل بنگرم / تحفه آور آورای جان بر درم

حکایت

دید موسی یک شبانی را براه / کو همیگفت ای خدا و ای اله

ای خدای من فدایت جان من / جمله بزها و خان و مان من

گر ببینم خانه ات را بر دوام / روغن و شیرت بیارم صبح و شام

هم پنیر و نانهای روغنین / دیگچهائے جوهرات نازنین

سازم و آرم به پیشت صبح و شام / از من آوردن ز تو خوردن طعام

تو کجائی تا شوم من چاکرت / چارقت دوزم کنم شانه سرت

گفش تار پاره بود پاره زنم / ور بود در پای خاری راکنم

ور ترا بیماری آید به پیش / من ترا غمخوار باشم همچو خویش

دستکت بوسم بمالم پایکت / وقت خواب آید بروبم جایکت

ای فدای تو همه بزهای من / ای بیادت هی هی و هیهای من

زین نمط بیهوده میگفت آن شبان
گفت موسی با که استت ای فلان

گفت با آنکس که ما را آفرید
این زمین و چرخ ازان آمد پدید

گفت موسی های خیره سر شدی
خود مسلمان ناشده کافر شدی

گفت موسی هی بکن تو این سخن
زین همه باشد منزه ذو المنن

این چه ژاژست و چه کفرست و فشار
پنبه اندر دهان خود فشار

گنده کفر تو جهان را گنده کرد
کفر تو دیبای دین را ژنده کرد

چارق و پاتابه لایق مر تراست
آفتابی را چنینها کی سزاست

گر نبندی زین سخن تو حلق را
آتشی آید بسوزد خلق را

دوستی بیخرد خود دشمنیست
حق تعالی زین چنین خدمت غنیست

شیر آن نوشد که در نشو و نماست
چارق آن پوشد که آن محتاج پاست

لم یلد لم یولد او را لایق ست
والد و مولود را او خالق ست

گفت ای موسی دهانم دوختی
وز پشیمانی تو جانم سوختی

جامه را بدرید و آهی کرد تفت
سر نهاد اندر بیابان و برفت

حق تعالی کرد با موسی خطاب
بندهٔ ما را چرا کردی عتاب

وحی آمد سوی موسی از خدا
بندهٔ ما را ز ما کردی جدا

تو برای وصل کردن آمدی
یا برای فصل کردن آمدی

تا توانی پا منه اندر فراق
ابغض الاشیاء عندی الطلاق

بعالم ظاهر لهذا آن شبان را
از اینچنین کلمات منع فرمودند
پس از اینچنین اقوال لائق حال
هرکس نباشد زیرا که بعضا امور
باشند که در حق یکی مفید و
در حق دیگری مضر و از اینجاست
که فرموده اند حسنات الابرار سیئات
المقربین و از همین قبیل است که

هر کسی را سیرتی بنهاده‌ام — هر یکی را اصطلاحی داده‌ام

هندیان را اصطلاح هند مدح — سندیان را اصطلاح سند مدح

در حق او مدح و در حق تو ذم — در حق او شهد و در حق تو سم

ما بری از پاک و ناپاکی همه — وز گرانجانی و چالاکی همه

ما زبان را ننگریم و قال را — ما روان را بنگریم و حال را

ناظر قلبیم اگر خاشع بود — گرچه گفت لفظ ناخاضع بود

چند ازین الفاظ و اضمار و مجاز — سوز خواهم سوز با آن سوز ساز

موسیا آداب دانان دیگرند — سوخته جان و روانان دیگرند

گر خطا گوید ورا خاطی مگو — گر بود پر خون شهید او را مشو

خون شهیدان را ز آب اولیٰ‌ترست — این خطا از صد ثواب اولیٰ‌ترست

گر زبانت کج بود معنیست راست — آن کجی لفظ مقبول خداست

تو ز سرمستان قلاوزی مجو — جامه چاکان را چه فرمایی رفو

چونکه موسی این عتاب از حق شنید — در بیابان از پی چوپان دوید

بر نشان پای آن سرگشته راند — گرد از پرهٔ بیابان بر فشاند

عاقبت دریافت او را و بدید — گفت مژده ده که دستوری رسید

هیچ آدابی و ترتیبی مجوی — هرچه می‌خواهد دل تنگت بگوی

کفر تو دینست و دینت نور جان — ایمنی وز تو جهانی در امان

---

۵ وقد کژ زبانت مثل حضرت بلال رضی الله عنه که شین معجمه از زبان شان برنمی‌آمد و بجای اشهد بشین معجمه اسهد بسین مهمله گفتند با وجود ملائکه ملاء اعلیٰ انتظار ... ۲۰۸

عاشقان بی ترسان و فرمان کننده ۱۲

از گرد پرهٔ بیابان ... ۱۲

عاقبت لفظ ... بلال ۱۲

یعنی حضرت موسی علیه السلام ... اجازت ۱۲

ای معافِ یَفعَلُ اللهُ مایشا	بی محابا رو زبان را برگشا
گفتهٔ[1] ای موسی ازان سو رفته‌ام	صد هزاران سال زان بگذشته‌ام
تازیانه بر زدی اسپم بگشت	گنبدی کرد و ز گردون برگذشت
محرمِ ناسوتِ ما لاهوت باد	آفرین بر دست و بر بازوت باد
هان و هان گر حمد گوئی ور سپاس	همچو نافرجامِ آن چوپان شناس
حمدِ[2] تو نسبت بدان گر بهتر است	لیک آن نسبت بحق هم ابتر است
رو دهانِ خویشتن را پاک کن	روحِ خود را چابک و چالاک کن

باب هفتاد و ششم در روح

بحثِ جان اندر مقامِ دیگر است	بادهٔ جان را قوامِ دیگر است
بحثِ عقلی گر دُر و مرجان بود	آن دگر باشد که بحثِ جان بود
بحثِ عقل و[3] حس اثر دان یا سبب	بحثِ جانی یا عجب یا بوالعجب
آبِ صافی در گلی پنهان شده	جانِ صافی بستهٔ ابدان شده
چون بحق بیدار نبود جانِ ما	هست بیداری چو دربندانِ ما
جان[4] همه روز از لگدکوبِ خیال	در زیان و سود و از خوفِ زوال
نی صفائی ماندش نی لطف و فر	نی بسوی آسمان راهِ سفر
روح میبردت سوی چرخِ برین	سوی آب و گل شدی در اسفلین
خویشتن را مسخ کردی زین سفول	زان وجودی که بُد آن رشکِ عقول

[1] قوله گفتهٔ ای موسی انتهیٰ یعنی چوپان گفت که ای موسی از حال اول گذشتم و کیفیت دیگر دست داد [illegible] وزان حالت که توصیف کردی از اقوال [illegible] شده و چون کار تو ملامت [illegible] ۱۲

[2] قوله حمد تو یعنی [illegible] الفاظ [illegible] ۱۲

[3] ۲۰۹ قوله بحثِ عقل و حس یعنی عقل از اثر میرسد و از سبب می‌پرسد پس از تشکیک و شبهات خالی نباشد و جان که کارش ذوق و وجدان است هم مشاهدهٔ جمالِ جانان و هم سیرِ گلستانِ اطمینان میکند ۱۲

[4] قوله جان همه یعنی جان که در تنِ خاکی جا گرفته است روز و شب از خیالِ سود و زیان در تشویش می‌باشد و صفای ذاتی او بکدورت مبدل میگردد ۱۲

جان بی‌معنی درین ره بی‌خلاف — هست همچون تیغ چوبین در غلاف

تا غلاف اندر بود باقیمت است — چون برون شد سوختن را آلت است

اسپ همت سوی آخر تاختی — آدم مسجود را نشناختی

آخر آدم‌زاده‌ای ای ناخلف — چند پنداری تو پستی را شرف

صورت رفعت بود افلاک را — معنی رفعت روان پاک را

صورت رفعت برای جسمهاست — جسمها در پیش معنی اسمهاست

روح همچون صالح و تن ناقه است — روح اندر وصل و تن در فاقه است

روح صالح قابل آفات نیست — زخم بر ناقه بود بر ذات نیست

ناقهٔ جسم ولی را بنده باش — تا شوی با روح صالح خواجه‌تاش

عیسی روح تو با تو حاضر است — نصرت او خواه کو خوش ناصر است

لیک بیگار تن پر استخوان — بر دل عیسی منه تو هر زمان

روح خود را متصل کن ای فلان — زود با ارواح قدس سالکان

روح محجوب از بقا بس در عذاب — روح واصل در بقا پاک از حجاب

آینهٔ آهن برای نقشهاست — آینهٔ سیمای جان سنگین‌بهاست

آینهٔ جان نیست الّا روی یار — روی آن یاری که باشد زان دیار

جان اول مظهر درگاه شد — جان جان خود مظهر الله شد

روحهایی کز قفصها رسته‌اند — انبیا و رهبر شایسته‌اند

مرغ کو اندر قفس زندانیست / می نجوید رستن از نادانیست

مرغ را اندر قفس زان سبزه‌زار / نی خورش ماندست نی صبر و قرار

سر ز هر سوراخ بیرون میکند / تا بود کین بند از پا بر کند

چون دل و جانش چنین بیرون بود / آن قفس را در گشائی چون بود

با اهبطوا افگند جان را در بدن / تا بگل پنهان کند دُرّ عدن

ای که جان را بهر تن میسوختی / سوختی جان را و تن افروختی

ای دریغا ای دریغا ای دریغ / کان چنان ماهی نهان شد زیر میغ

هر گیا را کش بود میل علا / در مزید است و حیات و در نما

چونکه گردانید سر سوی زمین / در کمی و خشکی و نقص و غبین

میل روحت چون سوی بالا بود / در تزاید مرجعت آنجا بود

ور نگون سازی سرت سوی زمین / آفلی حق لا احب الآفلین

فی السماء رزقکم بشنیده‌ای / اندرین پستی چه بر چفسیده‌ای

هرچه در پستیست آمد از علا / چشم را سوی بلندی نه هلا

هر ندائی که ترا بالا کشید / آن ندا میدان که از بالا رسید

تو بتن حیوان بجانی از ملک / تا روی هم بر زمین هم بر فلک

گر نرفتی تو بجان بر آسمان / کمتر از حیوان شدی این آنچنان

جبرئیلی را بر استن بسته‌ای / پر و بالش را بصد جا خسته‌ای

۵۴ قوله جبرئیلی مراد از جبرئیل اینجا روح است یعنی [illegible] که در لذات نفسانی روح را از سیر عالم بالا و استحصال نعمت عرفان باز داشته ۱۲

بیان آنکه شمس [illegible]

پیش او گوساله بریان آوری | که کشی او را بکهدان آوری
که بخور اینست ما را لوت پوت | نیست او را جز لقاء الله قوت
قدر جان زان می‌ندانی ای فلان | که بدادت حق به بخشش رایگان
زیر و بالا پیش و پس وصف تن است | بی جهتها ذات جان روشن است
گر تو خود را پیش و پس داری گمان | بستهٔ جسمی و محرومی ز جان
قبلهٔ جان را چو پنهان کرده‌اند | هر کسی رو جانبی آورده‌اند
خود غریبی در جهان چون شمس نیست | شمس جان باقیست کو را امس نیست
شمس در خارج اگرچه هست فرد | می‌توان هم مثل او تصویر کرد
شمس جان کو خارج آمد از اثیر | نبودش در ذهن و در خارج نظیر
احسن التقویم در والتین بخوان | که گرامی گوهرست ای دوست جان
این گهر از هر دو عالم برترست | هین بجو زین طفل جاهل کو خرست
پیش خر خرمهره و گوهر یکیست | آن اشک را در دُر و دریا شکیست
احسن التقویم از عرش او فزون | احسن التقویم از فکرت برون
جسم را نبود بجز جان بهره | جسم پیش بحر جان چون قطره
حد جسمت یکدو گز خود بیش نیست | جان تو تا آسمان جولان کنیست
تا بغداد و سمرقند ای همام | روح را اندر تصرف نیم گام
دو درم سنگست پیه چشمتان | نور روحش تا عنان آسمان

جان ز ریش و سبلت تن فارغ است
لیک تن بیجان بود مردار پست

موسی جان سینه را سینا کند
طوطیان کور را بینا کند

خسرو شیرین جان نوبت زدست
لاجرم در شهر قند ارزان شدست

یوسفان غیب لشکر می کشند
تنگهای قند و مصری می کشند

اشتران مصر را رو سوی ما
بشنوید ای طوطیان بانگ درا

شهر ما فردا پر از شکر شود
شکر ارزانست ارزان تر شود

در شکر غلطید ای حلوائیان
همچو طوطی کوری صفرائیان

میکشد حق راستان را تا رشد
قسم باطل باطلان را می کشد

معده حلوائی بود حلوا کشد
معده صفرائی بود سرکا کشد

هیچ مگذار از تپ صفرا اثر
تا بیابی از دهان طعم شکر

نیشکر کوبید کار اینست و بس
جان برافشانید یار اینست و بس

یک ترش در شهر ما اکنون نماند
چونکه شیرین خسروان ابرشاند

نقل بر نقلست و می بر می هلا
بر مناره رو و بزن بانگ صلا

سرکه نه ساله شیرین می شود
سنگ مرمر لعل و زرین می شود

آفتاب اندر فلک دستک زنان
ذره ها چون عاشقان بازی کنان

چشمها مخمور شد از سبزه زار
گل شگوفه می کند بر شاخسار

چشم دولت سحر مطلق می کند
روح شد منصور انا الحق می کند

ها

بر راستان ۱۲

فشاند

قوله یوسفان غیب [illegible]

و نموده اند المؤمن حلو و یحب الحلواء ۱۲

۲ قوله هیچ مگذار ظاهر
که برای اهل صفرا شیرینی مضر
میکند لهذا میفرمایند که صفرا
را ازاله کن تا قابل خوردن
شیرینی باشی و مراد از صفرا
همان خواهش نفسانی باشد
و بس ۱۲

۳ قوله یک ترش در این
اشعار بیان لذت یابی خود از
فیضان مرشد فیاض بکمال فصاحت
و بلاغت میفرمایند ۱۲

روح بازست و طبایع زاغها / دارد از زاغان و جغدان داغها

او بماند در میانشان زار زار / همچو بوبکری میان سبزوار

میل تن در سبزه و آب روان / زان بود که اصل او آمد از آن

میل جان اندر حیات و در حیست / زانکه اندر لامکان اصل ویست

میل جان در حکمت و در علوم / میل تن در باغ و راغست و کروم

میل جان اندر ترقی و شرف / میل تن در کسب اسباب و علف

میل عشق آن شرف هم سوی جان / زین یحب را و یحبون را بدان

چونکه هر جزوی بجوید ارتفاق / چون بود جان غریب اندر فراق

گو بیا ای اجزای پستی فرشیم / غربت من سخت تر من عرشیم

جهد کن تا جان مخلد گردد ت / تا بود زین مرگ برگی باشدت

باب هفتاد و هشتم در موت فجار

مرگ هر یک ای پسر همرنگ اوست / پیش دشمن دشمن و بر دوست دوست

ای که می‌ترسی ز مرگ اندر فرار / آن ز خود ترسانی ای جان هوش دار

خلق در بازار یکسان میروند / آن یکی در ذوق و دیگر دردمند

همچنین در مرگ یکسان میرویم / نیم در خسران و نیمی خسرویم

عاقبت آید صباحی خشم وار / چند باشد مهلت آخر شرم دار

عذر خود از شه بخواه ای پرحسد / پیش از آن که پرتو آن روزی رسد

هین بده ای زاغ این جان باز باش — پیش تبدیل خدا جانباز باش

کشتن پیله و مردن که بر نفس و تن است — چون انار و سیب را بشکستن است

آنچه شیرین است او شد نار دانگ — و آنکه پوسیده ست نبود غیر بانگ

آنچه با معنیست خود پیدا شود — آنچه پوسیده ست او رسوا شود

گوید اندر نزع از جان آه مرگ — این زمان کردت ز خود آگاه مرگ

در دقایق خویش را در باختی — رمز مردن این زمان دریافتی

پس عجب آید خود گنبد ای خفتگان — زانکه بد مرگیست این خواب گران

دید درها از مرگ می آید رسول — از رسولش رو مگردان ای فضول

مرگ کین جمله ازو در وحشتند — می کنند این قوم بر وی ریشخند

باب هشتاد و هشتم در موت ابرار و احرار

از برون آواز شان آید ز دین — که ره رستن ترا اینست این

ما بدین رستیم زین تنگین قفص — جز که این ره نیست چاره زین قفص

ظاهرش مرگ و بباطن زندگی — ظاهرش ابتر نهان پایندگی

تلخ نبود پیش ایشان مرگ تن — چون روند از چاه و زندان در چمن

تلخ کی باشد کسی را کش برند — از میان زهرماران سوی قند

روح سلطانی ز زندانی بجست — جامه چه دریم و چه خائیم دست

قصه آن بلا [illegible] — چون رسید از [illegible]

که این قوم استهزا میکنند ۱۲

۵۳ قوله تلخ نبود چون دنیا برای مومنین بموجب حدیث شریف زندانست خلاصی از قید لامحاله موجب مسرت باشد

۵۴ قوله روح سلطانی [illegible] بارگاه سلطان روح از قید رهائی یافت مقام مسرت و [illegible] ۱۲

چونکه ایشان خسرو دین بوده اند — وقت شادی شد چو بشکستند بند

سوی شادروان دولت تاختند — کنده و زنجیر را انداختند

جان مجرد گشته از غوغای تن — می پرد با پر دل بی پای تن

جسم ظاهر عاقبت خود رفتنیست — تا ابد معنی بخواهد شاد زیست

آن عتاب ار رفت هم بر پوست رفت — دوست بی آزار سوی دوست رفت

بط را ز اشکستن کشتی چه غم — کشتیش بر آب بس باشد قدم

مرگ بی مرگی بود ما را حلال — برگ بی برگی بود ما را نوال

ما بها و خونبها را یافتیم — جانب جان باختن بشتافتیم

ما بمردیم و بکلی کاستیم — بانگ حق آمد همه برخاستیم

بانگ حق اندر حجاب و بی حجیب — آن دهد که داد مریم را ز جیب

ای فناتان نیست کرده زیر پوست — باز گردید از عدم ز آواز دوست

انبیا را تنگ آمد این جهان — چون شهان رفتند اندر لامکان

آن توئی که بی بدن داری بدن — پس مترس از جسم جان بیرون شدن

گر نخواهد بی بدن جان تو زیست — فی السماء رزقکم روزی کیست

گر نخواهد زیست جان بی این بدن — پس فلک ایوان که خواهد شدن

ورنه گردی زندگانی منیر — یک دو دم ماندست مردانه بمیر

بهر روز مرگ این دم مرده باش — تا شوی با عشق سرمد خواجه تاش

سوئی

خلق گوید مرد آن مسکین فلان | تو بگویی زنده‌ام ای غافلان

گر تن من همچو تنها خفته است | هشت جنت در دلم بشکفته است

جان چو خفته در گل و نسرین بود | چه غمست ار تن در آن سرگین بود

وز رحم زادن جنین را رفتن است | در جهان او را ز نو بشکفتن است

چون مرا سوی اجل عشق و هواست | نهی لا تلقوا بایدیکم مراست

زانکه نهی از دانهٔ شیرین بود | تلخ را خود نهی حاجت کی شود

دانه‌ای مردن مرا شیرین شدست | بل هم احیاء پی من آمدست

دانه‌ای کش تلخ باشد مغز و پوست | تلخی و مکروهیش خود نهی اوست

مرگ شیرین گشت و نقلم زین سرا | چون قفص هشتن پریدن مرغ را

چون تمنوا موت گفت ای صادقین | صادقم جان را برافشانم برین

چون نفخت بودم از لطف خدا | نفخ حق باشم ز نای تن جدا

صورت تن گو بمیر من کیم | نقص کم ناید که چون من باقیم

حملهٔ دیگر بمیرم از بشر | تا برآرم از ملایک بال و پر

بار دیگر از ملک قربان شوم | آنچه اندر وهم ناید آن شوم

خنجر و شمشیر شد ریحان من | مرگ من شد بزم و نرگسدان من

در هوای عشق حق رقصان شوید | همچو قرص بدر بی نقصان شوید

جانهای بسته اندر آب و گل | چون رهند از آب و گلها شاد دل

---

۵۲ قوله چون نفخت بودم یعنی بمقتضای این کریمه ایزد برحق از روح در من دمیده است پس مناسب ست که تن را بگذاشته بازاین جزو را بکل رسانم ۱۲

۵۳ قوله حملهٔ دیگر یعنی این جامهٔ بشریت را پاره کنم تا بدرجهٔ ملائکه برسم و ازان رتبه مرا خلعتی شود که در وهم و گمان کسی نیاید ۱۲

۵۴ قوله در هوای یعنی ای طالبان صادق در عشق حقیقی [illegible]

۵۵ قوله جانهای بی نقصان گردید ۱۲ حقیقی نقصان شوید تا کامل [illegible]

(۱) ای جهودان بهر ناموس کسان + بگذرانید این سخن را بر زبان

چشمشان در رقص و جانها خود مپرس — وانکه گردد جان از آنها خود مپرس

عمر و مرگ این هر دو با حق خوش بود — بی خدا آبِ حیات آتش بود

هر که دیدِ او نباشد دفع مرگ — دوست نبود که نه میوش نه برگ

کار آن کار است ای مشتاق مست — کاندران کاری رسد مرگت خوش است

شد نشانِ صدقِ ایمان ای جوان — آنکه آمد خوش ترا مرگ اندران

گر نشد ایمانِ تو ای جان چنین — نیست کامل رو بجو اکمالِ دین

شد هوای مرگ طوقِ صادقان — که جهودان را بُد این دم امتحان

در نُبی فرمود کای قوم یهود — صادقان را مرگ باشد گنج و سود

همچنان که آرزوی سود هست — آرزوی مرگ بودن زان به است

یک جهودی اینقدر زهره نداشت — چون محمد این علم را بر فراشت

مرگ پیش از مرگ اینست ای فتا — اینچنین فرمود ما را مصطفی

گفت موتوا کلکم من قبل ان — یاتی الموت تموتوا بالفتن

رو بگورستان دمی خامش نشین — آن خموشانِ سخنگو را ببین

لیک اگر یکرنگ بینی خاکشان — نیست یکسان حالتِ چالاکشان

هیچ مرده نیست پر حسرت ز مرگ — حسرتش آنست کش کم داد برگ

ور نه از چاهی بصحرا او فتاد — در میانِ دولت و عیش و گشاد

مقعدِ صدق و جلیسش حق شده — رست زین آب و گلِ آتشکده

راست گفتست آن سپهدار بشر ❋ که هر آن کو کرد از دنیا گذر

نیستش درد و دریغ و غبنِ موت ❋ بلکه هستش صد دریغ از بهرِ فوت

که چرا قبله نکردم مرگ را ❋ مخزنِ هر دولت و هر برگ را

قبله کردم من همه عمر از حول ❋ آن خیالاتی که گم شد در اجل

حسرتِ آن مردگان از مرگ نیست ❋ زانست کز این نقشِ پا گردیم نیست

ماندیم آنکه آن نقش ست و کف ❋ لیک او بر هر یکی وارد شرف

آن یکی میگفت خوش بودی جهان ❋ گر نبودی پایِ مرگ اندر میان

آن دگر گفتا نبودی مرگ هیچ ❋ می نیرزیدی جهانِ پیچ پیچ

عمرها بر طبلِ عشقت ای صنم ❋ انّ فی موتی حیاتی میزنم

کارِ من سربازی و بیخویشیست ❋ کارِ شاهنشاهِ من سربخشیست

گر برد او بقهرِ خود سرم ❋ شاه بخشد شصت جانِ دیگرم

فخرِ آن سر که کفِ شاهش برد ❋ ننگِ آن سر کو بغیری بنگرد

غیرِ شه را بهرِ آن لا کرده ام ❋ که بسوی شه تولّا کرده ام

من نیم سگ شیرِ حقّم حق پرست ❋ شیرِ حق آنست کز صورت برست

شیرِ دنیا خواهد آبادی و برگ ❋ شیرِ مولیٰ جوید آزادی و مرگ

سیف و خنجر چون گل و ریحانِ او ❋ نرگس و نسرین عدوِ جانِ او

دائما از شوق یارب گوی باد ❋ پیشِ چوگانِ محبت گوی باد

۵۴ قوله سیف و خنجر یعنی عاشق صادق را قتل شدن از دست معشوق بجائے باغ و بوستان ست و گلهائے ظاهری را دشمن جان خود میداند که موجب غفلت محجوبیت از توجه بسوی ایزد تعالیٰ باشد ۱۲

۵۵ قوله دائما یعنی درین شعر دعاست یعنی عاشق پیوسته بجهت ذوق و شوق دلی در ذکر الهی باشد و در محبت او جان و دل خود نثار کرده باشد

حکایت در بیانِ توبهٔ نصوح چنانکه شیر از پستان بیرون آید و باز پستان نرود و آنکه توبهٔ نصوح کرده باشد هرگز ازان گناه یاد نکند بطریق رغبت بلکه هر دم نفرتش افزون شود و آن نفرت دلیلِ آن باشد که آن تائب لذتِ قبول یافته است ازان شهوتِ اول بی لذت شده این لذت بجای آن نشست چنانکه ❊ نبرد عشق را جز عشق دیگر ❊ چرا یاری نگیری زو نکوتر ❊ آنکه دلش باز آن گناه در رغبت شود علامت آنست که لذتِ قبول نیافته است و لذتِ قبول گناه نشسته است فنیسره للیسری نشده است و نیسره للعسری بروی باقیست و یافته شود والحر یکفیه الاشارة۔

بود مردی پیش ازین نامش نصوح
بد ز دلاکی زن او را فتوح

بود روی او چو رخسارِ زنان
مردی خود را همی کرد او نهان

او بحمامِ زنان دلاک بود
در دغا و حیله بس چالاک بود

سالها میکرد دلاکی و کس
بو نبرد از حالتِ آن بلهوس

زانکه آواز و رخش زن وار بود
لیک شهوت کامل و بیدار بود

عارفان که جامِ حق نوشیده اند
رازها دانسته و پوشیده اند

هر کرا اسرارِ کار آموختند
مهر کردند و دهانش دوختند

کان دعای شیخ نه چون هر دعاست / فانیست و گفت او گفت خداست

چون خدا از خود سؤال و کد کند / پس دعای خویش را چون رد کند

یک سبب انگیخت صنع ذوالجلال / کو رهانیدش ز نفرین و وبال

اندران حمام پر می‌کرد طشت / گوهری از دختر شه یاوه گشت

گوهری از حلقه‌های گوش او / یاوه گشت و هر زنی در جستجو

پس در حمام را بستند سخت / تا بجویند اول اندر پیچ رخت

رختها جستند و آن پیدا نشد / دزد گوهر نیز هم رسوا نشد

پس بجد جستن گرفتند از گزاف / در دهان و گوش و اندر هر شکاف

در شکاف تحت و فوق و در طرف / جستجو کردند دُر از هر طرف

بانگ آمد که همه عریان شوید / هر که هستید از عجوز و از نوید

یک بیک را حاجبه جستن گرفت / تا پدید آید آن گهر دانه شگفت

آن نصوح از ترس شد در خلوتی / روی زرد و لب کبود از خشیتی

پیش چشم خویش او می‌دید مرگ / سخت میلرزید او مانند برگ

گفت یا رب بارها برگشته‌ام / توبه‌ها و عهدها بشکسته‌ام

کرده‌ام آنها که از من می‌سزید / تا چنین سیل سیاهی در رسید

۲۲۱

من اگر این بار تقصیری کنم / پس دگر مشنو دعا و گفتنم

این همی زارید و صد قطره روان / که در افتادم به جلاد و عوان

ای خدا و ای خدا چندان بگفت

جمله را جستیم پیش آی ای نصوح / گشت بیهوش آن زمان پرید روح

همچو دیوار شکسته در فتاد / هوش و عقلش رفت آنساعت ز یاد

چونکه هوشش رفت از تن آن زمان / سر او با حق بپیوست از نهان

چون تهی گشت و وجود او نماند / باز جانش را خدا در پیش خواند

چون شکست آن کشتی او بی مراد / در کنار رحمت دریا فتاد

جان بحق پیوست چون بیهوش شد / موج رحمت آن زمان در جوش شد

چونکه جانش وا رهید از ننگ تن / رفت شادان پیش اصل خویشتن

جان چو باز و تن مر او را کنده بود / پای بسته پر شکسته بنده بود

چونکه هوشش رفت و پایش برگشاد / می پرید آن باز سوی کیقباد

چونکه دریاهای رحمت جوش کرد / سنگها هم آب حیوان نوش کرد

ذره لاغر شگرف و زفت شد / فرش خاکی اطلس و زربفت شد

مرده صدساله بیرون شد ز گور / دیو ملعون شد بخوبی رشک حور

این همه روی زمین سرسبز شد / چوب خشک اشکوفه کرد و نغز شد

گرگ با بره حریف می شده / ناامیدان خوشدل و خوش پی شده

بانگ آمد ناگهان که رفت بیم / شد پدید آن گم شده در یتیم

قصیدہ در منقبت پیرانِ پیر دستگیر روشن ضمیر محبوبِ سبحانی قطبِ ربّانی غوثِ اعظم حضرت سیدنا ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی قدس سرہ العزیز مصنفہ جناب مولوی صوفی ولایت حسین صاحب قادری چشتی صابری امروہوی دامت فیضہم

منوّر تابانِ وحدت آفتابِ صبحِ عرفانی
جنابِ قطبِ ربّانی محی الدین جیلانی

علی کے لاڈلے اور شبّر و شبیر کے جانی
رسول اللہ کے آرامِ جان محبوبِ سبحانی

مریدی لا تخف سے کہہ گیا یہ رازِ پنہانی
غلامِ غوثِ اعظم کو نہیں کچھ خوفِ شیطانی

خدا کی دی ہوئی تھی شہ کے وعظوں میں تاثیرِ روحانی
جو سنگیں دل انہیں سنتے تھے تو دل ہو جاتے تھے پانی

شرف ہر خاندان پر قادری مشرب کا روشن ہے
ستاروں میں ہو جس طرح ہو مہرِ نورانی

تمہارے سلسلے میں جو کوئی داخل ہوا شاہا
اسے حاصل ہوا فضلِ خدا سے قربِ ربّانی

کیا جس پر سلوک اس کو بقا کا مرتبہ بخشا
پڑی جس پر نگاہ جذب اس کو کر دیا فانی

کیا دامانِ امیدِ گدا کو پُر گُہر دم میں
ترا دستِ عطا ہے یا شہا ابرِ نیسانی

۷۸۶

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنہ

مثنوی حضرت خواجہ باقی باللہ

معہ

تذکرہ حالات حضرت مصنف رحمۃ اللہ

مؤلفہ

جامع علوم معقول و منقول حاوی فروع و اصول ماہر علوم عرفان واقف اسرار سبحان

جناب مولانا مولوی احمد حسین خان صاحب

قادری نقشبندی امروہوی مد فیضہم

۱۳۲۸ھ

بعد حمدِ خدائے دوجہان و نعت رسول فخرِ عالم و عالمیان فقیر ہیچمدان احمد حسین خان قادری نقشبندی مجددی مظہری نعیم اللّٰہی حکیم بادشاہی امروہوی غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ بخدمت ناظرینِ باتمکین مثنوی شریف ہذا عرض پرداز ہے کہ اِس کتاب نایاب سلکِ جواہر بے بہا و نظمِ دُررِ غرّا کے مصنف قدس سرہ العزیز کا نام نامی اور اسمِ گرامی مشہور و آشکار کَالشَّمْسِ فِیْ نِصْفِ النَّهَار ہے آپ کے صحیح اور مختصر حالات کا تذکرہ عام فہم اردو زبان میں قلمبند کر کے ہدیۂ شایقین کیا جاتا ہے تاکہ مثنوی شریف کے ساتھ ساتھ اُس کے مطالعہ سے بھی اربابِ صدق و یقین بہرہ اندوز ہوں اور فیضان حاصل کریں وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَھُوَ خَیْرُ رَفِیْقٍ؎

یہ مثنوی مصنفۂ آفتابِ چرخِ ہدایت و ایمان شمعِ بزمِ ولایت و عرفان دستگیرِ بیکسان فریادرسِ حاجتمندان - ماحیِ بدع و طغیان سرِ حلقۂ عرفائی زمان - پیشوائے کاملین و کملان غوثِ وقت و قطبِ دوران چراغِ خانۂ خواجگان نقشبندان - واقفِ اسرارِ ایزدی احد حضرت خواجہ سید رضی الدین محمد المعروف بہ خواجہ باقی باللہ حاجت روائے خلق اللہ

ابن قاضی عبد السلام کابلی قدس سرہُ العزیز آپکا مولد شریف خاص شہر کابل اور سنہ ولادت باسعادت نوسو اکہتر ہجری ہے۔

یون تو زمانہ طفولیت ہی سے آپ کی جبین صلاحیت آگین سے آثار بزرگی اور تقدس نمایان اور انوار ولایت و معرفت تابان۔ اور طبیعت نیک طوینت تفرید و تجرید پسند اور چہرہ اقدس سے کمالات فقر درخشان تھے اور کم سنی ہی سے آپ کتب درسیہ علوم عربیہ کی تحصیل علامۂ وقت حضرت مولنا محمد صادق حلوائی کی خدمت مین کر رہے تھے ہنوز فارغ التحصیل نہ ہونے پائے تھے کہ جذبۂ عشق الٰہی اور ولولہ جوش و خروش نامتناہی جو فطرۃً آپ کے خمیر مین داخل اور پہلے ہی سے قدرۃً آپکو حاصل تھا موجزن اور شعلہ افگن ہو گیا۔ آپ تعلیم علوم ظاہری سے برخاستہ خاطر ہو کر فقرائے کاملین مجاذیب و سالکین کے تلاش مین مختلف امصار و دیار مین تشریف لے گئے اور اون کی جستجو مین شہر بشہر صحرا بصحرا پھرتے پھرتے شہر ماوراء النہر مین پہونچے جو اوس زمانہ مین ماوای علماء و فضلا اور مرجع فقرا و اولیا تھا۔ مشائخ وقت کی خدمات مین ملاقی اور اونسے جویائے نشان در مقصود کو ہر مطلوب ہوئے۔ بعض بزرگون کے معتقد ہو کر اونکی خدمت مین بیعت حاصل کرنے کے ارادہ سے استخارہ بھی لیا۔ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح سے یہ ارشاد ہوا کہ تعلیم سلوک بعد کرو اول اخلاق کی اصلاح لازم ہے۔ آپ نے حسبہٗ بعد تکمیل تہذیب اخلاق پہلے حضرت خواجہ عبید خلیفۂ مولنا لطف اللہ خلیفہ مولنا خواجگی دہبیدی قدس اسرارہم کی خدمت فیضدرجت مین بیعت توبہ و انابت حاصل فرمائی۔ بعدہ حضرت افتخار شیخ سمرقندی خلیفۂ خاندان کبار خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین۔ پھر اس کے بعد حضرت خواجہ

امیر عبد اللہ بلخی رح کی خدمت مین نگران آخر الذکر بزرگ سے مصافحہ کرتے
ہی آپ کو نعمایت غیر مترقبہ حاصل ہوئین اور تا قیامت برکات باقی رہنے کی امید بندھی
اور خطرات اور وساوس سے ایک حد تک نگاہداشت ہوگئی۔

پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ کو عالمِ مثال یعنے خواب مین ذاتِ خاص حضرتِ خواجۂ
بزرگ خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رضی اللہ عنہ سے بیعت توبہ نصیب ہوئی
جس سے آپ کو استقامت تامّہ اور جمعیت دائمہ حاصل ہوگئی۔ اور یہ نوبت پہونچی کہ
آپ نے اپنے تمام عزیز و اقارب دوست احباب اور سب مشاغل اور جملہ کار و بار کو
یک لخت چھوڑ چھاڑ کر زاویۂ خلوت اور گوشۂ عزلت اختیار کر لیا ہمہ وقت یادِ الٰہی مین
محو اور مستغرق تھے۔ ایسی آتشِ عشق و محبت مشتعل ہوئی اور محبِ حقیقی سے ملنے کی
آرزو اور تمنا دامنگیر ہوئی کہ آپ شب و روز بے تاب و بے قرار نالان و گریان رہتے
تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ اس کیفیت کو بمقتضائے شفقتِ مادری برداشت نہین
کر سکتی تھین اور بعض اوقات بے اختیار ہو کر بارگاہِ احدیت مین نہایت گریہ و زاری
کے ساتھ مناجات کرتی تھین کہ اے پاک پروردگار میرا فرزند تیری طلب اور محبت
مین سرگشتہ اور دنیا سے برگشتہ اور شب و روز تیری یاد سے یگانہ اور خویش و بیگانہ ہو کر تیرے
ذکر مین محو اور مشغول رہے اور تیرے ملنے کی آرزو اور جستجو مین تمام لذائذِ دنیا اوس نے
چھوڑ دین اوس کے مصائب اور تکلیفات کا صدمہ مجھسے برداشت نہین ہو سکتا ہے
اوسکی حالتِ زار پر رحم فرما اور اوس کو اپنے وصل سے بہرہ ور کر۔ خدا تعالیٰ نے آپکی
یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت کو آپکی مراد مین کامیاب کر دیا چنانچہ آپ ارشاد فرماتے
ہین کہ مین اپنی والدہ ماجدہ کی دعا کی برکت سے کامیاب ہوا گو مین نے بھی بتیا بی

اور بے قراری اور حصولِ مدعا کے لئے بے چینی ضرور برداشت کی لیکن میری محنت اور مشقت اور مجاہدہ اور ریاضت کو اولیاءِ متقدمین کی ریاضت سے کچھ بھی نسبت نہین ہے

آپ کی والدہ ماجدہ کی کیفیت یہ تھی کہ آپ خاندان سیادت آل پاک جناب مصطفےٰ صلعم اور اولادِ خاصِ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نہایت ہی صالحہ اور عابدہ و زاہدہ اور بڑی ہی صابرہ اور شاکرہ بی بی تھین۔ باوجودیکہ آپ کی خدمت مین بہت سی خادمہ اور کنیزین موجود تھین لیکن فقرا اور درویشون کے لئے آپ خود روٹی تنور مین لگاتی تھین اور خود بہ نفس نفیس کھانا ترتیب دیکر بھیجتی تھین اور خود سب کے فارغ ہو چکنے کے بعد کچھ بچا کچا کھانا۔ روکھی سوکھی روٹی پر قناعت کرتین اور شب کو سب کے بعد بوریہ وغیرہ کا فرش کراکے اوس پر سو جاتی تھین۔ آپ نے حضرتہ ممدوحہ کی جب یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو آپکو بلحاظ اُنکے ضعف و ناتوانی کے یہ کیفیت نہایت شاق گزری اور آپ نے دوسرے صاحبون کو اس خدمت کی بجا آوری کے لئے ارشاد فرمادیا۔

جب حضرتہ ممدوحہ کو اس کا علم ہوا تو آپ بہت آزردہ ہوئین اور بارگاہ احدیت مین نہایت گریہ وزاری کے ساتھ عرض کیا کہ یارب العلمین مجھسے اس خدمت کی ادائی مین ضرور کچھ قصور یا غلطی سرزد ہوئی ہے کہ مجھسے یہ خدمت علیحدہ کر دینے کے لئے تو نے حکم دیدیا ہے۔ حضرت کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے بعد معذرت پھر اس خدمت کو حضرتہ ممدوحہ کے تفویض فرمادیا۔

اس کے بعد آپ کشمیر تشریف لے گئے وہان حضرت شیخ بابا ولی نقشبندی قدس سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر رہکر اونکے فیوضیات سے بہرہ اندوز ہوئے اور اونکی برکات توجہ سے آپ پر در قبولیت کشادہ ہوا چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے

کہ "جناب ممدوح کے آستانۂ مبارک سے اِس فقیر کو بھی بقدرِ استعداد و ظرف نفحات ربانیہ نمود ہوئے"۔

اِس کے بعد آپ پر عینیتِ شہود وہ حضراتِ خواجگان علیہم الرضوان جلوہ گر ہوئی اور اون کے ارواحِ طیبات بشارتِ فیض اشارت دینے اور تلقینات فرمانے لگیں اور اُنکی توجہات اور برکات کی امداد سے آپ پر دائرۂ عینیت زیادہ وسیع ہوگیا اور راہِ سلوک اچھی طرح کشادہ اور روشن اور جمعیت مزید حاصل ہوئی۔

بعض بعض بزرگون کی روح پر فتوح سے بطریق اویسیت بھی آپ کو فیضان حاصل ہوا ہے جن کے نامون کی تفصیل آپ نے اپنی مثنوی شریف مین بیان فرمائی ہے۔ حضرت خواجۂ بزرگ خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبند رح اور حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رح اور حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی رح اور حضرت رسول خدا صلعم۔ روح پر فتوح حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آپ کو بدرجۂ غایت نسبتی خصوصیت حاصل تھی۔ جیساکہ منقول ہے کہ آپ ایک روز نماز پڑھا رہے تھے اور اچھی طرح روبقبلہ تھے پیچھے سے نمازیون نے دیکھا کہ آپ ہمکو بھی اچھی طرح دیکھ رہے ہیں جس سے اون کے بدن پر رعشہ پیدا ہوگیا جیون تیون کرکے نماز کو پورا کیا اور نماز کے بعد آپ کی خدمت مین یہ ماجرا عرض کیا تو ارشاد فرمایا کہ اس کو ہرگز ہرگز کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ آپ کی یہ کیفیت بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ سے مطابق ہے۔

یون تو آپ سے بے شمار خوارقِ عادات اور کرامات ظہور مین آئی ہین جن کا احصا ناممکن ہے۔ مگر مشتے نمونہ از خروارے بعض بعض واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک شخص نے ایک باکرہ عورت سے نکاح کیا۔ کئی سال گذر گئے تھے کہ وہ اوس سے

ہم بستر نہ ہوسکا اور ہر قسم کے ادویہ وادعیہ کا استعمال کیا مگر مطلق کوئی اثر نہوا۔ وہ شخص آپ کے اوصاف سُن کر خدمتِ مبارک مین حاضر ہوا۔ اُسوقت آپ گھوڑے پر سوار ہوکر کہین تشریف لے جا رہے تھے اُس نے آنکر آپکے گھوڑے کی لگام پکڑلی اور حال بیان کرکے زوال نامرادی کا خواستگار رہوا۔ آپ نے تین دفعہ اُس سے سخت معانقہ کیا اور فرمایا کہ ابھی جاکر ہم بستر ہو۔ چنانچہ اُسی وقت اُس نے اپنے اندر عجیب وغریب قوت پائی اور بسہولت تمام وہ عورت پر قادر ہوا۔

ایک ضعیفہ کا تین چار سالہ لڑکا حصارِ فیروز آباد کی دیوار سے جس کے نیچے فرش پختہ ہے تقریباً تیس (۳۰) گز اونچائی سے نیچے گر پڑا اور کانون کے سوراخون سے خون جاری ہوکر اُس کا دم ٹوٹ گیا۔ اُسکی ماں گریہ وزاری کرنے لگی اور نہایت بیقرار ہوئی اوس نے بجز آپ کے خدمت مین عرض کرنے کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا۔ بالآخر اوس لڑکے کو آپ کے قدمون پر لیجاکر ڈال دیا اور اوس کی زندگی کے لئے التماس کیا۔ آپکی عادت شریف تھی کہ اپنی توجہ وتصرف کو لوگون کے نگاہ سے پوشیدہ رکھتے تھے آپ نے ایک طب کی کتاب طلب کرکے دیکھی اور ارشاد فرمایا کہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ لڑکا مرنے کا نہین ہے۔ حاضرین کو تعجب ہوا کہ ایسی کونسی کتاب ہے جس سے ایسا معلوم ہوسکے تھوڑی دیر آپ خاموش رہے اُس کے بعد دیکھا گیا کہ لڑکا اصلی حال پر تندرست ہوگیا جب حاضرین کو ثابت ہوا کہ آپ کی کرامت تھی۔

ایک بزرگ خواجہ برہان جو ایک حد تک سلوک طے کئے ہوئے تھے آپ کی خدمت مبارک مین حصول فیضان کے غرض سے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے تصور کے لئے ارشاد فرمایا چونکہ یہ ارشاد ابتدائی تعلیم سے متعلق تھا اور وہ صاحب منتہی تھے اسلئے اونکو

سخت تعجب ہوا اور انہون نے لوگون سے اِسکا ذکر کیا کہ اگر آپ مراقبہ مقامات عالیہ تعلم فرماتے تو مناسب تھا سب نے کہا کہ آپ کو حضرت کے ارشاد کے تعمیل کرنا چاہیئے اِن خیالات کی ضرورت نہین ہے پس اونھون نے نیک عقیدہ کے ساتھ اِس ارشاد کی تعمیل کی اور تصور بہ درجہ اتم محویت کے ساتھ کیا چندہی روز مین نسبت عظیم حاصل ہوگئی اور بڑہائے مین ایسا جذبہ پیدا ہوا کہ کئی جوان اُنکو نہین سنبھال سکتے تھے۔

ایک سپاہی نے خلاف شیوۂ مروت آپکے بعض ہمسایون پر جور وظلم کیا آپ اُسکی حرکت دیکھکر سخت بے چین ہوگئے اور اُس سپاہی کو نصیحت کی لیکن بوجہ کمال بدبختی کے اُس نے آپکی نصیحت قبول نہ کی مظلوم کے حال پر کمال شفقت ورحم دلی کرنے کے باعث آپ نہایت متغیر الحال ہوگئے اور ظالم سے فرمایا یہ لوگ فقرائے خواجگان بزرگوار کے قرب وجوار مین رہتے ہین جو نہایت غیور ہین۔ خبردار رہنا۔ چنانچہ وہ تین روز کے درمیان مین چوری کی تہمت مین گرفتار ہوا۔ اور مارا گیا۔

آپ کی شفقت ورحمدلی کی کیفیت یہ تھی کہ ایک وقت شہر لاہور مین قحط سالی ہوئی آپ بھی وہین تشریف رکھتے تھے کئی روز تک آپ نے کھانا نہین کھایا۔ جب آپکے سامنے کھانا لایا جاتا تھا تو فرماتے انصاف سے بعید ہے کہ کوئی بھوکا پیاسا گلی کوچون مین اپنی جان دے۔ اور ہم کھانا کھائین آپ کھانا بھوکون کے لئے بھجوا دیتے اور خود قوتِ روحانی پر جو بمصداق اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّی میراثِ اولیا ہے بسر کرتے تھے۔

بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ آپ سواری پر سوار ہوتے اور کسی غریب مسکین کو پیدل چلتے ہوئے دیکھتے آپ سواری سے اتر پڑتے اور سواری پر اوسکو سوار کرتے اور خود پیادہ پا ختمِ منزل تک جاتے اور سر پر چادر یا رومال ڈال لیتے تاکہ کسی دوست کو

اس پر اطلاع نہ ہو۔

آپ حیوانات پر بھی شفقت فرمایا کرتے تھے ایک روز آپ نماز تہجد کیلئے اوٹھے اور بلّی آپ کی لحاف مین سوگئی آپ صبح تک سردی کی تکلیف برداشت کرتے رہے لیکن بلی کو لحاف سے نہ نکالا۔

ایک روز آپ لاہور کی کسی مسجد مین نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے اثناء نماز مین ایک مہیب آواز آپ کے سینہ فیض گنجینہ سے ظاہر ہوی کہ نمازی حیران و ششدر ہوگئے۔ آپ نماز سے فارغ ہوتے ہی مکان کو تشریف لے گئے اور کئی روز تک مکان مین ہی نماز پڑھا کئے ؎ این ندا از غیب بود بیگمان + گرچہ از حلقوم او گشتہ عیان

باوجود حصول کمالات و مقامات عالیہ آپ مسند ارشاد پر بیٹھنا پسند نہین فرماتے تھے بلکہ اکثر امصار و دیار کشمیر و لاہور بلخ و بخارا ما وراء النہر و بدخشان کا سفر کرکے مشائخ کی خدمتون مین حاضر ہوکر اپنے احوال کی تصحیح فرماتے رہتے تھے۔

ابتدائے زمانہ مین آپ لاہور مین ایک مجذوب درویش کی خدمت مین تشریف لیجایا کرتے تھے مگر وہ اصلا آپ کی طرف توجہ نہ کرتا تھا اگر کبھی آپ اوس کا تعاقب فرماتے تو وہ آپ کو گالیان دیتا تھا پتھر مارتا تھا یا متنفر ہوکر بھاگ جاتا تھا مگر آپ نے استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا اور اوس کی خدمت مین برابر حاضر ہوتے رہے اتفاق سے ایک روز اوس کو خیال آگیا آپ کو اپنے قریب بلاکر آپ کے حصول مدعا کے لئے بہت دعا کی اور آپ وہان سے رخصت ہوے۔

پھر آپ مولانا شیر غالی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین تشریف لے گئے اون سے ملکر راہی سمرقند ہوے اثناء سفر مین بعض دوستون کے نام آپنے خطوط

لکھے ہین اونکی پیشانی پر یہ شعر تحریر فرمایا ؎ من از محیطِ محبت نشان ہمی دیدم + کہ استخوانِ عزیزان بہ ساحل افتادست + اس سفر مین آپ نے بعض واقعات مین حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہین کہ آپ مولنا خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہون۔ اس کے بعد آپ نے حضرت مولنا ممدوح کو خواب مین دیکھا وہ خود یہ ارشاد فرماتے ہین کہ "اے فرزند ہماری آنکھ تمہارے راہ پر لگی ہوئی ہے جلد آؤ" اس بشارت سے آپ کو کمال خوشی و خرمی حاصل ہوئی اور اس بیت کو ورد زبان فرمایا ؎ میگذشتم ز غم آسودہ کہ ناگہ ز کمین + عالم آشوب نگاہے سرِ راہے بگرفت + مقام در مقام اور منزل بہ منزل آپ سفر کرتے ہوے آستانہ عالیہ حضرت مولنا خواجہ محمد آم امکنگی عرف مولنا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ پر پہونچے آپ شہر سمرقند کے ایک معمر اور مستند بزرگ اور سربر آوردہ مشائخ سے تھے آپکو اپنے والد بزرگوار خواجہ درویش محمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ مولف لب لباب مثنوی معنوی سے خرقہ و خلافت پہونچی تھی اونکو اون کے ماموں حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اونکو زبدۃ الاخیار حضرت خواجہ محمد عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے

آپ نے مولنا ممدوح کی دست مبارک پر بیعت کی مولنا آپ کے حال اور مقام عالی سے مطلع ہوئے اور آپ پر وفورِ عنایات اور توجہات خاص مبذول فرمائین تین شبانہ روز آپ سے تخلیہ فرمایا اور اسرار خاص سے سرفرازی بخشی اور یہ ارشاد ہوا کہ آپ کا معاملہ بہ برکت اکابر سلسلہ علیہ انجام کو پہونچ چکا ہے اب آپ ہندوستان تشریف لیجائے اور خلق اللہ کو فیض پہونچائے کہ آپ سے اس سلسلہ کو بہت فروغ اور رونق حاصل ہوگی۔ اور طالبان خدا مستفید ہون گے۔ ہر چند کہ آپ نے براہ

عجز و انکساری اپنے نقص و قصور کا اعتراف کر کے معافی چاہی اور بہت کچھ معذرت کی لیکن جناب مولانا نے استخارہ لیا اور موافق آیا تو بہت اصرار فرمایا اور آپ کو خلافت تامہ عنایت فرما کر دہلی کی طرف رخصت کیا آپ ہی جناب مولانا کے خلیفہ اکبر مشہور ہوئے۔

بہ تعمیل ارشاد فیض بنیاد جب آپ راہی شہر دہلی ہوئے تو یہ شعر ورد زبان تھا ۵ شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند + زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود + آپ کے رخصت ہو چکنے کے بعد جناب مولانا کے قدیم دستون کو آپ کے اس قدر جلد خلیفہ ہو کر رخصت ہو جانے پر بہت رشک آیا اور غیرت آئی اور جناب ممدوح کی خدمت مین یہ معاملہ پیش ہوا تو ارشاد ہوا کہ آپ صاحبون کو امر واقعی کی کچھ خبر نہین ہے درحقیقت اس نوجوان کا معاملہ تربیت درجۂ کمال کو پہونچا کہ ہمارے پاس بھیجا گیا تھا اوس نے ہمارے پاس آ کر صرف تصحیح حال فرمائی ہے بے شک جو شخص اس طرح آئیگا وہ اسی طرح جائیگا۔

آپ ہندوستان مین داخل ہوئے اور ایک سال تک لاہور مین مقیم رہے وہان کے اکثر علمار اور صوفیہ کرام آپ کی خدمت مین مستفید ہوئے۔ پھر آپ شہر دہلی مین تشریف فرما ہوئے (جو اوس زمانہ مین دار الاولیار اور بیت الفقرا تھا) اور قلعہ فیروزی مین مقیم ہوئے۔ جو لب دریائے جمن واقع اور نہایت ہی دلکشا مقام ہے۔ وہان بکثرت آپ کی طرف خلق اللہ کے رجوعات ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ مین مرجع خلائق ہو گئے۔ ہزارہا آدمی آپ کا معتقد تھا مگر آپ بہت ہی کم لوگون کو مرید کرتے تھے بعض بعض صاحبون کو حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ کی درگاہ سے آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے لئے ارشاد ہوا اور حاضر خدمت ہوئے مگر آپ نے معذرت فرمائی

اور ارشاد کیا کہ وہ کوئی دوسرے بزرگ ہون گے جن کے لئے ارشاد ہوا ہے مین ناچیز
کجا اور یہ ارشاد کجا۔

آپ کے خلفا کی تفصیل یہ ہے شیخ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ خواجہ حسام الدین احمد
رحمۃ اللہ علیہ شیخ الہ داد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد
فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بعض شجرون مین حضرت امیر سید ابو العلا اکبر آبادی
رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ کے خلفا مین لکھا ہے اور اکثر مین اون کے مرشد کا نام
سید عبد اللہ مرقوم ہے جو بواسطہ خواجہ یحیی و خواجہ عبد الحق حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچتے ہین۔

جناب خواجہ علیہ الرحمہ کا عرف خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ مشتہر ہونے کی وجہ
عامہ خلائق مین یہ مشہور ہے کہ آپ سے کسی شخص نے بقا باللہ کے معنی دریافت کئے
تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہان زبانی سمجھانے کی بات نہین ہے اوس نے عرض کیا کہ
حضرت جس طرح ممکن ہو ارشاد فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری وفات کے وقت ہم سے
دریافت کرنا جب آپ کو بعمر چالیس سال وسط جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ مین مرض الموت
لاحق ہوا تو اس شخص نے حاضر خدمت فیضدرجت ہو کر عرض کیا کہ اب وعدہ ایفا فرمایا
جائے تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے جنازہ کی نماز پڑھائے تم اوس سے پوچھ لینا
کر لینا جب آپ نے بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ روز شنبہ وصال
فرمایا تو یہ شخص نماز جنازہ کے وقت حاضر تھا کہین سے ایک شخص برقع پوش آیا۔
سب نے اوس کو آگے بڑھایا اوس نے نماز پڑھائی اور نماز پڑھا کر وہ چلا یہ صاحب
اوس کے پیچھے پیچھے ہو سے یہانتک کہ وہ آبادی سے باہر نکل گیا اور جنگل آگیا اور اوسنے

بڑے بڑے قدم رکھنے شروع کئے اس شخص نے دوڑ کر اونکا دامن پکڑ لیا اور عرض حال کیا۔ اونھون نے منھ پھیر کر اس کے طرف کو دیکھا تو وہ خود حضرت خواجہ صاحب ھی تھے یہ ہیبت زدہ ہوکر بیہوش ہوگیا اور وہ چلے گئے جب اِسکو ہوش آیا تو اِس نے اور ونکو اِسکی اطلاع کی آپ اس نام سے مشہور ہوگئے **مزار شریف** آپ کا دہلی مین بیرون اجمیری دروازہ قریب درگاہ قدم رسول زیارت گاہ خاص و عام ہے

قصیدہ مولف

لبالب بھر دے اے ساقی مئے باقی سے پیمانہ
کہ ہون مستِ الستِ اول سے مین جانانکا دیوانہ

ملا ہے ساغرِ وحدت خُمِ باقی باللہ سے
ازل سے ہی خمار اوسکا کہ اب تک ہون مین مستانہ

رہے مخمور تا محشر جو پی لے کوئی ایک جرعہ
یہ فیضِ ذاتِ مطلق ہے کہ ہی خواجہ کا میخانہ

شبستانِ ولایت کے وہی شمعِ ہدایت ہین
اونھین سے بزم ہے روشن انھین کا ہون مین پروانہ

نہین ممکن کہ وصفِ خواجہ ہووے کچھ رقم مجھسے
شہ ذیجاہ ہین خواجہ میرے کہو اس رندانہ

تمھارا نام ہے سیّد رضیّ الدین شاہ خواجہ
ہوے فانی ز خود باقی باللہ شانِ مردانہ

تمھارے فیض سے پہونچے گدا و شاہ مقصد کو
کسی کو ولق عرفان دی کسی کو تاجِ شاہانہ

قدومِ فیض کی برکت سے ہندوستان ہوا جنت
جو کفرستانِ باطل تھا بنا حق کا وہ کاشانہ

بہت مشتاق ہے احمد بھی مدت سے تجلی کا
دکھا دو دلمین اے خواجہ کرو آباد ویرانہ

لف سلوک نقشبندیہ مین توحید وجودی کی تعلیم ابتداءً واقع ہوتی ہے بعدہ درجہ شہودی کا ہے مثنوی شریف دونکو جمع [illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

خداوندا بفقرم راه بنمای
درے زان ره سوے درگاه بکشاے

که از ناکامیِ خود کامیابم
در افلاسی کلِ آرام یابم

غنا در فقر و فقر اندر غنا ام
بشویم دست ازین شوریده قلزم

شوم در فقر دریاے الهی
امانت دارِ دُرهاے الهی

ز آشوب و ملغِ پر تحیر
گهے خود را صدف بینم گهے دُر

گهے زین هر دو بالاتر گزینم
صفاتِ بحر را در خود ببینم

بجنبش آیم از موجِ تفکر
کنم دامانِ کوه و دشت پر دُر

بگیرم بر کف از درها هواے
هم از خود بر خود افشانم نثارے

ز جوشِ سینه چون گردم سبکسیر
ببیند از من بناے این کهن دیر

کجا آن غرقهٔ بحر مطالب — که سر بیچید ز امواج کواکب
وجودش موج الٰهی بیابد — ز اصل موج آگاهی بیابد
به بیند موج حسن عشق یکیست — شود با موج عالمگیر مست
زیک بحر است چه انفس چه آفاق — چه حسن و عشق چه قید و چه اطلاق
عجب بحریست خود در خود شناور — تعالی شانه الله اکبر
اگر علمی است از علم خدائیست — خودی و کبریائی بادشاهیست
درین معمورهٔ کثرت را چه کار است — همین یکذات و دیگر اعتبار است
اگر قدرت و گر علم و اراده است — بظاهر پستی چند او فتاده است
همان اصل نسب بی چند و چون نسبت — ز هر نسبت که میدانی برون است
ز بحر جود او کونین جوئی — ز جوئی لطف او آدم بسوئی
بسوئی خاک و آتش او ندیده — خدایش جمله از آب آفریده
چو آب صاف خالی از کثافت — شده ظاهر ز بیرونش لطافت
لطافت عکس نور لایزالی — نه آن عکسی که از اصلست خالی
چه عکس است این قدر از اصل معمور — چه نور است اینهمه سبحان ربی النور
زهی نوری که چندین هشت و کم ساخت — ز بحرش قطره بیرون نینداخت

چنین دانم که خود غواص خود بود
چو من در موج دریا ره نوردم — گهی در فرق و گه در جمع گردم
چه گویم زیر چوگان ارادت — بشارت باد ختم را سعادت

مناجات بدرگاه قاضی الحاجات

خداوندا درین چاه نفس گیر — طلسم حیرت و زندان تزویر

۲۴۰

قبولی گرچه از شیطان شنوده ‏‏ ‏ ز شیطان گوی رسوائی ربوده

همه ابلیس را افزند بی قیل ‏ ‏ خطابش قرة العین عزازیل

ز آتش زاده دیو آدمی ننگ ‏ ‏ به آتش بارگی عالم ازو تنگ

من بیچاره از دستش زبونم ‏ ‏ درون چاه او بارش نگویم

گهی در خشم و گه در آرزو خوار ‏ ‏ میان آب و آتش دارم این کار

گهی در خلوت شیطان کند رخت ‏ ‏ در ایوان سیه بختان زند تخت

گهی در روی کارم پرده آرد ‏ ‏ یقینم را بتاریکی گذارد

گهی نازد پی کسب کمالات ‏ ‏ دهد نقدم بتاراج خیالات

گهی این با قبول از بس عداوت ‏ ‏ پی جذب قلوب آرد ارادت

ز درویشی کند شرح و بیانی ‏ ‏ ز علم و شعر خواند داستانی

گه آمد در سکوت و در تفکر ‏ ‏ شود اهل ارادت از تصور

که جانش غرق دریای وجود است ‏ ‏ برون از خلق در عین شهود است

زبانی در مناجات آورد روی ‏ ‏ ز فکر آخرت گه دیده یکسوی

که از بهر چه غم زهد کارم ‏ ‏ ز سر لذات فردوسی ندارم

ازین غافل که دنیای لعین را ‏ ‏ بپرورده فساد کار دین را

باستاد هوس تسلیم کردی — بخدمتگاریش تعلیم کردی

نسیم غمزه پردازی بباغش — دمی طرفه دمیدی در دماغش

عنان عقل بگرفتی ز دستش — بشیرین عشوه دادی شکستش

طریق عشقبازی را نمودی — دل ناکرده کارش را ربودی

خود از هر سو عبیر افشان رسیدی — بآئینه که می بایست دیدی

لباس مختلف پوشیده مست — ربودی صبرش از دل کارش از دست

بحمد الله که مسجودم که بودی — مدار بود نابودم تو بودی

اگر در دیر و گر در کعبه بودم — بتو میگفتم از تو می شنودم

تو بودی حل چندین مشکل من — تو بودی راحت جان و دل من

همین سرگرم سودای تو بودم — بهر جای تمنای تو بودم

اگرچه این سخن مستانه گفتم — غبار شرک چندین ساله رُفتم

دو روزی اندرین بتخانه بودم — بسان سبحه صد دانه بودم

ولی هر یک برآورده دکانی — بهر جا رنگی و هر سو نشانی

در توحید بر رویش کشادند — شعورم در دل ریشم نهادند

وجود رشته بر میگشت سوزان — بزور خرمن صد رنگ پوشان

حکایت

در نعت حضرت سید المرسلین محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم

همان بے رنگی و بے اعتباری — دمادم میفزود دردش بیقراری

سرشک از دیده می بارید و میگفت — شگاف سینه میخارید و میگفت

که هر کس را تمنائے محالیست — نهانی هر دلے را قیل و قالیست

مرا هم در دماغ آرزو خیز — بجائے میدو و نومیدی انگیز

که میدانم مرادم بر نیاید — ازین ششدر کشادم بر نیاید

ولیک از قسمت قسام ذوالمن — نصیحت ناشنو جانیست در من

همین نابود خود میخواهد و بس — همین در آرزو میکاهد و بس

چو در حشر از لحد بیرون کنم سر — ز من بوسے نیابند اهل محشر

مباد آندم شوم از خود گرفتار — به نفسی نفسیم افتد سر و کار

بفضلت در بهشت آیم خرامان — غبار قصد و باغ از من برافشان

دماغ خود پرستی نیست در من — سر بالا و پستی نیست در من

بلے آنرا که چشم تیز بین است — ولے با داغ خواهش همنشین است

برون از دوست آرامے ندارد — بجز قطعاً سر انجامے ندارد

من و این طفل نادان در خور و خواب — پئے آن راه گیرم اندرین باب

زبانے حلقهٔ این در زنم چست — کنم بند تعلق از همه سست

سهی سروی ز بستان خدا نیست | ستون بارگاه کبریا نیست
سراپردهٔ کون دارد نور بینش | ازین فانوس شمع آفرینش
کلام زندگی بخشش مشیر است | که روح القدس از من بهره گیر است
همان عیسی ازین دم بهره ور بود | که در انفاس او چندان اثر بود
سرافیل است ابجد خوان این درس | نهاده گوش در سامان این درس
رخش مرآت نور لامکان را | صلا در داده بینائی جهان را
که هان در من چو دیدی بیشک و ریب | خدا بین آمدی در پردهٔ غیب
درون پرده من بودم که آدم | ملک را بهر مسجودی که کردم
جمال یوسف از من آبخور داشت | که عالم را جهان زیر و زبر داشت
دلش آهسته با خود در ترانه | که از تیر عجب دارم نشانه
حریف راز دارم دیگری نیست | نهال عشق را جز من بری نیست
چنین دارم که اسرارش کماهی | خودش میداند و علم الهی
عروس خلقتش اندر شرح اینست | که نور قدس در پرده نشین است
سرای حسن و خلوتگاه عشقم | ز من جوینده ره من راه عشقم
صفات دوست را بی نقل و تحویل | منم یک نسخه و یک نسخه تنزیل

مناجات

درین بستان اگر خارے شود کم — کدامی مرغ خواهد داشت ماتم

ازین گلشن اگر برگے شود زرد — کہ خواهد خاک بر سر کرد ازین درد

چه خواهد شد اگر دریا بجوشد — نقابے بر سر یک قطره پوشد

فلک گر تند بادیرا نگارد — کزین محفل غبارے را برآرد

بیا ای نوح طوفانے برانگیز — باین خاکِ هوس آلوده بستیز

اشارت کن بموجِ پر تلاطم — غبارے شرک از روی زمین گم

فرود آ اے کلیم الله ازین کوه — تجلی کن باین فرعونِ انبوه

عصایِ اژدها صورت بجنبان — نمودِ چند را نابود گردان

بنما ای خواجه ابروے هلالی — بشبخون بر برین شوریده حالی

بگفت آور زبانِ گوهر افشان — غبارِ هوش از مغزم برافشان

یکے روے جهان افروز بنما — حجابِ ماه و رشکِ روز بنما

بتے را گرمیِ بازار بشکن — خلل در طاقِ این کسری بیفگن

بکن دکانِ این شیطانِ مشوش — بهم بر زن بساطِ آب و آتش

سرِ گردن کشی در سجده آور — ابوجهلِ ضلالت را بزن سر

گرفتم ناکس و کمتر زبانم — محمد را رسول الله دانم

نخست از مروّت چو جوش زبانی	فرستادند تحفه ارمغانی
بر آن خسم را شفیع خویش کردند	سر عجز فقیری پیش کردند
شب مجنون و بیداریش کردند	سرشک خون و خونخواریش کردند
همان کاهیدن و خواری نمودن	همان زاری و بیزاری نمودند
ازان سربستهٔ غم تعبیر کردند	بصد سنگین دلی تقصیر کردند
دل مجنون دران مجمع گذر داشت	دران صد پرده خود آهنگ عشق داشت
دگر نه راز غم خود هم ندارم	حدیث عشق از غم ندارم
سخن القصه در گرمی درآمد	عزیزان صنم را در خور آمد
بمیدان مروّت خوش بر اندند	به تسلیم و رضا گوهر فشاندند
که ما را نیست تقصیری درین باب	ولیکن تاب بباید کجا تاب
کنم اینک رخ لیلی مصفّا	ولی هوشی ز مجنون ماند اینجا
خود آن بیچاره سد باب خویش است	خود افسون خود و خود خواب خویش است
بر آمد پشه از باد دل تنگ	بدامان سلیمانی بزد چنگ
سلیمان باد را احضار فرمود	حضور باد بود پشه بر بود
وزان پشه اگرچه ظلم ره داشت	ولی از غیر او بخت سیه داشت

۲۴۵

فنون اهرمن از جان پذیرم — مقام وهم خور را عین گیرم
بکف بگرفته شمعی از رهِ رفتم — بنادانی و کوری در چه افتم
نیارد نزدِ بینا جز حقارت — نظر ناکرده دعوی بصارت
برسم علمِ توحید ار خبیرم — دران کشور بسی روشن ضمیرم
وی رسمش ز تریاکی نشاید — باندک زهره بی باکی نشاید
اگر فهم عینِ توحید است عالم — ازان خوش است چندین قیل و قالم
چو نورِ ذات بر دل حمله آرد — کجا تفصیلِ اسما را گذارد
دران موطن که دل آرام گیرد — دل از علمِ صفاتش کام گیرد
دل علمیست در وی مندرج حال — سر آمانی و بنیادِ آمال
چنین دل گر بوهم آمد عجب نیست — گمانِ بعد از وی بی نسبت
ازین معنی بهر صورت زند دست — که باشد گر دم از جامِ صفت مست
کند یاد از درونِ پرده فریاد — که وقتی عاشقِ شوریده خوش باد
هنوزم خصلتِ دیوانگی نیست — طریقِ شرع جز فرزانگی نیست
بمیدانم خبر جز درین راه — برون از شرع نیکی حاشا لله
به نا مشروع گر اندک جهالست — درو مضمر بسی مهر و جلالست

جهان فانی است بر فانی منه دل
ازین شستِ مذبذب بند بگسل

چو بگسستی ز خود بند جهان را
گرفتی پرده نورِ لامکان را

شدی در پرده تصدیق و تسلیم
برون از فکر و استدلال و تعلیم

سبق از عَلَّمَ الرَّحمٰن گرفتی
ز دستِ موهبت ایمان گرفتی

چو در بحرِ یقین خود را سپردی
ز هر صنعی بصانع راه بردی

دلت زان بی‌نشان آگاه گردد
محبت مقتدای راه گردد

ز راهی گر نظر افتد گزندت
شود دورِ تسلسل پای بندت

گهی مانند نجومت داغ بر دل
شوی گاه از طبائع پای در گل

گهی فکرت بتعطیل افگند گوی
چو جسمانیه در وهم آوری روی

زهی نورِ یقین دانای کارش
همان بر ساده لوحیها مدارش

دل اندر خبرِ صادق نهادن
بر آن صدقِ مجرد دل استادن

ز تاثیرِ محبت مست گشتن
ز طورِ عقلِ خودبین درگذشتن

ازین صدق و محبت نیز رستن
بسانِ قطره در دریا شکستن

دگر ره سر برآوردن ز دریا
حباب آسا و لیکن پای برجا

باحکامِ شریعت سر نهادن
زمینِ استقامت بوسه دادن

نظر چون از تحیر باز پرداخت | بسیاسی سعادت دید و بشناخت
گرامی خواجه اسرار را دید | چه خواجه مخزن اسرار را دید
لب اندر معرفت گوهرفشان داشت | سخن از بی نشانیها نشان داشت
بگفت ای شاهد خلوتگه راز | که دلها در رهش آمد سرانداز
گهی از حسن صورت سر برآرد | بجان عشقبازان حمله آرد
گه از صورت ملیح آمد نمودار | مغنی گرد و از وی گرم بازار
ولی آنرا که در جانش اثر کرد | برون از جان و تن در خود سفر کرد
دثار جان شعار تن بینداخت | پی مقصود خود از خود بپرداخت
به تحقیق آنکه انسان است این است | ز چشم غیر پنهان است این است
پیمبر چون ز ترکش پرده برداشت | ظلومی لازم آن ناموس ساخت
چو در انوار کل شد محو ناچیز | بهم بر زد دکان وهم و تمیز
ز خود بگذشت و گوی مردمی برد | امانت با امانت خواه بسپرد
کدامین ظلم ازین بسیار باشد | که بنده بی صفت بیکار باشد
تکبر نیز وصف ناگزیر است | مقید خود بنا چیزی اسیر است
نهایت رفت و آمد بی نهایت | چه کبر است این بتر از خیانت

چو پی در پی شتاکان نوشیها
رسیدند این دو سرمرغ خوش آواز

کنون در خود که می بینم و جیدم
چه کار اینجا رسید ای اصل پیکار

کنون وارم بجای آن عبارت
ازین برقع که مرگش باد درکار

عروسان گاه گاهی برقع انداز
برافگن برقع و در جلوه کن رای

ور خواهش زیبا کی کشودم
نقابی بر رخ این ماجرا کش

نهادم دل بهر نوعی که باشم
بیکبار از خود افتاد این عبارت

بقصد لامکان کردند پرواز
نه مومن بلکه مریدم نه شهیدم

بکن نوعی که دانی جلوه درکار
پریشان بی تقی با صد خسارت

بدست نفس و شیطانم گرفتار
برون آیند در جولانگه ناز

عروسان جهان را پرده بکشای
در بینعمی ولیریها نمودم

خطی بر روی این چون و چرا کش
بتسلیم آمدم والله اعلم

بیان نسبت حضرت خواجه ابو الحسن خرقانی قدس سره العزیز

ولی گر چشم بیننده هستور
بیفتد از خود و بایست از دور

برون از خود مقامی برگزیند
ز لبس کانار جذب و دست چیند

کند در سینه گوهر نشانی
ز اخلاق نبوت ترجمانی

بمصر آمد ولی از شوق پرجوش
تهی از وصل همخواب و هم‌آغوش

نظر چون در عزیزش همدون شد
بلا از یکطرف چندان فزون شد

فریب روزگارش تنگدل ساخت
سلوکش از محبت منفعل ساخت

همی بارید بی‌پایان تگرگی
ز باغ آرزو نگذاشت برگی

ز کوه رنج سیلی قد برافراخت
نشان عشرت از عالم برانداخت

برآمد تیغ برکف برق بیداد
بخرمن گاه شادی دست بگشاد

زلیخا را در آن صحرای خونریز
خسی افتاد در چشم آتش انگیز

جهان تاریک شد چون تار گیسوش
بتاریکی درآمد چشم جادوش

چو ظلمت بست چشم از بین آنش
نظر افتاد بر خود ناگهانش

ز تأثیر نگاه جادوانه
دلش شد تیر الفت را نشانه

دلش کز تیر مژگان تیر آورد
پی نظاره چشم دیگر آورد

به پیروانه آمد آن مرغ هوس گشت
ز اقلیم شهادت چشم بگذشت

ز غیب افتاد با یوسف دوچارش
سروشش مژده کرد امیدوارش

در آن امید روزی چند می‌بود
بآن بود و مگر خرسند می‌بود

سوی غیبش دری بگشاده بودند
در آن در دیده‌ها بنهاده بودند

۲۵۱

ز کنعان ماه کنعانی بدر شد
چو ملک مصر نو شد گرم بازار
زلیخا گشت ازین معنی خبردار
بصد جان در خریداری درآمد
بلا را در طلبگاری درآمد

خلل میداد آئین طلب را — زبان میکرد عشق بوالعجب را

جوانی و جمال و بینش انداخت — سر و پای تحمل جمله انداخت

نمودندش که سنگ راهت اینست — نظر بند دل آگاهت این است

تو بند سر دو یوسف بند بسیار — ازین نا جنسیت سر دست باز آ

غرض تعلیم غیبش کرد تائید — بپایه پایه تا ایوان توحید

التجا بحضرت خواجه بهاء الدین محمد نقشبند و خواجه عبید الله احرار قدس سرهما

هنوز ایوان استغنا بلند است — مگر فکر رسیدن ناپسند است

مگر ای خواجه اندازی کمندی — شوی صیاد چون من ناپسندی

بسی امید بی بنیاد دارم — که نی مردم نه استعداد دارم

شکار لاغرم بی اعتبارم — متاع کت قبول افتد ندارم

کسادیهای بازارم یقینست — اگر کاریست لله فی الله اینست

زمانی حسبةً لله نگر تیز — باین در خاک و خون افتاده مستیز

قبولم کن که اقبالت تماست — وران اقبال کارم را نظام است

قبول تو قبول نقشبند است — که در وحدت نه چونی و نه چند است

برون از خجلت آنجا راه یابم — ز اقبالش دل آگاه یابم

ابو الوقت و عالم قطب ارشاد — بهاء الدین که دین شد از وی آباد

ز سنت در جنید افگنده آشوب — بسجده بایزیدش آستان روب

پی تسکین مشتاقان دیدار — جمال مصطفی را آئینه دار

دران آئینه می یابم محقق — سواد من رانی قد رأى الحق

فنا فی الله خواجه بس بلند است — مکن تاویل خواجه نقشبند است

خلیفه بود حق را در زمانه — نمودش برزخ آن در میانه

در تحقیق و بیان مراتب سلوک

چنین گویند دانایان اسرار — ز اصل و فرع بر معنی خبردار

که معشوق ازل در هر شعوری — ز غماز آن نهان دار و ظهوری

سر هر ذره بینای جمالست — دل هر ذره دریای جمالست

شهود دوست پنهان هر ولی راست — هوای وصل هر یکجا صلی راست

همه مانوس از نور شهود است — شهودش پایه چندین نمود است

ولی افگند بر حالش حجابی — گرفتاری بهر خاکی و آبی

شده بنیاد این دیوانه گشتن — پی هر رنگ و بو طفلانه گشتن

بشام هجر و تاریکی غار / بآن خوش عنکبوتی عنبرین تار

بجوری کز قریش و اقربا دید / بآشوبی که دشت کربلا دید

بداروگیر بدر و حرب خندق / بروز فتح و نور خصص الحق

بآن شب کز سرای ام‌هانی / رسیده در مقام لامکانی

به بیرون رفتن از آوازه این دو / به سبحان الذی اسری بعبده

بدیدی آنکه می‌بایست دیدن / به بیچون گفتن و بیچون شنیدن

بفقری کز خودش درویش میداشت / به سر الفقر فخری پیش میداشت

بآن قسم کاو در روز شفاعت / کند بر امت بی‌بضاعت

که این غافل گشاید چشم از خواب / دران حجره عنایت بر درش باب

نهد در قدس اول آشیانه / اویس ثانیش خواند زمانه

ز آسیب زمانه فارغ البال / ببیند ماضی و مستقبل و حال

من ار چه دورم از بخت سیه دل / تو حال کس ندیدی داری چه مشکل

کناری نیست دریای قدم را / ید طولی است بازوی عدم را

مرا گرچه سراسر کار خام است / تمامم دان که این سودا تمام است

مناجات

یکی کینش ندارد هیچ کاستی | دران آرام ننشیند غباری
یقین آن دیدن شورش از آن سوست | درین تسکین نشو ... از نگاه پوست

در بیان عقاید دین و شرائط سلوک راه یقین

بیا خواهنده جذبه الهی | تمنا دار از فضل پادشاهی
نخستین شرط این سودا یقینست | دوم سرمایه این سود دین است
سیوم پاک تخم این زراعت | رفیق سنت و راه جماعت
نخست رونق و کردار کردن | برون از سیب رخصت کار کردن
چهارم خدمت سلطان دینی | قبول خاطر سند نشینی
تحقیق سلف تقلید دیدن | قدم از جاده بدعت کشیدن
نبست آتش گل مقصود چیدن | بزیر سایه آتش از خود رمیدن
نهادن پیر خود و بایست خود بار | مراد خود شدن از جان پرستار
شود زین چار عنصر جان طالب | بنفخ روح ربانی مناسب
ولیکن شرط چارم لازمی نیست | بقصدش سد باب محرمی نیست
بسا مردان که علوی آشیانند | اویسی مشرب و عیسی وبانند
چو حسن طالع از لطف باطن | گرفته گوهر از اصل معادن

٢٥٥

بشام هجرت و تاریکی غار — بآن خوش عنکبوت عنبرین تار

بجوری کز قریش و اقربا دید — بآشوبی که در دشت کربلا دید

بدار و گیر بدر و حرب خندق — بروز فتح و نور حصحص الحق

بآن شب کز سرای ام هانی — رسیده در مقام لامکانی

به بیرون رفتن از آواز این ده — به سبحان الذی اسری بعبده

بدیدی آنکه می بایست دیدن — به بیچون گفتن و بیچون شنیدن

بفقری کز خوش و درویش پیداست — بسر الفقر فخری پیشواست

بآن قسم کاور در روز شفاعت — کند بهر امت بی بضاعت

که این غافل کشاید چشم از خواب — دران حجره عنایت پرورش یاب

نهد در قرن اول آشیانه — اویس ثانیش خوانند زمانه

ز آسیب زمانه فارغ البال — به بیند ماضی و مستقبل حال

من ارچه دورم از بخت سیه دل — تو حال مردی داری چه مشکل

کناری نیست دریای قدم را — ید طولی است بازوی عدم را

مرا گر چه اسیر کار خام است — تمامم دان که این سودا تمام است

مناجات

دگر نفسم مرادی را کند یاد ... بر آرم در جهاد نفس تیغ بیداد

وی بیرون ز حول و قوۀ خویش ... شوم در انتظار دولت خویش

سرم مستغرق بحر هوایت ... دلم مشتاق انوار لقایت

بتقدیر الهی شاد باشم ... وزین خرسندگی آزاد باشم

بتسلیم ببینم نیک و بد را ... بر اندازم ز خود بنیاد خود را

چو بیرون شد از این شش در وجودم ... همان انکار من هرگز نبودم

بگرگ اختیاری راه بردم ... نه مردن پیشه خود را سپردم

وی دریاد گردد آرم زبان را ... رسانم الله الله گوش جان را

بسرگرمی آن شیرین ترانه ... درآیم در سماع عاشقانه

و با غم پرورد چیست تحمل ... فتد در کشور دانش تزلزل

شوم واقف ز اطوار نگهداشت ... بر آرم دست در کار نگهداشت

بنفی غیر و تسدید خواطر ... بر اندازم بخواست از مظاهر

زمانی از حضور غیر آزاد ... نگهدارنده خود را کنم یاد

پس آنگه در پی تشویق اخلاص ... بجز نامرادی گشته خواص

دلم گوید که سودایی ندارم ... بجز نقش تمنایی ندارم

[illegible]

دران خلوت که چشم جان نگنجد | بجز نظارهٔ جانان نگنجد

بجز نظاره چیزی در میان نه | خود از نظارگی نام و نشان نه

نظر هم نیست اینجا جز تحیر | فَاِنَّ الذَّاتَ مَمنُوعُ التَّفَکُّر

درین بستان بود نخل برومند | دل آگاه و جان آرزومند

ولیکن بر بجز خون جگر نیست | گلی جز خار حسرت در نظر نیست

دو معنی حاصلست آزادگان را | بدام عاشقی افتادگان را

یکی درد طلب دیگر فسردن | باستغنای مطلب راه بردن

چگفتم حاصلی غیر از عدم نیست | کسی را شرکت اندر بیش و کم نیست

اگر درویش درویش است او نیست | سخن کوته که جای گفتگو نیست

طلب بیچون و مطلب بیچگونه | نه این را مثل و نی آنرا نمونه

محبت خانهٔ فارغ ز غوغا | ز کثرت دور و از نسبت مبرا

بیان نسبت و تحریص بطلب تنزیه مطلوب حقیقی

بیا نهم راچو توفیقی رفیق است | بیارم آنچه لابد طریق است

گذشتن اول از خود شرط کار است | فراغت چون بسی بی اعتبار است

همه لذات روحانی حرام است | حظوظ نفس ظلمانی کدام است

در بیان تجلی معنوی و صفات و در حروف

مقید نیست این قسم از سعادت ❊ نه و صحرای غیب و نی شهادت

چو در صورت بود گر در مثالست ❊ علی التحقیق این قسم اتصالست

همان در کسوت نورِ مثالی ❊ ز رنگِ حیز و اشکال خالی

بلی مرئی چه ظلمانی چه نوریست ❊ چه جسمی چه مثالی جمله صوریست

کسی زین جلوه بالاتر نه بیند ❊ برون زین قسم چشم سر نه بیند

شبِ معراج سلطانِ گزیده ❊ خلاف آید که دیده یا نه دیده

که ذاتِ حق بغایت ناپدید است ❊ بجز چشمِ یقین او را که دید است

ظهورِ ذاتِ حق در قلبِ انور ❊ بود چون جرمِ خور در چشمهٔ خور

اگرچه جرمِ خور دیدن نیاری ❊ وجودش لیک پوشیدن نیاری

تجلی بیگمان نسبت بذاتست ❊ شهودش در لبس نورِ صفاتست

همه در پردهٔ انوارِ اسما ❊ مشاهد نیست جز قلبِ شناسا

ولی در آخرت سلطانِ مختار ❊ بچشمِ سر دهد خلقی دیدار

فتد در موطنِ تبلی السرائر ❊ برون سوزِ انوارِ ضمائر

بجنت آفتاب و ماه نبود ❊ بجز رخسارهٔ جان آگاه نبود

مرا بالجمله تحقیق اینچنانست ❊ که دیدارِ خواص آن جهانست

شود نورِ یقین مستِ نظاره
دل و چشم و خیال افتد کناره

یقینے تا حدِ حق الیقینش
یقینے مقصد و معراجِ دینش

یقینے اسمِ اکمو رسن نقابش
زہر وہم و گمان بیرون حسابش

یقینے اصل و بیدا آن جہانے
یقینے تیز گرد لا مکانے

دریں موطن مجالِ آگہے نیست
مشاعر را درین خلوت رہے نیست

کہ برہانِ وجودش ہم وجود است
شہودش را دلیلش ہم شہود است

در بیان تجلی ذاتی و تجلی معنوی و تجلی صوری و علم حضوری

حضورِ ذات اگر در خلوتِ جان
بود بے پردہ کشفِ ذاتی است آن

وگر علمی بود علمِ حضوریست
ولے در پردہ کان امر ضروریست

ولے علمی حصولی شد مقاش
تجلی معنوی دانند نامش

اگر در صورتے مرئی کند روے
تجلے صورتش خوانند سخن گوے

دو جا لیکن ظہور این جا الست
یکے در حس و دیگر در مثالست

در بیان تحقیق علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین و مراتب آن

دلم دوشینہ در فکرِ یقین بود
در اطوارِ ظہورش تیز بین بود

کہ یارب شاہدِ عین الیقین چیست
دران عین الیقین مقصود این چیست

چو از وجهی شک آمد در وجودش — مدارے نیست چندان بر شهودش

خلیل از سرّ صوری چون برافشاند — کتاب لا احبّ الآفلین خواند

محقق راست اندر پرده رازے — ولش با پردگی دارد نیازے

وزین دم جلوهٔ عین الیقین است — ولیکن جلوهٔ خلوت نشین است

باصل خود رسید آن نور جاوید — برهنه از لباس بیم و امید

حضور ذات در مرآت نور است — ازان عین الیقین نور حضور است

چو در علم از مقام خود برون بود — ز نسبتهاے گوناگون درون بود

بسے نا حق شناسی میشد آنجا — سراسر ناسپاسی میشد آنجا

چو توحید آمد اسقاط اضافت — یقین وار است ز اسباب کثافت

درین معموره جز حق الیقین چیست — بجز حق واقف علم الیقین کیست

که در حق الیقین از غیر بر نیست — یقین را رتبه زین بیشتر نیست

درین موطن که مطلق کشف ذات است — شود روشن که مطلق نور عین است

محقق شد ازین علم مسلّم — که وجدان طلب آمد مقدم

نهایت درج بوده در هدایت — تعالی الله زهے نور هدایت

چه خوش گفت آن حکیم کار آگاه — چو سائل بالیقین گفتش هو الله

حضوری سادہ رخشانست اینجا | توجہ عین وجدان است اینجا
درآید چون در استیلا توجہ | شود چون ذکر ناپیدا توجہ
دل از خورشید وحدت نور گیرد | وجودش جملگی مذکور گیرد
ورش از نور خود علمی دہد دست | چگویم اللہ اللہ روی نیکوست
درین رہ ہر کہ انوار خدا یافت | بہ تحقیق انتہا در ابتدا یافت
برون از صورت معنی نگاریست | مجرد از تماشا انتظاریست
تماشا کن بکار علم افروز | بیاب این انتظار آدمی سوز
سعادت بخش ایمان محقق | اگر ظلمت در عین است ور حق
بآسانی درین رہ میتوان دید | زہی برگشتہ بخت آنکس کہ نشنید
طریق مستدیر است اینکہ گفتم | بیکتائی مشیر است اینکہ گفتم
زخود بیرون برو کز تو جدائیست | خودی بگذار کاین از خودستائیست
شنیدم آنچہ می باید شنودن | تو دانی و قبول راہ بردن

تاریخ تولد نور دیدہ خواجہ محمد عبید اللہ خواجہ محمد عبید اللہ کہ بیکسال متوفی شدند

در باغ طراوت جوانی | بی برگ گذشت زندگانی
ہرگز نشمیدہ بوی فرزند | بودم سروی بسایۂ خورسند

افتاد درین سیاہ خانہ
خورشید گزید خوابگاہش
کانیک شب در وشنی ماہش
انگشت ہلال در دہن بود
کاین شعلہ غریب خویشتن بود
زین سقف دریچہ ہاش وا شد
نظارہ گیان در ابتدا شد
خورشید ز مشرق شد گریزان

در خانهٔ کمترین غلامی / شد بنده یکی بزرگ نامی

این نام خجسته و ملک زاد / انشاء الله شفیع من باد

پرورده که خواجه ام رساند / گوید ز من آن سخن که داند

گوید که ز سر کارم آگاه / او مفلس و من خزینهٔ شاه

کارش همه گرد من تنیدن / انسش بخیالم آرمیدن

من بودم و نقد خانهٔ او / سرگرمی آستانهٔ او

بیچاره قلندری تهی دست / می بود خزینه دار پیوست

چون باغ طبیعتش برآورد / در میوه جمال من اثر کرد

چشم ملکی شناخت زاوش / زانروی بمن لقب نهادش

القصه دران گذشتن روز / آمد بزمین چو باد نوروز

کردند موذنان اسلام / تکبیر اذان بگوشش اعلام

تا قطرهٔ او ثبات یابد / دین ابوین در نتابد

بر خیز هلا موذن غیب / در گوش من آر بانگ لاریب

این خسته بسی نیازمند است / یک اشهد از لبت پسند است

گر یکدم الله از تو گیرم / والله که همان زمان بمیرم

در هجرهٔ الله ار شوم نیست
حاجت بسماع اکبرم نیست

در چشم من آن الف عظیم است
دانم که صراط مستقیم است

من یکدم سرد نام دارم
یک رشحهٔ حیات کا مدارم

از رشحه کفایت است این کار
چون من بردم چه کم چه بسیار

چون در نگری غرض تمام است
سررشتهٔ رشحه هم بجام است

گر بحر رسد به تشنه کامی
سیرابی اوست هم ز جامی

نه نه غلطم مقام درویش
عالی است ز حرف اندک و بیش

دریای ازل بسی شگرف است
سبحانک تا ثبت این چه حرف است

ای کیست کشیدهٔ نقابت
سررشتهٔ عقل سد بابت

من خرقهٔ عاقلی دریدم
ایمان محمدی گزیدم

از قید تفکرم چه حاصل
آن خواجه بس است عقل کامل

پس هیچدان همه گمانم
تحقیق ره چنین ندانم

هرچند که خلق ناشناسا
گویند که عاقلست و دانا

استادم و دانشم کتابم
دانی که من از کدام بابم

طفلم که نخورده شیر مادر
افتاده همان بخاک و خون در

آن تیره به قلزم فنا گم | روشن به حجاب اختفا گم
خورشید حجاب نور داد | در پرده چنین ظهور داد
گر پرده ز روی خود گشاید | خود نیز با ختفا درآید
یارب که طلسم خود گشائی | این طفلکِ ما با وسنائی
خود را بنظامِ خود گذارد | چون نخل ز دانه سر برآرد
چندین همه آفتاب رفتند | در بحرِ تو چون حباب رفتند
این قطره هم از شمارِ ایشان | در موجِ خودش مکن پریشان
باشد کامم از و برآید | چون بینمش از تو یادم آید
بس تشنه و بس خرابم ای دوست | در حسرتِ یکدم آبم ای دوست
هر جا که ترشحی تو بینم | در العطش آیم و نشینم
ای بحرِ طرب بکامِ من شو | امروز یکی بجامِ من شو
من جام چه میکنم گدایم | مشتاقِ توام دهن گشایم
اکنون دهنم گشاده بهتر | بحرِ سخن استاده بهتر
زین گفت و شنو و حاصلی نیست | حیران و خموش بایدم زیست

ایضاً ساقی نامه

این صورِ تو عرشِ آشیانست	اسرارِ عجب درو نهان است
نہ بارِ کفن نہ قیدِ قبار	اوّل قدمش مقامِ دیدار
ایمان برہنہ بادۂ تو	فردوس ولے کشادۂ تو
دوزخ صفتے کہ از تو دور است	سُبحان اللہ عجیب صور است
من گرچہ کہ آتشین و ماغم	از نکہتِ تو شگفتہ باغم
ای زاہد خام طبع بیکار	خود را گرو وجرعہ میدار
دریاے طبیعتت خر است	یکقطرہ ز دُردِ مے تمام است

تمت

قصیدہ در منقبت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندی خلیفہ اکبر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ مصنفہ جناب مولٰنا و مرشدنا مولوی احمد حسین خان صاحب قادری نقشبندی مجددی مظہری نعیم اللٰہی حکیم بادشاہی مرحوی و مسکنہ

دکھاوے اے خدا روضہ مجدد الف ثانی کا	کہ ہوں مدت سے میں شیدا مجدد الف ثانی کا
امام عالم ربانی علیم سر پنہانی	بیان کس منہ سے ہو رتبہ مجدد الف ثانی کا

نہ تھا کوئی متوالا مجدد الف ثانی کا

طریق نقشبندی میں فیوض خواجہ باقی سے
بنا ہے سینہ گنجینہ مجدد الف ثانی کا

خلیفہ او بھی ہیں خواجہ باقی باللہ کے
مگر سب سے فزون پایا مجدد الف ثانی کا

دقائق سے ہوئے واقف حقایق کی ہو کشف
تمیز عبد و رب حقہ مجدد الف ثانی کا

جھلک سی ایک تجلی کے ہوئے موسیٰ نہ خود رفتہ
ہے ذات بحت نظارہ مجدد الف ثانی کا

نگاہ فیض سے دیتے ہیں وہ جذب و سلوک اکرم
ہے سکر و صحو سب یکجا مجدد الف ثانی کا

کھلے ۲ ۱ نہ کیوں جب پائے وہ احمد کو محمد میں
کہ جلوہ ہے احد کا یا مجدد الف ثانی کا

ایضاً

پلادے ساقیا ساغر مجدد الف ثانی کا
کہ ہوں مشتاق میں بکسر مجدد الف ثانی کا

پلائے وہ مے عرفان کہ زائل ہو خودی جس سے
رہوں مخمور تا محشر مجدد الف ثانی کا

ہے نام و نشان میرا نہ کچھ ذات و صفت باقی
ہے باقی رخ انور مجدد الف ثانی کا

ہیں درج گوہر معنی وہ برج مہر عرفانی
جہاں میں نور ہے گھر گھر مجدد الف ثانی کا

عوام اونکے اشارہ سے بنے خاصان حق یکدم
یہ ہے مخصوص اک جوہر مجدد الف ثانی کا

کرامات اونکے ہیں لاکھوں عیاں ہے جملہ عالم پر
بنانا قطب و غوث اکثر مجدد الف ثانی کا

جناب غوث اعظم نے خبر دی اونکی آمد کی
نہ ہوگا کوئی بھی ہمسر مجدد الف ثانی کا

مٹا دی شرک کی ظلمت کیا اسلام کو روشن
طریقہ سب میں ہے بہتر مجدد الف ثانی کا

سر پر سہرا و ترتے ہین لئے نوری طبق قدسی	مگر ہے آج عرس اپنا مجدد الف ثانی کا
وہم مرگا اور لحد مین پھر قیامت کی ہی [illegible]	وسیلہ ہے ہمین پکا مجدد الف ثانی کا
بہا لیجاتا ہے اک نام لینے سے فقط اسی طرح	مجھے فیضان کا دریا مجدد الف ثانی کا

جو شانِ مجدد کو مانا نہین ہے	تو شانِ رسالت کو جانا نہین ہے
ادائے مجدد پہ دل دیچکا ہون	مرا دل کسی بت کا شیدا نہین ہے
رہا ظرفِ انسان کی حد سے وہ قائم	مجدد کے در تک جو پہنچا نہین ہے
نظر مین سمایا ہے کوئے مجدد	ترا نقشہ اسے خلد بھاتا نہین ہے
کہان بندگی چھوڑ کر اوسکی جاؤن	کہ ایسا کوئی اور مولیٰ نہین ہے
اسی در کا سگ ہون نہ چھوڑون [illegible]	کہ اس بن کوئی اور آقا نہین ہے
خبر ورد کی لینا مشکل بنی ہین	کہ حامی کوئی اور اسکا نہین ہے

ہمدمو آؤ کہ سرکار مجدد دیکھین	رو کش خلد وہ دربارِ مجدد دیکھین
دیکھنا ہووے اگر قبۂ قصرِ جنت	روضۂ پاک پہ انوارِ مجدد دیکھین
دیکھنے ہووین اگر شوق سے اللہ والے	ملین قسمت سے تو زوارِ مجدد دیکھین
آئینہ دیکھنا ہو جسکو جمالِ حق کا	سیدھی قسمت ہو تو دیدارِ مجدد دیکھین
ہے اگر نقدِ ارادت تو خرید و کونین	تاجرو آؤ کہ بازارِ مجدد دیکھین

ہے احمد حسین شاہ پیر طریقت — نظران پہ اپنی جما کر تو دیکھو
جو ہیر ان کا پایا وہ پایا خدا کو — چلو بھائی ورا انکا پا کر تو دیکھو
یہ جھنگو بھی اک خادم کمترین ہے — غلامی مین احمد کی آکر تو دیکھو

ولہ ایضاً

مزہ مست رانی کا پا کر تو دیکھو — ذرا قدر آمی انحی سنجھا کر تو دیکھو
بہت سی سنے ہونگے تم لکن ترانی — صدارت اری سنا کر تو دیکھو
نہو نا امید حق کی رحمت سے ہرگز — فلا تقنطوا دل مین لا کر تو دیکھو
پرستش نکیجیو کبھی غیر حق کی — بلی قول اپنا نبھا کر تو دیکھو
بھٹکتے ہو چوطرف کیا ڈھونڈھتے ہو — ندا نحن اقرب کی پا کر تو دیکھو
اگر چاہتے تم ہو سیر الی اللہ — دل مردہ زندہ بنا کر تو دیکھو
ہو ظلمات غفلت مین کیون تم مقید — ہو اللہ کی راگ گا کر تو دیکھو
دل اشقیا ہے حجر سا و لیکن — کلام الٰہی سنا کر تو دیکھو
سب آفاق و انفس ہین تسبیح حق مین — ادو صر کان دل کو لگا کر تو دیکھو
بھولا دو سبھی غیر حق لا الہ سے — مزہ وحدہٗ کا اوٹھا کر تو دیکھو
خدا فاذکروا اللہ کہتا ہے عزیزو — خدا کی طرف دل لگا کر تو دیکھو

الا ان اولیاء اللہ لا یموتون

الحمد للہ کہ

کتاب لاجواب جامع صراحت مقامات عشرہ صوفیہ مجسم فیض

یعنی

مثنوی معدن فیض

مصنفہ

پیشوائے عرفائے زمن مقبول بارگاہ رب ذو المنن حضرت سید شاہ محمد احسن اشرف قادری سہروردی الہ آبادی

معہ

تذکرہ حالات جناب مصنف علیہ الرحمۃ

جسمیں

ضمناً حالات برادر مصنف سید الاقطاب مرشد اولی الالباب قدوۂ اولیائے کرام پیشوائے عرفائے عظام عمدۃ الفضلاء والمتکلمین قدوۃ الفقہاء والمحدثین حضرت قاری حافظ حاجی مولانا حکیم ابو محمد سید شاہ فخر الدین احمد المعروف حضرت حکیم بادشاہ قادری السہروردی نقشبندی المجددی نعیم اللہی الہ آبادی قدس سرہما العزیز

مؤلفہ

مولائی و مرشدی حضرت مولانا شاہ احمد حسین خانصاحب امروہوی ثم الحیدرآبادی دامت فیوضہم

شمس الاسلام پریس حیدرآباد میں طبع ہوئی

بعد حمد خدائے رب العالمین و نعت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین ۔ خاکپائے درویشان
فقیر احمد حسین خاں ابن قطب زماں حضرت حافظ محمد عباس علیخاں الامروہی مرید و خلیفہ رشید نیر سپہر
رشد و ہدایت گوہر دریائے زہد و ولایت حقایق و معارف آگاہ فضیلت و کمالات دستگاہ عالی نساب
علوی انتساب سید الاقطاب مرشد اولی الالباب مشعلۂ شبستان طریقت قافلہ سالار شاہ راہ حقیقت
امام صوفیہ ریاضت ساقی میکدہ افاضت قدوۃ اولیائے کرام قطب اقطاب عظام عمدۃ الفضلأ
والمتکلمین قدوۃ الفقہا و المحدثین زبدۃ القرا و المفسرین حافظ کلام اللہ حاجی بیت اللہ مولنا
و مرشدنا حضرت ابو محمد حکیم سید فخر الدین احمد القادری السہروردی النقشبندی المجددی عرف حضرت
حکیم پادشاہ الہ آبادی فرزند نجیب و خلیفہ جانشین قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں القادری
الالہ آبادی فرزند و سجادۂ درگاہ حضرت غوث زماں سید شاہ محمد رفیع الزمان القادری الالہ آبادی
خلیفہ و جانشین و ہمشیرہ زادہ حضرت مولنا سید شاہ محمد قائم القادری الالہ آبادی خلیفہ و جانشین و
فرزند رشید حضرت سید شاہ عبد اللطیف القادری السہروردی خدمت بابرکت ناظرین باتمکین
میں عرض پرداز ہی کہ اگرچہ بموجب مقولۂ مشہور اُنْظُرُوْا اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ قَالَ
(یعنے کلام کو دیکھو کہ کس پایہ کا ہی نہ متکلم کو کہ وہ کون شخص ہے) مصنف مثنوی علیہ الرحمہ کی سوانح عمری
کی بیان ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ عِنْدَ ذِکْرِ الْاَبْرَارِ یُنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ بزرگان دین کے ذکر کے وقت
رحمت نازل ہوتی ہی ۔ اور فرمایا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حِکَایَاتُ الْمَشَائِخِ جُنْدٌ
مِنْ جُنُوْدِ اللّٰہِ اسکا ترجمہ مولنا جامی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بہارستان میں منظوم فرمایا ہی نظم

هجوم نفس و هوا گر سپاهِ شیطانند — بزور بر دلِ مردِ خدا آورند
بجز جنود حکایاتِ رہنمایان را — چہ تاب آنکہ برین ہر نشان شکست آورند

لہذا ضرور ہوا کہ مختصر تذکرہ بھی حضرت مصنف علیہ الرحمہ کا پیشکش ناظرین کیا جائے واضح ہو کہ مصنف مثنوی شریف علیہ الرحمہ کا نامِ نامی و اسمِ گرامی حضرت سید شاہ محمد حسن المتخلص بہ اشرف الحسنی الحسینی القادری الالہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ہے آپ اپنے والد ماجد قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زمان قادری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اعظم تھے آپکے خاندانی حالات منشی محمد علی المتخلص بہ الفت مرحوم نے جو منظوم کئے ہیں یہ ہیں **نظم**

بس اول از آن ہادیِ راہِ دین — کہ او زندہ جاوید کرد این مبین
دریں شہر طرح اقامت نہاد — در فیض بر شہریان بر کشاد

چو بیسی زمین نام شہر و دیار — کنم بر تو با طرزِ خوش آشکار
دیارے کہ آبادیش از خدا ست — ز بس شہرہا بیش ہر شہرہا ست

بستہ جانبش بحرہائے جلیل — رواں اند چوں چشمہ سلسبیل
بنام الٰہ است آبادیش — ز وادیِ ایمن ہمین وادیش

مکانات این شہر مینو سواد — برفعت ز کیوان شدل بردہ باد
خصوصاً دوائر کہ از کاملان — بنا یافتہ چوں فضائے جنان

کہ ہر یک بلند از عروج سما ست — تو گوئی یکے از بروج سما ست
زبرج فلک رتبہ ہایش جدا ست — کہ ہر دائرہ مرکزِ اولیا ست

دریں شہر فرخ بسمتِ جنوب — زمینے بسی زندہ و جائے خوب
دریں خاک پاک آن ولایت پناہ — بنا کرد کیوان نشان خانقاہ

بہ جھونسی و چائل گیوائے وہ — لبے قریہا اندراین خانقہ
با آوان اکبر بوجہِ کفاف — بنامِ ہمین شاہِ دین بد معاف

اگر حالش از شوی خواستگار — بدان شاہ نزدہ الف اندر شمار
چو زد دست این خانقہ را بنا — لہذا بنامش کنم ابتدا

چو سازی ہدایت باللہ ضم — شود اسمِ پاکش عیان چون علم
طریقت مآب و فضیلت پناہ — ہدایت کن خلق سوئے الٰہ

ازاں بعد آن مفخرِ عارفاں — ملقب شاہِ بدیع الزماں
کہ در عہدِ سلطان فرخ سیر — رسید آں معافی باین نامور

سوم آنکہ بر رفعتش آسماں — بر و رشک یعنی رفیع الزماں
کہ بیعت ورا بود از خال خویش — از و رونقِ خانقہ گشت بیش

بحدیکہ شہرت بنامش گرفت — ہمہ شہر فیضانِ عامش گرفت
سن بیعت او کہ اشرف گفت — از یں بعد آنرا نباید نہفت

نگارم من آنرا پئے یادگار — کہ باشد سن رحلتش را شمار

قطعہ تاریخ

رفیع الزماں شاہِ عالیمقام — بدیع الزمان و سرِ اہلِ دید
ہمہ دیدہ از بہرِ دیدارِ حق — چو او عارفے چشمِ گیتی ندید
ز خمخانہ عشق در جامِ شوق — چو او کس بہ وصل مکرر کشید
گذشت از جہاں بر تمنائے وصل — ندائے خدا چون بگوشش رسید

بتاریخ آں کرد اشرف چو فکر — بگفتم بلے در بہشت آرمید
۱۲۰۸ھ

حضرت مولٰنا سید محمد قائم رحمۃ اللہ خلیفہ و جانشین اپنے پدر بزرگوار قطب الاقطاب حضرت سید شاہ عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ عرف نواب عبد اللطیف خاں بہادر تھے نواب صاحب بعہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی ممالک مشرقی ہند صوبجات بنگال وغیرہ کے خدمت صوبہ داری پر ممتاز اور خطاب نوابی سے سرفراز تھے یکایک جاذبہ عشق الٰہی آپ کے قلب اطہر میں شعلہ زن ہوا۔ یکبارگی منصب صوبہ داری و جاہ و جلال دنیاوی کو مثل بادشاہ ابراہیم بن ادہم بلخی ترک کر کے شہر جونپور میں شیخ وقت حضرت شاہ راجو محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو (۴) واسطوں سے حضرت شیخ ابراہیم قوام الدین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت تک پہونچتے ہیں اور اُن کے دست مبارک پر بیعت فرمائی آپ ہی کے آستانہ عالیہ پر قیام اختیار کیا حتی کہ خلافت تامہ عطا ہوئی اور کلاہ و خرقہ سے سرفرازی بخشی گئی پس حسب الحکم مرخص ہو کر شہر الہ آباد میں بمحلہ یحیی پور رونق افروز ہوئے۔ جب بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو آپکے اس کنارہ کشی فرمانے سے بہت رنج و صدمہ ہوا۔ بالآخر مصارف خانقاہ و فقراء خدام کے واسطے بہت سے دیہات جاگیر آپ کی خدمت میں بطور نذر گزرانے آپنے اوس سند پر بعد دعا کے یہ تحریر فرمایا کہ اے ظل سبحانی مجھکو آیۂ شریف وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ پر یقین کامل ہے۔ لہذا اس سے مجھکو معاف فرمایا جاوے اور اوسکو واپس فرما دیا۔ آپنے سنہ ۱۰۳۹ میں وصال فرمایا مزار شریف الہ آباد میں ہے نظم

ز سادات و از خاندان شریف ... لطیف النسب شاہ عبد اللطیف
بعہد جلال و فر اکبری ... سرافراز بود ست بر سروری
قوی بازو و دست چنگال بود ... علمدار صوبات بنگال بود
کہ در ہفت صوبات ہندوستاں ... نیز زویکہ ہم پاک و انگ آں
بہ آخر چو خوف خدا بر فزود ... بیکبارگی ترک منصب نمود
چو شاہ بلخ ترک شاہی نمود ... توکل بفضل الٰہی نمود
بچشمان کم دید آں جاہ را ... پسندیدہ از پیر کاں راہ را
لباس فقیرانہ در بر گرفت ... یکے تاج مردانہ بر سر گرفت
بپائے طلب با دل پر ز نور ... از انجا گرفتہ رہ جونپور
بر شاہ راجو محمد برفت ... از ایشاں کلاہ خلافت گرفت
از آں پس بتعمیل ارشاد شاں ... رسیدہ بایں شہر مینو نشاں
بر آں بندہ جا کہ ذکرش گذشت ... بیاد خدا بر توکل نشست
دمی کایں وقایع باکبر رسید ... غمے گشت و چوں چارۂ خود ندید
بنامش نکو دیش بہر کفاف ... بسے کالکہ دہ نمودہ معاف
ستائش فرستاد و منت نمود ... بہ تسلیمش اورا چو دولت نمود
پسش باز پس داد بعد از دعا ... نوشتش کہ رزقکم فی السماء

مرا اعتقادے قوی شد شہا — کشودم بجان خودم کن رہا
غرض کردہ از بذل سلطان ابا — ز خود کرد عہد قناعت وفا

چو زین دار فانی بسوے ارم — سفر کرد آن شاہِ عالی ہمم
سن رحلت آن ملایک شیم — رقم کردہ شد ہائے شیخ عجم

مر او را پسر بود قایم بنام — محمد بفرقش گرفتہ قیام
بفرقش محمد بقلبش خدا — درون و برونش ز دنیا جدا

یکے فاضلے بود صاحب جمال — شہ سبعہ می را ہماں بود خال

بالآخر بعد سر حلقہ عارفاں حضرت سید شاہ رفیع الزماں قادری قدس سرہ العزیز آپ کے صاحبزادہ قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں قادری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ شریف ہوئے آپکے کمالات کا صیت و آوازہ چار دانگ عالم میں مشتہر ہوا اور آپکی ذات بابرکات مرجع عالم و عالمیاں ہوگئی۔ ہزارہا آدمی اوس آفتاب عالمتاب کے فیضان سے کامیاب ہوئے اور بیشمار خوارق اور کرامات آپ سے ظہور میں آئیں۔ ایک واقعہ بطور مشتے نمونہ از خروارے یہ ہے کہ بروز عاشورہ حضرت کے یہاں فاتحہ کیلئے شربت تیار ہوا تھا اوسپر فاتحہ پڑھی گئی لیکن آپکے پائے مبارک کی ٹھوکر سے کسی قدر شربت گر گیا لوگوں نے خدمت مبارک میں تصدیعہ کیا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ دیکھو ٹھلیا شربت سے بھری ہوئی ہے دیکھا گیا تو واقعی ٹھلیا لبالب بھری تھی۔ بتاریخ ۲۲ شوال المکرم ۱۲۵۲ہجری وصال فرمایا مزار اقدس الہ آباد میں ہے۔ نظم

کہ بود او شمیم شہ مرسلاں — فداے محمد محمد زماں
ز بس صاحب حق عادات بود — خداوند کشف و کرامات بود

اگر چہ بسے ہست از کشف او — ولیکن بنظم بسکہ ایجاز گو
یہ بہر نمونہ از آں اندکے — ز بسیار کم یعنی از صد یکے

بطوریکہ خورد است در گوش ام — بلا کاست و کم بنایم رقم
بعاشورہ شہر اندوہ زا — بیوم سکاؤ بروز عزا

کہ بس بانوے شاہ عالی جناب — کہ بس پارسا بود عفت مآب
سبو ہائے شربت پر از رائحہ — برو خواندہ از صدق دل فاتحہ

نگہ داشتہ بود از بہر آں — کہ سیراب سازد لب تشنگاں
رساند بروح شہیداں ثواب — کہ ایزد بہ بخشش کند کامیاب

ز پیرانہ سالی و ضعف بصر — بناگہ ز پائے شہ نامور
چو وارون سبو گشت شربت فتاد — بایستاد خاموش آن خوش نہاد

ازیں ماجرا بانوے نیک تن — برسمے کہ گویند با شوے زن
بدو گفت خندہ زناں کیں چہ شد — بچشم تو لا امکان نیست چہ شد

کہ شد شربت پاک مقسوم خاک — جوابش بفرمود شہ با تپاک
عبث شور کردن ترا عادت است — ببیں ایں سبو چہ از شربت است

بگیر و بہر کس کہ خواہی بدہ — بہ بن عیب کوتہ نگاہے مدہ
نظر چوں فگندند سوے سبو — خود آں پر ز شربت مشکبو

بدیں گونہ اکثر کراماتِ شاں
نویسم کنوں قطعِ تاریخِ آں
چوں بگوشِ قلبِ او آمد صدائے ارجعی
قطبِ عالم ہادیٔ دیں قدوۂ اہلِ صفا
گفت لبیک اجابت حق بداعیٔ اجل

بدارند مردم بسے بر زباں
کہ آنرا نوشتہ اشرف خوش بیاں
جستہ زیں قفس شد انسوئے مولیٰ برفت
زیں تنِ خاکی براوجِ منزلِ علیا برفت
زود در وقتِ سحر در جنت الماویٰ برفت

لہذا بریں مے کنم اکتفا
آں محمد کو ملقب بود باشاہِ زماں
زینتِ آبا و عالم بر فنا لا مکاں
آفتابی کز وجودش بود روشن ایں جہاں
سالِ تاریخش چنیں گفت اشرفِ زارِ حزیں

کہ مشتے نمونہ ز خروارہا
نقل فرمود از جہاں ظاہر علی بجنت
از پئے دیدارِ جاناں با دلِ شیدا برفت
وائے زیر تودۂ خاکی ز فرق پا برفت
ہائے واویلا جنیدِ عصر از دنیا برفت ۱۲۷۵

آپکے سات صاحبزادے بدیں تفصیل تھے (۱) حضرت سید شاہ ظہور الحسن قادری (۲) حضرت سید شاہ نور الحسن قادری (۳) حضرت سید شاہ علی حسن قادری (۴) حضرت سید شاہ محمد حسن اشرف قادری مصنف مثنوی معدن فیض وغیرہ (۵) مرشدی و مولائی حضرت مولانا حکیم سید شاہ فخر الدین احمد قادری نقشبندی عرف حضرت حکیم بادشاہ قبلہ (۶) مولوی حضرت حکیم سید شاہ علی حیدر قادری (۷) حضرت سید شاہ محمد عباس قادری قدس اللہ اسرارہم اضاء اللہ انوارہم

اس محل پر صرف فرزند چہارم رحمۃ اللہ علیہ مصنف مثنوی معدن فیض کے کیفیت تحریر کی ضرورت ہے آپکے حالات جو آپکے برادر حقیقی حضرت پیر و مرشد حکیم بادشاہ قدس سرہ العزیز نے اپنے خاندانی حالات کے تذکرہ کے ضمن میں تحریر فرمائے ہیں یہ ہیں کہ جناب اشرف الاولیاء سر حلقۂ صوفیہ صافیہ مقبول بارگاہ ذو المنن **حضرت سید شاہ محمد حسن صاحب اشرف** فرزند چہارمی حضرت قطب الاقطاب دوران بایزید آوان برگزیدۂ یزدان حضرت سید شاہ محمد زماں قدس سرہ الرحمٰن کہ قبل سجادہ نشینی فقیر مرید و خلیفہ اجل و جانشین بودہ اند۔ واز صرف و نحو و ضروریاتِ دین آگاہی میداشتند و کتب درسیہ تصوف بوجہ کمال میدانستند وملازمت اعدے اختیار نفرمودند۔ کثیر الصوم والصلوٰۃ بودند۔ وگاہے صوم ایامِ بیض ترک کردند۔ وستہ شوال و دیگر صوم کہ در سنت واقع شدہ بموجب آں لعمل می آوردند وسخنِ عارفاں میگفتند۔ ومثنوی مولوی روم قدس سرہ العزیز اکثر در مطالعہ میداشتند۔ وغوامضِ آں بوجہ احسن میکشودند۔ ومحیطِ حقایق ومعارف از منبعِ طبعش جوش میزد۔ ودرہائے مضامینِ عرفاں از صدفِ دانش بیروں می آمد تصنیفی چند مثلِ مثنوی معدنِ فیض نصائح ومنظومۂ کیمیائی نفقہ ودیوانِ اشرف وکلامِ اشرف بہ نعت وساحر لفاں اشرف تصوف وترانۂ عشق وغیرہ از جناب ممدوح بر صفحۂ روزگار یادگار است۔ وآنحضرت بمقام

تحقیق قدم زدہ بودند۔ علمائے ظاہر اکثر با جناب موصوف بعلم توحید کہ از والدِ ماجدِ خود اکتساب کردہ بودند
مناظرہ میکردند و مغلوب میشدند۔ فقیر بعد انفراغِ تحصیلِ علوم تا مدت دہ سال بخدمت حضرت ایشاں
استفادہ علوم باطنیہ نمودہ ام و مباحثہ بسیار میکردم و بمطلب فائز میشدم۔ جناب ایشاں بفنا و بقا
مشرف گشتہ بمشاہدۂ حق استغراقے داشتند۔ و در نسبتِ باطن وا ز دیادِ جمعیتِ باطن و نفی خواطر
از دل و دماغ ترقیات میکردند۔ تصفیہ و تزکیہ از رذائل نقدِ حالِ ایشاں بود۔ لذت و حلاوت
بطاعت و نفرت از بدعت و معصیت داشتند۔ آدابِ ظاہر و باطن و انوار و برکات کہ در صحبت
جنابِ مرحوم حاصل بود و بآں تہذیبِ نفوسِ سالکاں میشد غالب است کہ چنیں سعادات بنہدِ بزرگان
سلف طالبانرا دست میداد۔ و بتزکیۂ قلب و تصفیۂ باطن و صفائیِ نیت و پاکیِ طینت و کرم
جبلی و مروتِ فطری و سائرِ خصالِ رضیہ و شمائلِ مرضیہ نظیر نداشتند۔ و مریدکم میگرفتند اجل خلیفہ
و مریدِ حضرت ایشاں شیخ ہدایت اللہ او نامی برادر زادۂ شاہ نذر محمد نعم الکاکوری ہستند و جناب
مغفور را حیاتِ چنداں وفا نکرد و بعمر چہل سالگی بمرضِ تپِ دق و سل مبتلا شدہ در سن یکہزار
و دوصد و شصت و پنج ہجری داعیِ اجل را لبیک اجابت گفتند و شربتِ وصال چشیدند۔
و جنابِ ممدوح را فرزندیست ارجمند کہ متصف بصفاتِ حمیدہ اند المسمی سید شاہ حیدر حسن سلمہ اللہ
من آفات الزمن و ایشاں ہم صاحبِ اولاد اند فقط لیکن کئی سال کا عرصہ ہوا کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

از نسخہ شجرۃ العارفین مصنفہ منشی محمد علی الفت الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

چہارم از آں ہفت گردوں جناب — محمد حسن شاہ اشرف خطاب
لطایف و بدیع و رفیع المکاں — چراغ سمیِّ نبیِ زماں
سرِ سالکاں افسرِ عارفاں — شہِ زیب بخشِ سریرِ جہاں
خداوندِ دیوانِ حمدِ خدا — ثنا خوانِ ایشاں امام الہدیٰ
مرا ایں تصانیف فیضانی است — کہ آں معدنِ فیضِ یزدانی است
دگر با حریفان و تصنیفِ چند — بعلمِ تصوف ز فکرِ بلند
ز لطفِ مضامینِ بسیاختہ — بسے شہرہ در خلق انداختہ
برادر زرنگِ دیں شاہ آزادہ بود — خداوندِ تسبیح و سجادہ بود
دریغا بعمرِ سنِ اربعین — سوے خلد گردید رحلت گزیں
ہم ایں شاہ را ہست شہزادۂ — بباغِ سخا سرو آزادۂ
شجاعِ جہان و دلیرِ زمن — کہ نامش علم گشت حیدر حسن
کہ او از نژادِ دلِ خیبر است — ہمہ سیرتش سیرتِ حیدر است

بتاریخ ہفتم ربیع نخست ۔ دریں باغ ایں سرو رعنا برست
چو دیدند روشن ہمیں از زمن ۔ خطابش نمودند مظہر حسن
ز فلک شہ میر دین نام جو ۔ شد ایں اسم تاریخ میلاد او
چو ایں دُرِّ زرکان صفا گوہرست ۔ خطاب خوشش بندہ حیدر است
کہ یعنی بہ تضمین لفظ غلام ۱۲۰۱ ۔ بہ حیدر زیارتخیش گشت نام ۱۲۹۳
بفضل خدائی قادر بے نیاز ۔ بعمر و باقبال ایں سرو ناز
بیفزائے برکات لا انتہا ۔ طفیل شہ اشرف الاولیا

غزل الفت در مدح حضرت اشرف قدس سرہ

سعادت خانہ زادی گوہر او ۔ سیادت زیب فرق افسر او
بچشم اہل بینش بہ ز اکسیر ۔ نماید جلوہ ہا خاک در او
ز سرداران بزم شعر امروز ۔ نمی بینم کسے را ہمسر او
ہمانا نالہ موزوں کردنش را ۔ شدہ عشق حقیقی رہبر او
با وستادی کسے راز ان نگنجد ۔ کہ بودہ خضر معنی رہبر او
بس اے الفت مقام خود نگہدار ۔ کجائی تو کجا شان فر او
باوج وصف او کے مرغ فکرت ۔ پروا فتد زخود بال و پر او

حالات حضرت حکیم پادشاہ قدس سرہ مصنف تذکرہ

جناب مستطاب سر حلقہ کاملان فخر علماء ہندوستان جامع الفضائل کامل الخصائل فاضل اجل عالم باعمل ملائک شیم صاحب جود و کرم بہشتی رو رضوان خو پیشوائے ارباب صدق و صفا مقتدائے اصحاب حلم و حیا افصح الفصحا ابلغ البلغا اختر تابندہ فلک سخندانی رشک انوری در روشن بیانی افتخار فخر رازی ہم نوائے سعدی شیرازی مطلع انور طریقت منبع اسرار حقیقت نائب مناب شریعت مصطفے قائم مقام طریق علی مرتضی مقرب حضرت ایزد تعالی حاج بیت اللہ حافظ کلام اللہ علامی فہامی نادر کلامی افضل الفضلا واکرم الحکماء عالی انساب علو انتساب سید الاقطاب مرشد اولی الالباب صاحب المقامات العلیہ واقف علوم عقلیہ و نقلیہ امام صومعہ ریاضت ساقی میکدہ افاضت امام المتوحدین سند الفقہا و المحدثین سیدنا ومرشدنا مولانا ابو محمد حضرت سید شاہ فخر الدین احمد المعروف بحکیم پادشاہ آل نبی رفیعی القادری السہروردی النقشبندی المجددی قدس سرہ العزیز۔ ابتداءً آپ نے علوم ظاہری معقول و منقول کی تحصیل شہر لکھنؤ میں بعہد حکومت نصیر الدین حیدر جنت منزل بادشاہ وقت بہ محل سرائے مولوی محمد حیدر مرحوم دس سال تک مقیم رہکر علماء فرنگی محل و دیگر متعدد فضلائے نامی و گرامی کی خدمت میں فرمائی اور علم حدیث اور فن قرأت وغیرہ دوسرے علماء ماہرین فن سے تحصیل فرمایا آپکے اساتذہ کی تفصیل یہ ہے مولانا مولوی محمد نعمت اللہ و مولانا مولوی محمد معین و مولانا محمد اصغر و مولانا مفتی محمد ولی اللہ

و مولنا اخوند شیر محمد ولایتی و مولنا مولوی حسین احمد و حضرت سید عبد الرحمن مدنی۔

(۱) مولنا مولوی محمد نعمت اللہ ابن ملا نور اللہ بن ملا محمد ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا محمد اسعد بن ملا قطب الشہید جلیل القدر علمائے فرنگی محل لکھنؤ سے تھے آپنے کل علوم درسیہ اپنے والد اور چچا مفتی محمد ظہور اللہ سے تحصیل کئے تھے علوم معقولات بالخصوص فن ریاضی میں آپکو ید طولیٰ حاصل تھا عرصہ دراز تک بلدہ لکھنؤ اور شہر فیض آباد میں آپ مفتی رہے پھر والی بڑودہ نے آپکو بلا کر نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ خدمت بزرگانہ سے سرفراز کیا علمائے کے سوا طبقۂ امرا اور رؤسا میں بھی آپکا کمال احترام تھا۔ سنہ ۱۲۹ میں بمقام بنارس آپنے وفات فرمائی اب لکھنؤ میں آپ کے نبیرگان مولوی برکت اللہ مترجم تذکرۃ الاولیا وغیرہ اور مولوی عظمت اللہ موجود ہیں۔

(۲) مولانا مولوی ملا محمد معین بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید مستند علمائے فرنگی محل سے تھے آپنے اکثر علوم درسیہ اپنے والد بزرگوار سے اور بعض اپنے برادران بزرگ ملا محمد حیدر اور ملا محمد صفدر سے حاصل کئے تھے۔ اکثر کتب درسیہ پر آپنے حاشیے بھی تحریر کئے آپکی تصانیف کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ترجمہ اصحاب الرموز حصن حصین۔ غایۃ البیان فیما یحل و یحرم من الحیوان حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمہ۔ تفسیر آیات المیراث۔ رسالہ القرأۃ خلف الامام۔ المعینیہ فی تحریم المتعہ۔ مجموعہ الخطب والفتاوی آپنے ۱۲۵۸ھ میں وفات فرمائی آپکی اولاد لکھنؤ میں موجود ہے۔

(۳) مولنا مفتی محمد اصغر بن مفتی احمد ابی الرحم بن ملا محمد یعقوب بن ملا محمد عبد العزیز بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید مشہور فاضل خاندان علمائے فرنگی محل سے تھے آپنے بعد حفظ کر لینے کلام اللہ شریف کے کتب درسیہ کی تحصیل اپنے والد بزرگوار اور ملا محمد مبین رح کے خدمت میں فرمائی۔ اور عالم بحر جامع معقول و منقول ہوے۔ منقول میں خاصتہً علم فقہ و اصول میں آپکو کمال حاصل تھا خدمت افتا آپکے تفویض ہوئی کئی درسیہ کتابوں پر آپنے حاشیے تحریر فرمائے چنانچہ مصنف کتاب خیر العمل نے آپکی فقاہت اور لطافت ظاہری و باطن کی تعریف فرمائی ہے۔ ۱۹ رجب سنہ ۱۲۵ھ میں آپنے وفات فرمائی آپکے پوتے مفتی محمد یوسف داماد مولنا مولوی محمد عبد الحی مرحوم زینت افزائے لکھنؤ موجود ہیں۔

(۴) مولٰنا مفتی محمد ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید آپ جلیل الشان فاضل خاندانِ علماءِ فرنگی محل سے تھے۔ آپنے کل علوم و فنون درسیہ کی تحصیل اپنے والدِ بزرگوار اور چچا مولٰنا محمد مبین اور مفتی محمد ظہور اللہ اور مولٰنا عبد القدوس سے فرمائی تھی مختلف علوم میں کثیر التعداد کتب آپکے تصانیف سے صفحہ ہستی پر یادگار موجود ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔ حاشیہ بر (حاشیہ سید زاہد رسالۂ قطبیہ) حاشیہ بر (حاشیہ زاہدیہ تہذیب الجلالیہ) حاشیہ بر (شرح ہدایۃ الحکمۃ صدری) حاشیہ بر (شرح عقائد الجلالی) رسالہ ایقاظات فی بحث العلم۔ شرح الیقاظات۔ رسالہ در مسئلہ تشکیک۔ رسالہ بحث کلامی ہذا کاذب۔ شرح مسلم العلوم شرح مسلم الثبوت رسالہ فارسی متعلق انتظام ریاست و سلطنت۔ رسالہ فارسی عمدۃ الوسائل۔ رسالہ فارسی اغصان الاربعہ لشجرۃ الطیبہ۔ تفسیر قرآن مجید ۸ جلدیں۔ حاشیہ بر (حاشیہ میر زاہد بہ شرح مواقف) وغیرہ وغیرہ آپ اپنے ہمعصر علما اور امرا کی نگاہ میں نہایت ہی محترم اور محتشم تھے سنہ ۱۲[illegible] میں آپنے وفات پائی۔

(۵) مولانا اخوند شیر محمد ولایتی رحمۃ اللہ علیہ شاگرد رشید مولٰنا مولوی رشید الدینخان صاحب دہلوی و مولٰنا مولوی مفتی محمد ظہور اللہ فرنگی محل مشہور و معروف فضلا سے تھے۔

(۶) مولٰنا مولوی حسین احمد مرحوم ارشد تلامذہ حضرت مولٰنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سے تھے۔

(۷) مولٰنا مولوی حافظ سید عبد الرحمٰن مدنی قطب وقت محی اللیل ساکن متصل جدار حرم شریف مسجد نبوی جلیل القدر محدث علماءِ حجاز عرب سے تھے قرأت اور علم تجوید میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا مزید کیفیت آپکی دریافت نہیں ہو سکتی۔ بعد تحصیل کتب متداولہ و تکمیل علوم درسیہ اولاً حضرت قبلہ نے اکتساب علوم باطنی حسب تعلیم سلسلۂ قادریہ سہروردیہ اپنے والدِ بزرگوار قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں القادری قدس سرہ کے خدمت میں فرمائی بعد وصال پدر بزرگوار و برادر معظم مصنف مثنوی شریف ہذا آپ سجادہ نشین خانقاہ شریف ہوے بعد تکمیل سلسلہ ہذا آپنے اپنے خسر حضرت مولانا مولوی سید محمد عاشق عرف میر فرخ علی میاں سے جو سادات محترم کڑہ سے تھے اور اونکا سلسلہ نسب جناب سید محمد فرزند حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے بعد بیعت طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں

اجازت تامہ پائی۔ اور خرقہ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ سند اجازت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ آپنے شیخ الدلائل سید علی بن یوسف ملک الباشلی المدنی اور سند اجازت حزب البحر و طریق نماز تہجد و دیگر اشیاء مخصوص طریق نقشبندیہ حضرت شاہ احمد سعید احمدی مجددی سے زمانۂ حج بیت اللہ ۱۲۶۷ھ میں حاصل فرمائے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے کمالات اور حالات کا عالمگیر شہرہ اور آوازہ بلند ہوا ہر طرف سے عاشقان خدا و طالبان راہ صفا جوق جوق آنے لگے صدہا ہزارہا آدمی آپکے فیوضات ظاہری و باطنی کے برکات سے مستفید ہو کر کامل و مکمل ہو گئے۔ نظم

ازاں ہفت خورشید پنجمیں ۔ کہ بر نام او میکند فخر دیں
جبینش پر از نور فضل و کمال ۔ سہی سرو از جویبار جلال

طریقت مآب و شریعت پناہ ۔ بملک فضیلت یکے بادشاہ
رہ معرفت را شہ سالکاں ۔ سمند افگن عرصۂ لامکاں

مفسر محدث فقیہ و کلیم ۔ ادیب و طبیب و لبیب و حکیم
گزیں نائب سید المرسلیں ۔ حسینی بنسب سالک راہ دیں

طبیب مریضان درد دلی ۔ دلش گنج سر خفی و جلی
چو با فخر رازی و از بو علی ۔ دہم نسبتش باشد از جاہلی

کہ بودند آنہا ادیب و طبیب ۔ یکے را نہ بد علم معنی نصیب
بنازم کہ حکمت پناہی کند ۔ کہ در فقر خود بادشاہی کند

وقارش فزوں تر ز قطب سما ۔ پئے خیمۂ دین او تادہا
ستون شریعت و سقفش بہا ۔ محل سلوک از رخش پر ضیا

ز قلزم فزوں ہست فیضان او ۔ کہ تشنہ لباں از رہ چار سو
چہ ڈھاکی چہ بنگالی و ہوگلے ۔ چہ سندھی چہ کشمیری کابلے

چہ مدراس و مرہٹ چہ گجراتیاں ۔ چہ از وسط ہند و چہ میواتیاں
چہ نیپال و لاہور و ملتانیاں ۔ چہ سلہٹ چہ بلوچ و مکرانیاں

بسی غزنوی و خراسانیاں ۔ بسی مشہدی و صفاہانیاں
ارادت بدیں چشمہ آوردہ اند ۔ بدلخواہ خود فیضہا بردہ اند

باقلیم جاں شاہ آزادہ اند ۔ در ایدوں خداوند سجادہ اند
ہر ایں شاہ را ہم یکے شہریار ۔ چو در یتیم آمدہ یادگار

کہ طبعش بلیغ و کلامش فصیح ۔ دم او ملیح است نامش مسیح
حذاقت چو پیدا ز جنبش عیاں ۔ ملقب شدہ با مسیح الزماں

فضیلت پناہ است حکمت مآب ۔ ازیں رو مسیحاست در انتخاب
چو آبا و اجداد صاحب طریق ۔ بفضل و علوم است بحر عمیق

بطفلی شدہ علامۂ روزگار ۔ ہمہ دانی اش بر ہمہ آشکار
شہ صوفیاں و سر نحویاں ۔ امام ادیبان نادر بیاں

بعلم معانی و فن بیاں ۔ سبق برد بر دو ہمہ پیشینیاں
بہ معقول و منقول و فقہ و اصول ۔ بہ تفسیر قرآن و حکم رسول

بعلم فرائض بہ فتوے دہی ۔ بہ پیش از شباب آمدش آگہی
درآمد ز فضل خدائے کریم ۔ جواں ہست و درد دلی را حکیم

بگوئید او را حکیمِ ہمام | کہ بر ذاتِ او گشت حکمت تمام
خدایا تو این شاہ و شہزادہ را | کز و زینتے ہست سجادہ را
بتشخیص او بسکہ نازد دوا | کہ بر دستِ او کرد بیعت شفا
بفضلت کہ بر فرقِ مسترشدان | بسے سالہا ظل گستر بمان

حضرت قبلہ کے رشید تلامذہ کی تفصیل یہ ہی

(۱) حضرت مولٰنا و مرشدنا مولوی سید شاہ حکیم مسیح الدین احمد صاحب صاحبزادہ و جانشین مدظلہ العالی (۲) جناب مولٰنا مولوی محمد عبد السبحان صاحب مرحوم (۳) جناب مولٰنا مولوی سید شاہ امیر الدین احمد صاحب برادرزادہ حضرت قبلہ دامت فیوضہم (۴) جناب مولانا مولوی سید شاہ حافظ احمد حسن صاحب مرحوم برادرزادۂ حضرت قبلہ (۵) مولوی اشرف علی صاحب اور **خلفاء** کی تفصیل یہ ہی (۱) مولٰنا و مرشدنا حضرت صاحبزادہ صاحب دامت فیوضہم آپکے زمانہ کم سنی کی کیفیت اشعارِ ماسبق سے واضح ہوتی ہی فی زمانہ آپکے علم و فضل کمالاتِ ظاہری و باطنی کی شہرت تام ہے ذاتِ بابرکات مرجع خاص و عام ہے۔ بہت سے تلامذہ علوم ظاہری علم فقہ و اصول اور حدیث و تفسیر و علمِ ادب معانی حکمت و فلسفہ ہیئت و ریاضی سے مستفید ہیں بالخصوص فنِ طبابت سے جسمیں آپ اسم بامسمٰی مسیحِ وقت ہیں صدہا بلکہ ہزارہا آدمی آپکے فیضان سے منتفع ہو رہے ہیں اور کمالاتِ علم باطنی و ودیعتِ الٰہی بطور توریث اباً عن جدٍ آپ کی ذات سرچشمۂ آبحیات تک پہونچا اوس سے بھی ایک عالم بہرہ یاب ہوا اور خادمی و مریدی سے مفتخر ہے ادام اللہ ظلہم العالی ما دام الایام واللیالی۔

آپکی اولاد کی تفصیل یہ ہے کہ بڑی صاحبزادی صاحبہ ہیں اونکے صاحبزادہ جناب سید شاہ حکیم انوار احمد صاحب ہیں جو بہت ہی مستعد اور صالح ہیں اور پانچ صاحبزادہ تھے۔ بڑے صاحبزادہ جناب حافظ مولوی حکیم شاہ سید حسن صاحب مرحوم تھے جو باوجود کم سنی کے علوم درسیہ و کتب متداولہ سے فارغ التحصیل ہو کر فن طبابت میں شہرہ آفاق تھے کیوں نہو کہ سوائے کمالات علمی اور زہد و تقوی کے اللہ تعالی نے دستِ شفابخش عطا فرمایا تھا کوئی مریض ایسا نہ ہوگا کہ اوسنے آپکی خدمت میں رجوع کیا ہو اور اوسکو شفا حاصل نہوئی ہو اکثر صحت یاب ہو جاتے تھے اور اسوجہ سے آپکا آوازہ تمام شہر الہ آباد اور گرد و نواح میں بلکہ دور و دراز کے امصار و دیار میں ایسا کچھ ہو گیا تھا کہ دوسرے طبیبوں کے مطب بند اور ڈاکٹری علاج کی بیقدری ہو گئی تھی بقضائے الٰہی

عین عالم شباب میں بعمر ۲۴ سال ۸ ماہ بتاریخ ۲۲ رجب المرجب ۱۲۸۹ھ شب جمعہ وصال فرمایا۔ تمام اہل شہر اور واقفین کے دل اس صدمۂ جانکاہ سے مصدوم ہیں۔

دوسرے صاحبزادہ جناب مولوی شاہ سید حسین صاحب مرحوم تھے انھوں نے بھی مثل اپنے برادر بزرگوار کے علم حاصل فرمایا تھا بعمر ۲۲ سال بتاریخ ۴ شوال المکرم ۱۲۹۱ھ وصال فرمایا ؎

حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے۔	پھول تو دو دن بہارِ جانفزا دکھلا گئے

تیسرے صاحبزادہ جناب مولٰنا سید شاہ حکیم محمد احسن سلمہ اللہ تعالی ہیں اور چوتھے صاحبزادے جناب مولٰنا سید شاہ محمد محسن سلمہ اللہ تعالی ہیں جو تحصیل علوم و فنون میں مشغول ہیں امید ہے کہ عنقریب اپنے آبائی کمالات میں دستگاہِ کامل حاصل فرماکر جلوہ افروز مسندِ آبائی ہوکر فیض رسانِ خلایق ہونگے۔ اَللّٰھُمَّ اَبْقَاھُمْ عَلٰی رُؤُسِنَا۔ پانچویں صاحبزادہ جناب سید شاہ محمود تھے جنھوں نے زمانہ خوردسالی ہی میں وفات فرمائی۔

دوسرے خلیفہ والدی و مرشدی جناب حافظ حاجی محمد عباس علیخاں امروہی قدس سرہ بن محمد دلدار علیخاں بن احمد علیخاں المعروف بہ غلام مولیٰ خاں بن محمد شمس الدین خاں بن شیخ درویش محمد المخاطب بہ نواب محمد درویش علیخانِ اول عرض مکرر و نائب میر بخشی و داروغہ توپخانہ رسالہ والاشاہی بالاشاہی امیر الامرائی و منصبدار پانزدہ ہزاری دربارِ شاہانِ دہلی حضرت محمد فرخ سیر و محمد شاہ نور اللہ مضجعہا بن شیخ عبد الحکیم الملقب بہ شیخ ماکھن المخاطب بہ حکیم علیخاں بن شیخ جان محمد بلخی غفر اللہ لہم تھے۔ آپ ۱۲۲۹ھ میں بمقام امروہہ تولد ہوے۔ بارہ سال کی عمر میں حافظ کلام اللہ ہوگئے اور تقریبًا چھ ماہ کے عرصہ میں حسب ضرورت فارسی اور عربی کی تحصیل تا بہ شرح ملا جامی فرمائی۔ کم سنی ہی میں آپکے والد بزرگوار نے وفات فرمائی اور خانگی کاروبار انتظام دیہات جاگیرات آپکے ذمہ ہوا۔ بعمر ۲۴ سال ہنگامہ غدر شروع ہوا جسمیں نامور شرفا اور معزز امرا بے خان و مان ہوگئے چنانچہ آپکے خاندان کے بھی کل جاگیرات اور ملک و املاک لاوارث قرار پاکر ضبط سرکار انگریزی ہوگئی۔ آپ آخر غدر ۱۲۷۴ھ میں حضرت حکیم بادشاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کے خدمت مبارک میں آ کر

سلہ وفات ۲۲ رمضان المبارک [illegible] بعمر ۲۴ سال
سلہ وفات ۴ ربیع الاول [illegible]
سلہ وفات ۲۴ شوال [illegible] بعمر ۲۲ سال
سلہ [illegible]
سلہ [illegible]
سلہ وفات [illegible]
[illegible]

حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور ایک عرصہ تک آپکے آستانۂ عالیہ پر مقیم رہے حتیٰ کہ شرفِ خلافت تامہ اور خرقہ سے سرفراز ہو کر مرخص و مامور بقیامِ اقلیم وطن ہوئے۔ ۵۲ سال کامل مسندِ ارشاد پر متمکن رہے صدہا ہزارہا آدمی آپکے مرید ممالک مغرب و شمال ہند و پنجاب اور اطراف کابل میں موجود ہیں دونوں طریقے یعنی قادریہ و نقشبندیہ کے سلوک کی کامل تعلیم دیتے تھے۔ اور مسائل مشکل تصوف وحدت الوجودی اور شہودی بسہولت اور بصراحت منکشف فرماتے تھے۔ آپ نسبت صحیحہ کملہ شیوخ متقدمین سے متصف تھے کشف و کرامات تو کوئی چیز قابل تذکرہ نہیں ہیں صدہا سے زیادہ ہونگے اکثر روزمرہ ظہور میں آتی رہتی تھیں البتہ مایۂ افتخار آپکے پیر و مرشد کا یہ ارشاد ہے جو آپ اکثر فرمایا کرتے تھے اگر خدا تعالیٰ[1] بروز حشر مجھ سے فرمائیگا کہ ہمارے واسطے کیا لائے ہو تو میں اپنے حافظ جی کو پیش کرونگا کہ یارب العزت میں یہ تحفہ تیرے لئے لایا ہوں آپ سے متعدد خلفاء ہوئے بعض کے اسماء یہ ہیں (۱) سید راحت علی امروہی مرحوم المتوفی بتاریخ ۳ محرم سنہ ۱۳۰۸ھ (۲) مولوی محمد عماد الدین سنبھلی (؟) بچھرایونی (۳) مولوی تسلیم احمد صابری امروہی اگرچہ انھوں نے من بعد سلسلۂ صابریہ چشتیہ میں دوسرے شیوخ سے بھی استفادہ کیا ہے (۴) حکیم سید کفایت علی اسراری بلب گڈھی مرحوم المتوفی ۱۴ رجب سنہ ۱۳۱۲ھ روز دوشنبہ (۵) حافظ عبد اللطیف خان امروہی (۶) مولوی سید رحمت علی سنبھلی المتوفی ۲۰ صفر سنہ ۱۳۲۱ھ (۷) حافظ سید ارشاد علی مرادآبادی (۸) حافظ محمد اکبر شاہ امروہی (۹) شاہزادہ محمد امیر الملک عرف مرزا ایلاقی دہلوی (۱۰) حافظ محمد رحمت اللہ امروہی اور (۱۱) خادم درگاہ شریف راقم الحروف عفی عنہ۔

حضرت حافظ صاحب قبلہ سلخ شعبان المعظم سنہ ۱۳۲۱ھ روز جمعہ بعد نماز جمعہ علیل ہوئے اور بتاریخ ۶ رمضان المبارک روز پنجشنبہ سنہ ۱۳۲۲ھ بعد نماز ظہر وصال فرمایا اور اوسی شب میں باغ روضۂ نواب محمد درویش علیخاں میں مدفون ہوئے۔ قطعہ تاریخ وصال از شاہزادہ محمد امیر الملک تیموری عرف مرزا ایلاقی دہلوی

قطعہ

حافظ عباس علیشاہ امام اقطاب
بود سرخیل محقق شاغل و واصل بیشکے
سال وصلش نوشت ایں احقر
مرشد عارف و کامل بیشکے

[1] حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رح نے بھی جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے شان میں یہی ارشاد فرمایا تھا کہ اگر خدائے تعالیٰ بروز حشر مجھسے ارشاد فرمائیگا کہ دنیا سے ہمارے واسطے کیا لائے ہو تو میں قاضی صاحب کو بارگاہ الٰہی میں پیش کرونگا ۱۲

تیسرے خلیفہ جناب خواجہ محمد سلطان لاہوری قدس سرہ العزیز تھے جو لاہور میں رہے آپکے بہت سے مریدین اور بعض خلفا موجود ہیں مزار شریف لاہور میں ہے
چوتھے خلیفہ حکیم سید شاہ محمد رضا صاحب تھے جنہوں نے بلاو پورب میں قیام فرمایا تھا اور مزار شریف ناصری گنج ضلع گیا میں ہے اگرچہ حضرت جناب حکیم بادشاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز بسبب مشغلہ تعلیم علوم دینیات فقہ و اصول حدیث و تفسیر اور توجہات باطنی حلقہ ذکر و شغل و مراقبات بہت عدیم الفرصت رہتے تھے تاہم تصنیفات بھی فرمائے ہیں جیسے ازالۃ الشکوک و الاوہام رد تقویۃ الایمان نذیر البشیر رد مولوی بشیر الدین صاحب سہسوانی۔ فاتحہ فی جواز الفاتحہ۔ و رسالہ مولد شریف وغیرہ اور گاہے گاہے نظم بھی فرماتے تھے۔ نظم

بسم الله کنم آغاز شرح مطلب دلها — کلید قفل گنج قلب و حل جمله مشکلها
به بحر معرفت رفتند بحر گوهر معنی — مگر آن بی‌نشان را نه نشان است و نه ساحلها

رهی پر پیچ و بیم و دزد و قطاع الطریق ایدل — چه سان سالک روی بی‌شان با رخ خویش و منزلها
بیا ای جان جان من به پیش پیر ساعتی بنشین — که بی پیر طریقت کی توانی قطع منزلها

برو مطرب به بزم ما که در گوشم همی آید — صدای الحذر هر دم چو هوا تیز با محملها
سبو میخانه شو الفخر و خوش خوان مصرعه حافظ — الا یا ایها الساقی ادر کاسا و ناولها

عکسی فتاد از رخ زیبا بجام ما — صبح فراق خنده زند کی بشام ما
تا لذتی ز لعل لبت در دهان ماست — ریزد مدام شیر و شکر از کلام ما

دریای بی‌نشان در معنی کجا و صید — زین سعی و کوشش و طلب ناتمام ما
نی فخر فکر ذات کن دام بازچین — عنقا کی لا مکان نشود صید دام ما

فغان از دست صیاد که آورد از چمن یارا — ببوسم دست و پای آنکه برساند وطن یارا
دو چشمم کور شد از گریه در شوق رخ یوسف — علاجش نیست اکنون جز بوی پیرهن یارا

بشیرین لب شهم مفتون و دادم جان شیرین را — سزد گر مرحبا گوید برین آن کوهکن یارا
برای خلق می پوشم عبا و جبه پشمین — پی خالق لبس این جا به و دلق کهن یارا

فنا فی الله گردیدم حیات جاودان دیدم — چو برخیزم بیا بنگر نما رو کفن یارا
ز هیچ که خواست کرد قضا را روان برا — در امر خواجه نیست تصرف غلام را

رندان مدام از خم وحدت خورند می — زین باده بهره نیست همه خاص و عام را
ای فخر باده نوش و مستی و عیش کوش — بگذار این عمامه و تسبیح دام را

ای بهار باغ دل از نور ایمان شما — رونق گلزار جان از آب حیوان شما
تلخ باشد در دهانم ذوق شیرینی و قند — گر نهم لب بر لب لعل بدخشان شما

یا رسول الله جمال خود نما — بر من مشتاق جمال خود نما
شوق پابوست ز حد افزون شده — شعشعه نور نعال خود نما

تو که نور مصطفی و احمدی — نور ذات باکمال خود نما
دلا بپرا وج تدلی یکی زمان — از لطف پر و بال خود نما

فخر از هجر تو بی صبر و سکون است — یا رسول الله جمال خود نما
جز پیر تو رخسار تو در کون و مکان نیست — بر دعوی من حاجت برهان و بیان نیست

بنگر که چه سان تافته نور رخ خورشید — خود دال بران گشت عیان است و نهان نیست
نقصان نه پذیرد گل حسن تو ز دوران — آلان کما کان بباغ تو خزان نیست

حقا که نگویم بکسی سر پیدا — در مذهب عشاق چنین است و چنان نیست
فخر جنبش نمیکند سوی غیر — بسته رشته محبت اوست

جام صفا و باده گلگون مرا در کار نیست — بوی زلف مست کرده حاجت خمار نیست
بلبل گلزار قدسیم و نه ارم نه سوی خلد — خلد و فردوس برین بی آن رخ دلدار نیست

همچو فرہادم پئے شیرین بگرد کوہسار ‌‌ ‌‌ مسکن من روز و شب جز دامن کہسار نیست
غیر بینا جملہ باہم دشمن یک دیگرند ‌‌ ‌‌ پیش ما ویم جملہ معشوق اند کس اغیار نیست
دو چشمم ناظر رخسار یار است ‌‌ ‌‌ مرا با جنت و دوزخ چہ کار است
بیاد آن دلارام و خوش اندام ‌‌ ‌‌ بسان ابر چشم اشکبار است
ہمین جستم ورا در کوئے و بازار ‌‌ ‌‌ بحمد اللہ کہ یارم در کنار است
نہ تنہا من ببوئے گل شدم مست ‌‌ ‌‌ کہ مثل من بشاخ گل ہزار است
چہ خوش گفت است صائب تا بحسب ‌‌ ‌‌ بیادش گیر مژگان وصف نگار است
بپرس اے فخر از جوہر شناسان ‌‌ ‌‌ کلام تو چو در آبدار است
آنقدر شوق تو دارد دل مضطر یار ‌‌ ‌‌ دم بدم سوئے تو چون قبلہ نما میگردد
فخر ایوان تو دور است و مقام تو بلند

عاشقی و بت پرستی عاشقان را بس بود ‌‌ ‌‌ الغنا عاشقان با سبحہ و زنار نیست
بیخود و حیران و مستم از شراب بیخودی ‌‌ ‌‌ فخر را در راہ حق جز بیخودی در کار نیست
دو عالم را کشیدہ در تہ تیغ ‌‌ ‌‌ ہنوز آن تیغ ابرو آبدار است
بیا اے جان جان نا توانم ‌‌ ‌‌ دلم چون مرغ بسمل بیقرار است
دمے غافل نیم از ذکر دلدار ‌‌ ‌‌ دلم با یار و دستم بکار است
زسوز آتش عشقت چو لالہ ‌‌ ‌‌ ہمہ تن داغ دارد و لالہ زار است
دو عالم یک فروغ حسن یار است ‌‌ ‌‌ مرا با جنت و دوزخ چہ کار است
آدم از ترک خودی مرد خدا میگردد ‌‌ ‌‌ دور از کبر و منی شہرت و ہوا میگردد
شیشہ دل چو مصفا شود از رنگ غیر ‌‌ ‌‌ بیگمان صورت خود جلوہ نما میگردد
زین سبب اہل نظر زود بپا میگردد

رباعی

از قطرہ چو سیل آب می باید شد ‌‌ ‌‌ وز ذرہ چو آفتاب می باید شد
پروانہ صفت بگرد شمع رویش ‌‌ ‌‌ سوزان سوزان کباب می باید شد

بتاریخ ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۳ ہجری بعمر ۵۷ سال وصال فرمایا مزار پُر انوار الہ آباد میں ہے قطعہ تاریخ مصنفہ سید وارث علی [illegible]

اوتاد عصر و قطب زمان شمس روزگار ‌‌ ‌‌ اہل کمال اہل سلوک اہل قدر و جاہ
غوث و فقیر دوست مرید و نکو دستگیر ‌‌ ‌‌ ابدال عہد حال تھے اور مقتدا پناہ
تھی در حقیقت الٰہی ذات و نکی با صفات ‌‌ ‌‌ باطن بھی صاف اہل بصیرت تھے واہ واہ
ذکر و مراقبہ میں گذرتی تھی ساری رات ‌‌ ‌‌ ہر شام سے تھا شغل یہی تا دم پگاہ
ہر علم میں عبور تھا ہر فن میں تھا کمال ‌‌ ‌‌ نقصان نہ تھا ذرا بھی یہ [illegible]
لاحق ہوا نہیں مرض الموت ناگہان ‌‌ ‌‌ پہونچا زمان قرب جو نزدیک آہ آہ
محو لقائے یار ہوئی پھیری سب سے آنکھ ‌‌ ‌‌ شوق وصال دوست میں دی جان [illegible]
خلوت سرائے قبر میں جلوہ فزا ہوئے ‌‌ ‌‌ مردان پارسا کی جو ہے خاص بارگاہ
اور رونق نقش کا ہے مجلد دیدہ بادہ ‌‌ ‌‌ آباد اب ہے اور ہے ویرانہ خانقاہ ۱۳۰۳

تھے فخر راز علم طریقت زہے میں فرید ‌‌ ‌‌ معروف بادشاہ فقیرانہ رسم و راہ
تکیہ پہ اپنے فخر نہ مسند پہ ناز تھا ‌‌ ‌‌ ایسے فقیر دل تھے با این ثروت و رفاہ
جس کو در دل چشم توجہ سے کی نگاہ ‌‌ ‌‌ پہچانتے لگا وہ معرفت کی راہ
ان کا مونہیں کسنے جو تقریر اپنی ‌‌ ‌‌ پھر کیا ہوا دل کی کشف و کرامات میں اشتباہ
دم بھر میں ہی سبق یہ [illegible] ‌‌ ‌‌ حکمت میں بو علی سے زیادہ تھے [illegible]
خود دست بیعت پیر جناب و قضا ہوئے ‌‌ ‌‌ کی حکم نقشبندیہ چل ہی پر جو میں نگاہ
جان بحق ہوئے منزل جانان میں پہونچی آج ‌‌ ‌‌ کہتے ہیں جناب عشق سے کو اسکو چاہ
فکر سن وفات میں وارث یہ جان کہو ‌‌ ‌‌ کہہ آہ آہ مشتاق شیخ کا بادشاہ ۱۳۰۳

غزلیات حضرت اشرف علیہ الرحمۃ

[illegible]

جادو نگهی راهزنی چشم سیاهی
آرام ربایی بت سرمست خماری

شمشیر کشی کینه وری سینه خراشی
دلارام کشی فتنه قدی صبر شکاری

طوطی سخنی نکته وری شهد مقالی
شکر شکنی لعل لبی نوش گواری

بیدادگری کج روشی طرفه ادائی
آتش فگنی ماه وشی لاله عذاری

تازه چمنی گلبدنی کبک خرامی
آهو نظری فتنه سری شاخ بهاری

زهره صفتی شمع رخی نغمه سرائی
طنّاز جوانی صنمی نکته گذاری

پرسید چو اشرف که تو ای خلق فریبی
از راه تبختر سخنی گفت که آری

شدم بسوی چمن بارها ببوی کسی
که شگفته ندیدم گلی بروی کسی

کجا روم که بپرسم چگونه صبر کنم
که گم شدست دل زار من بکوی کسی

هزار حیف نیامد کسی ببالینم
گذشت عمر عزیزم بآرزوی کسی

سرشک وار دلم خون شد و ز دیده چکید
که خود چو پیک رود بهر جستجوی کسی

دلم بفرقت محراب ابروی خمدار
چو مرغ قبله نما میطپد بکوی کسی

مدام از تپ فرقت بمحفل شب غم
دلم چو شمع بسوزد بیاد روی کسی

چو وقت نزع ببالینم آمد از سر ناز
گشاده ماند چو نرگس دو دیده سوی کسی

خوشا نصیب بهی قسمتم که بعد فنا
کنند دفن مرا دوستان بکوی کسی

٢٨٥

بلغ العلی بکماله
کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله
صلوا علیه و آله

مثنوی معدن فیض

بسم الله الرحمن الرحیم

وصف تو یارب نباشد حد کس ‌ ‌ ‌ تو بآن وصفی که خود گفتی و بس

نیست جز تو خالق هر دو سرا ‌ ‌ ‌ ذات پاک تست بیچون و چرا

مر توئی پروردگار انس و جان ‌ ‌ ‌ نیست مانند تو چیزے در جهان

در صفات خویشتن یکتا توئی ‌ ‌ ‌ قادر و قیوم و بے همتا توئی

در دو عالم نیست انباز تو کس ‌ ‌ ‌ وصف بے چونی سزائے تست و بس

خالق بے آله و فکرت توئی ‌ ‌ ‌ رازق بے بخل و بے ریبت توئی

می رسد بر ذات تو وصف بقا ‌ ‌ ‌ که نداری ابتدا و انتها

نیست تغیرے بذاتت اے صمد ‌ ‌ ‌ در ازل بودی و باشی تا ابد

آنچه بودی همچنان هستی کنون ‌ ‌ ‌ ذات تو باشد ز فکر ما برون

۲۸۶

هیچ مداحان و وصف واصفان — در جنابت هست یکسر بی نشان

آنچه از کلک قدر کردی رقم — نیست خالی از ره عدل و حکم

بهتر از وی ناید از کس زینهار — که کند نقشی به از وی آشکار

نیست در صنع تو نقصان و زیان — آنچه بایست کردی آنچنان

از سریر عرش تا فرش بسیط — علم تو باشد بجمله شی محیط

نیست محجوب از تو چیزی در جهان — نزد تو یکسان است پیدا و نهان

هرچه هست اندر زمین و آسمان — جمله از تقدیر تو گردد عیان

کفر و ایمان رنج و راحت خیر و شر — صحت و بیماری و نفع و ضرر

اندک و بسیار از خورد و کلان — طاعت و عصیان و از سود و زیان

کی پدید آید بجز تقدیر تو — زانکه باشد جمله در تسخیر تو

جمع گر آیند از جن و بشر — وز شیاطین و ملائک سر بسر

بی قضا و حکم تو در دو سرا — ذره را کس نجنباند ز جا

نیست بی تو اختیار هیچکس — که زند جز خواهش تو یک نفس

تو سمیعی تو خبیری تو بصیر — تو علیمی تو کلیمی تو نصیر

هرچه باشد در جهان بعد و قریب — بشنوی بی گوش ای رب مجیب

مناجات بقاضی الحاجات

هست ما را جان وهی و هستوان | شکر تو هرگز نگنجد در بیان
از کجا آید شکر تو اندر حصار | نعمت افزون ز حد و بی شمار
هستی مطلق ندارد جز تو کس | ما سزاوار فنا هستیم و بس
در جناب اقدست ای کبریا | نیست کس را طاقت چون و چرا
هرچه باشد در زمین و آسمان | جمله اندر یاد تو تسبیح خوان
در حریم ستاره نیابد فکر کس | کی رود بر آسمان بانگ مگس
چون کند وصف تو کلک دلفگار | موی را با شعله افتاده است کار
حمد پاکت موجب زیب بیانست | رونق و آرایش بزم دهانست
هرچه موجود است این نقش و نگار | شد عیان از کلک صنع کردگار
صانعی کز قدرت بی ریب و رنگ | لعل پیدا می کند از بطن سنگ
واحد القهار و رب ذو الجلال | ملک او خالی ز نقصان و زوال
هر دو عالم تابع فرمان اوست | انبیا و اولیا حیران اوست
قدسیان در حیرت و فکرت مدام | کس نشد واقف از آن عالی مقام
عقل کل را در جناب ذو المنن | یکسر مو نیست تاب دم زدن
کلک او از کاف و نون نقشی نبست | عالم از قید عدم در حال رست

بیکسان را مر توئی فریادرس / غیر تو ما را که باشد دادرس

هر که روی عجز مالد در رهت / کی بگردد نا امید از درگهت

جمله عصیانم ببخش ای کردگار / لایق فعلم مکن با من تو کار

روز و شب این نفس و شیطان لعین / میکنند آواره ام از راه دین

وا رهان اکنون مرا از دام نفس / تا شوم فارغ تمام از کام نفس

توبه ده برکرده‌های خود مرا / رشته جانم بکش از ماسوا

سرد کن بر خاطرم دنیای دون / چشمهٔ حکمت روان کن از درون

قطع کن از غیر خود امید و بیم / دار فارغ از سر نار و نعیم

در دلم ده نور تقوی و ورع / پاک گردان از همه حرص و طمع

از همه اعمال و اخلاق رذیل / در پناهم دار ای رب جلیل

پای من کن در توکل استوار / بسته اسباب و اکسابم مدار

صبر ده ما را بهر رنج و الم / بلکه غیر خود ز جمله کیف و کم

بر نعیم خویش بینائی بده / با سپاس خویش گویائی بده

بخل و خشم و جهل و پندار و حسد / دور دار از خاطر من ای صمد

سینه از علم و ادب معمور دار / عدل و حلم و جود در قلبم سپار

حیثِ غیر از خاطرم گردان بدر — وه مرا از سترِ پنهانی خبر
غیرتی ده تا نه بینم سوی غیر — چشم نگشایم گهی بر روی غیر
پردهٔ غفلت ز چشم دل گشا — تا بهر شئی ببینم انوارِ ترا
یارب از قیدِ خودی آزاد کن — وز تجلیهای خود دلشاد کن
آتشِ عشق از دلِ من بر فروز — چشمِ جان از ماسوای خود بدوز
در مکانِ قرب و تمکینم رسان — بادهٔ وصلت بکامِ دل چکان
در جهان تا زنده باشم ای اله — هم بایمان دار و هم با عزّ و جاه
وقتِ جان کندن چو آید بر سرم — خلعتِ تصدیق ده اندر برم
خاتمه بالخیر کن از فضلِ خویش — لطف کن بر حالم از اندازه بیش
چون سوال از من کند منکر نکیر — بر زبانم ده جوابِ دلپذیر
مرقدِ من روضهٔ جنت بکن — خاکِ مارا مور دِ رحمت بکن
روزِ محشر چون بخیزم از مزار — مشکلم آسان بکن ای کردگار
مصطفی را کن شفاعت خواهِ ما — تا برآید مطلبِ دلخواهِ ما
حشرِ ما کن در گروهِ سالکان — بعد از ان جا بر سوی دار الجنان
هم در آنجا اشرفِ دلخسته را — از رهِ الطاف دیدارت نما

صد چو اسکندر غلام درگهش — صد سلیمان بندهٔ خاک رهش

داور عالم پناه و کوه حلم — مالک گردون شکوه و شهر علم

افضل و اشرف ز هر خلق خدا — مهتر و بهتر عزیز دوسرا

مرجع کل معدن فهم و خرد — مقبل درگاه الله الصمد

روشن از نورش زمین و آسمان — امی و تعلیم فرمای جهان

صدر بدر اولین و آخرین — فیض بخش هر کهین و هر مهین

ترجمان قدس و انوار قدم — منبع احسان و هر علم و حکم

سرور سر خیل بزم اصفیا — مرشد و هادی جمع اتقیا

قدوهٔ ذیشان جیش مرسلین — مهبط اسرار رب العالمین

شاهد اسرار اسرار ازل — مظهر انوار نور لم یزل

مشرق مصر سپهر والضحی — آفتاب آسمان طه و ها

خازن گنجینهٔ اخلاص رب — زیب بخش مسند بزم ادب

نه فلک از رتبهٔ او پایه — هفت کوکب از رخ او سایه

عالمی در سایهٔ او شادکام — یافت ملک دین ز جهدش انتظام

از قدر عنانش کس سایه ندید — عالمی را لیک در سایه کشید

۲۹۱

قصه باید کرد اینجا مختصر
در ثنای آن رسول انس و جان
هیچ کس را نیست یارای بیان
باد بر او و آل و اصحابش سلام

هر یکی بود از ره اسداد | داشت می باید ز جمله اعتقاد
انس با ایشان رهِ اسلام و دین | بغض با ایشان طریقِ کفر و کین
حق تعالی کرد بر ایشان ثنا | در کلامِ پاکِ خود با صد صفا
عقل در تعریفِ ایشان منفعل | فهم در توصیفِ ایشان پا بگل
رحمتِ حق باد بر ایشان مدام | بر همه اصحاب و یاران والسلام
بعد حمدِ پاکِ ربّ و ورا | وز پسِ نعتِ رسولِ مجتبیٰ
از سرِ توفیقِ ربِّ کردگار | کردم آغاز این کتابِ فیض بار
هست لازم بر تو ای اهلِ قبول | که نپیچی سر ز گفتارِ عدول
شد بنائے این کتاب با صفا | بر کلامِ کبریا و مصطفیٰ
هر که بر این پندها سازد عمل | کار او گردد مصون از هر خلل
در دو عالم باشد آنکس بهره مند | وز همه آفات ماند بی گزند
هم خدا خوشنود و هم مصطفیٰ | هم بیابد عاقبت نیکو جزا
یکهزار و دو صد و پنجاه و پنج | بود کین پر ور شده مانند گنج
معدنِ فیض است نامِ این کتاب | فیضِ حاصل کن از و ای کامیاب
یا رب از لطف و کرم این نقش را | دوره ولج اندر جهان بهر هدا

جای غفلت نیست این دار الفنا — ساز و برگ خود بکن ای باصفا

دل منه بر زندگی مستعار — فکر مرگ خویشتن بسیار دار

ناگهان بر سر رسد پیک اجل — همچنان پای تو ماند در وحل

ترک دنیا کن اگر مردانهٔ — سه طلاقش ده اگر فرزانهٔ

چیست دنیا پیرزالی نابکار — می رود همواره از یاری بیار

جلوهٔ خود مے نماید در جهان — مے برد صبر از دل پیر و جوان

مے فریبد مرد را در سوی خویش — مے کند دیوانه از جادوی خویش

چون کند مفتون خود با خود برد — پردهٔ ناموس او را بر درد

پس بخونریزی او بندد کمر — عاقبت سازد هلاکش سر بسر

حضرت عیسی بکشف خویشتن — دید دنیا را بشکل پیرزن

گفت دارے چند شوهر در جهان — گفت ناید در عدد تعداد آن

گفت بستند از جهان رخت سفر — یا که وا دندت طلاق ای بی هنر

گفت نه کشتم همه را از فتور — با هزاران سحر و با صد مکر و زور

گفت بس باشد عجب زین احمقان — که ترا بینند در کار چنان

وان زمان دارند رغبت سوی تو — عبرتے نارند بر خود اندرو

۲۹۴

هر قدر باشد تعلق در جهان ‌ ‌ وقت مردن آن قدر رنج روان
لذت دنیا چو یابی در جهان ‌ ‌ رنج و رسوائی بود انجام آن
کارِ دنیا را نباشد اختصار ‌ ‌ گر یکی باشد شود چندین هزار
عیسیِ مریم بگفت ای باسکون ‌ ‌ هر که باشد طالبِ دنیای دون
حالِ او چون تشنه باشد که آن ‌ ‌ آب نوشنده است از بحرِ روان
همچو مستسقی بنوشد هر قدر ‌ ‌ عطشِ او هر دم فزاید بیشتر
ثمرهٔ او عاقبت باشد هلاک ‌ ‌ سیر نبود تا نه آید زیر خاک
گفت پیغمبر که خلاقِ مجید ‌ ‌ هیچ دشمن تر ز دنیا نافرید
تا که دنیا آفریدست از حکم ‌ ‌ ننگرست او را ز انظارِ کرم
گوسفندی مرده دید آن مصطفی ‌ ‌ گفت می بینید این مردار را
خوار تر افتاده است اینجا چسان ‌ ‌ که کسی این را نگیرد در جهان
با خداوندی که جانِ مصطفی ‌ ‌ هست اندر حکمِ او با صد رضا
که بود دنیا بنزد کردگار ‌ ‌ خوارتر زین گوسفند ای باوقار
حق تعالی هرچه دارد خوارتر ‌ ‌ حیف چون داری عزیزش ای پسر
حُبِ دنیا هست اصلِ هر خطا ‌ ‌ خیزد از وی صد هزاران شاخها

سخت باشد اهل دنیا را حساب / گر نجات شان نباشد از عذاب

هر که دارد حب دنیا در جهان / بنده ابلیس باشد بیگمان

چون متاع دنیوی آمد قلیل / میل او در دل چه داری ای خلیل

بوهریره گفت روزی آن رسول / گفت خواهی دید دنیا ای عدول

دست من بگرفت آن فخر زمان / برو بر سرگین دانی همچنان

که دران بُد استخوان سرها / وز پلیدیها و هم از خرقها

گفت این سرها پر از حرص و هوا / بوده اند همشکل سرهای شما

این زمان هستند چون عظم رمیم / زود خاکستر شوند ای ذی نعیم

وین پلیدیها که می بینی عیان / بد طعام رنگ رنگ مردمان

که بصد کوشش بدست آورده اند / وین چنین بگذاشته می بگذرند

اینکه بینی خرقها و جامها / هست زیب شان که پراندازها

مرکب ایشان بود این استخوان / کو بگشتند بهر و گرد جهان

جملگی دنیاست این ای باوفا / هر که خواهد که برین گرید نزار

کو بکن گریه که باشد جای آن / پس گرستند حاضران آن زمان

حال دنیا چون بدین خواهی بود / دل دران بستن نه پنداری بود

۲۹۵

قصه دنیا مثال خواب دان

این جهان با کس وفاداری نکرد

دل بحسرت داد و غمخواری نکرد

ای برادر سوی گورستان گذر

بر مقابر کن ز چشم دل نظر

تا ببینی حال زرداران که چون

۲۹۶

در غم دنیای دون جان داده اند — در لحد بی سود پا افتاده اند

خان و مان شان شده یکسر خراب — منزل و آرامگاه شان خراب

کس نشد از دوستان همراه شان — هر یکی تنها سفر کرد از جهان

مال و زر هرگز کسی با خود نبرد — عاقبت در حسرتش جان داده مرد

در پریشانی فتادند عاقبت — بر همه شد تنگ راه عافیت

عبرتی باید اولی الالباب را — سوز چشم خویش کحل خواب را

مرگ بهر تست دایم در کمین — فکر رفتن کن بحال خود ببین

بازگشت تو برب العالمین — مسکن و ماوای تو زیر زمین

رشتهٔ دنیا گسل بهر ودود — تا بکی مانی دلا در تار و پود

شیوهٔ اهل دلان کن اختیار — بوالفضولی را روا هرگز مدار

قصهٔ قارون ندانی ای پسر — کاندرین دنیا چه دید از مال و زر

چون مآلت نیست جز ملک عدم — پس چرا سرگشتهٔ بهر درم

در دل هرکس که باشد حب مال — کی بیابد در جهان نور کمال

اندرین عالم منه دل ای عزیز — گر تو خواهی تا شوی ز اهل تمیز

بر دل هرکس که دنیا سرد شد — او درین عالم ز اهل درد شد

بازن و فرزند یا با سیم و زر / یا که اسپ یا شتر یا گاو خر

قبلهٔ تو گر بود این چیزها / کی نماز نزد حق باشد روا

اسم طاعت هست بی‌شک از گمان / طاعت آن باشد که سازی همچنان

کانچنان از بهر تو فرمود رب / که شوی خاشع وزان با صد ادب

خاشع آن باشد که دانی ای جوان / که چه سازی و چه گوئی از زبان

هم کجا استاده ای با نیاز / وز پی خدمت که هستی در نماز

دل نداری مائل چیزی دگر / با خدا هم راز باشی سر بسر

دست و پا و چشم و گوش و جمله تن / باشد اندر حکم رب ذوالمنن

طاعت آنگه باشد ای اهل نیاز / آن زمان گردد برو اسم نماز

هست این دنیای عام ای باصفا / هم شنو دنیای خاصان خدا

گر بدون حق بچیزی بنگری / یا بچیزی مثل حق انس آوری

وانچه آن با راحت نفس و تن است / آن همه دنیای تست ای حق پرست

مصطفی آن پیشوای انبیا / کانچنان فرمود از راه عطا

نیست راحت از برای مؤمنان / غیر دیدار خداوند جهان

نزد من چیزی درین جای گذار / نیست دشمن تر ز دنیا زینهار

وانچه باشد باعث ذکر خدا / هم از آن ذکر است ای اهل صفا

اصل دنیا آن بود اندر جهان / که نصیبی نبود از عقبی در آن

هرچه دل در بند آن باشد ترا / هست دنیا کان ز حق سازد جدا

وانچه نبود قلب تو در بند آن / گرچه باشی تو همیشه اندران

چون نباشد در دل تو حب او / هیچ نقصانی نیارد بهر تو

خاک باشد یا که باشد سیم و زر / نزد تو یکسان در آید در نظر

هرچه در دنیا نه یاد حق بود / بهر خاصان آن همه دنیا شود

وانچه در عقبی نه دیدار خدا است / آن همه از خواهشات نفس ماست

هرچه در دنیا بدان حاجت بود / اینچنین دنیا کی از دنیا شود

هرچه آن از میل نفس آید عیان / هست دنیا از برای خاصگان

گر ز دنیا نیت عقبی بود / نیست دنیا آن پی مولی بود

گر کنی دنیا طلب ای با نیاز / تا شوی از خلق و عالم بی نیاز

بی گمان رخسار تو ای نیکنام / تابد اندر حشر چون ماه تمام

گر نباشد در کف تو هیچ شی / قلب تو باشد مگر در بند وی

تا بچنگ خود در آرم از کجا / حب او پیدا بود در دل ترا

گر کفایت باشد او زان بیشتر / در هلاکِ خویش هست او بیخبر

هر چه باشد زاید از قدر کفاف / آنهمه دنیا بود ای مردِ صاف

هر کرا در حبِ دنیا بنگری / گفتهٔ او را بخاطر ناوری

زانکه نبود راست در گفتارِ خویش / جوید از وی گرمیِ بازارِ خویش

که نباشد خالی از زرق و ریا / نسبتش باشد کجا با کبریا

اقتدای او مکن ای با عمل / تا نه افتد در رهِ دینت خلل

در دلِ هر کس که تخمِ زهر هست / گفتنِ مومن سزاوارِ ویست

در جهان دیوانهٔ غفلت مشو / تا توانی در رهِ شیطان مرو

جهد کن تا از جوانمردان شوی / بهرِ نان تا کی تو سرگردان شوی

عمرِ خود در حبِ دنیا کاستی / گر نه پیمودی تو راهِ راستی

حرصِ دنیا هست بس مذموم تر / مرد را سازد ذلیل و بی وقر

ای پسر بردار دل از حبِ مال / تا نیابد جوهرِ ایمانت زوال

تا توانی توشهٔ رفتن بساز / وز تغافل وا مکن اسپِ آز

دین مکن ضائع پیِ دنیای دون / پا منه بیرون ز حدِ خود برون

مگذر از اندازهٔ راهِ ادب / لایحبُ المعتدین فرمود رب

حیف تو غافل ازین اندر جهان
جان و دل را باختی در حب آن

آنچنان دیوانهٔ بر رنگ او
که نه سنجی هیچ شی همسنگ او

دین خود کردی پی دنیا تلف
گوهر مقصود افگندی ز کف

بهر دنیا غافلی از کبریا
غیرتی ناید ترا ای بیحیا

دولت باقی به فانی میدهی
من ندانم عاقلی یا ابلهی

خود بگیر انصاف خود از خویشتن
کین چه عقلست ز چه فهم است جان من

هر که مبغوض خدا دارد احب
از خدا نازل شود بر وی غضب

هیچو مردار یست این دار جهان
گرد او چندین هزاران از سگان

ریزه او می برند از هر طرف
وز حسد بر یکدگر غوغای عف

عاقبت سازند آن یکیک کنار
همچنان ماند بجا این نابکار

صد عجب باشد ز تو ای نیکخو
گر نسازی ترک و داری حب او

حب دنیا ثمرهٔ کار خری
ترک دنیا قوت پیغمبری

حب دنیا راس هر جرم و خطا
ترک دنیا فرق هر فعل رضا

حب دنیا منبع حرص و طمع
ترک دنیا چشمهٔ زهد و ورع

حب دنیا تیرگی چشم جان
ترک دنیا نور عین دو جهان

گفت پیغمبر که توبه ز انکسار
هر که از افعال بد توبه نمود
توبه‌اش را حق پذیرد پیش از آن
نور توبه هر کرا تابد بدل
چون در آن نور هدایت بنگرد
خویش را مسموم بیند چون از آن
نادم و شرمنده گردد لاجرم
در پی تدبیر او گردد بجان
روز و شب اندیشه آن سم کند
اشک حسرت ریزد از چشمان او
شهوت و حرص و هوا ترک آورد
از تن خود برکشد لبس جفا
نور عرفان ست اصل این بیان
هر کرا محبوب میدارد اله
توبه واجب هست بر تو هر نفس

من بهر روزی کنم هفتاد بار
چون کسی باشد که خاطی گر نبود
که رسد جان بر گلو غرغر کنان
بر گناهان گردد از حق منفعل
جرم خود را زهر قاتل بشمرد
بیگمان از وی هراس آید بجان
وز هلاک خود بترسد دمبدم
بهر دفع او بکوشد هر زمان
وز مقی توبه قی هر دم کند
آتش غیرت بسوزد جان او
وز دل خود پرده غفلت درد
گسترانند بهر خود فرش وفا
توبه خالص همه خیزد از آن
میدهد بر جرم خویشش انتباه
نیست مستغنی ز توبه هیچکس

هر چه آن برود جز نقصان بود
توبه کن از وی که آن خسران بود

توبہ دوست ست از نگرفتنی ‌‌ ‌ توبہ پاست از نارفتنی

نقل باید با ہمہ اندامہا ‌ ‌ از خطا و معصیت سوئے خدا

تائبان را سہ مقامست اے پسر ‌ ‌ یاد گیرش گر تو ہستی باخبر

عذر کردن از گناہان از زبان ‌ ‌ وز جوارح باز استادن ازان

دل پشیمان بودن از یاد خطا ‌ ‌ ہر زمان نالیدن از خوف خدا

از پئی جرمے ہر کہ استغفار کرد ‌ ‌ بہر او کفارۂ طیبار کرد

ہر کہ استغفار گوید بیشمار ‌ ‌ رزق او افزون کند پروردگار

کردار شاد آن شہ علم لدن ‌ ‌ گر ز پس ہر زشتی نیکی بکن

نیکی تو سیئہ را از جا برد ‌ ‌ آب ہمچون شوخ جامہ را برد

توبہ ہر کس بود محبوب رب ‌ ‌ از جوانان لیک میدارد احب

گر ترا باشد تمنائے فلاح ‌ ‌ توبہ کن ہر لحظہ اے اہل صلاح

کفر و اصرار و قنوط و ایمنی ‌ ‌ شرک و بخل و کینہ و کبر و منی

مکر و سحر و سرقہ و طمع و ہوا ‌ ‌ ظلم و خشم و غیبت و بدع و ریا

از زنا و از لواطت و ز فسوق ‌ ‌ از قذف و از خیانات و عقوق

از فواحش و ز نمیمت و ز شکوک ‌ ‌ از جزع و از غضب و ز لحم خوک

جرم خود بیند منافق چون مگس | کان به بینی می نشیند بر نفس
باز از انجا می پرد جای دگر | همچنین سهلش به بیند از نظر
گفت پیغمبر که قبل از نزع جان | از پی توبه دویدای مردمان
ای مسلمانان بترسید از خدا | پاک گردانید دل را از عصی
نیک باید جمله افعالکم | گفت حق لا تبطلوا اعمالکم
دور باشید از هوای مال و جاه | کان کند قلب شما سخت و سیاه
توبه کن از خوردن مال یتیم | گر ترا خوفی بود از روز بیم
بر زبان توبه و در دل حقد و کین | توبه زین توبه بکن ای اهل دین
چون نمودی توبه حاصل کن شفا | وز خدا هر دم طلب راه نجات
هر که بر توبه شود ثابت قدم | نور حق تابد بقلبش دمبدم
هر که بر خود پرده عصمت درد | وقت مردن حسرتی در دل برد
مهلت یک روز خواهد از ملک | تا کنم توبه ز هر عصیان و شک
گویدش بسیار بوده روزها | چون نکردی توبه از راه خطا
ساعت عمرت کنون آخر رسید | هیچ روزی نیست اکنون ای عنید
گردد آنگه ساعتی مهلت طلب | گویدش ساعت نمانده ای بی ادب

کاینچنان گفت آن رسول کبریا | بنده باشد که از فعل عصا
داخل جنت شود از فضل حق | گردد از بهر کرامت مستحق
کرد یاران این چنین از وی سؤال | کان چگونه باشد ای عالی خصال
گفت از وی چون گناهی سر زند | او بدل هر دم پشیمانی کشد
وان گنه در پیش او باشد مدام | تا رسد در جنت دار السلام
قلب مومن همچو آئینه بود | ظلمتی از هر گنه در وی رسد
وز عبادت می رسد نوری بدل | ظلمت عصیان شود زو مضمحل
گر تو خواهی نور ذات کردگار | ظلمتی بر روی آئینه مدام
گر کنی اصرار بر کار زبون | جوهر دل زو بگردد قیرگون
آن زمان تیمار او مشکل بود | کوشش بیهوده لاحاصل بود
همچو آئینه که زنگارش بخورد | وز رخ او نور را یکسر ببرد
اینچنین کس توبه نتواند نمود | ور کند او را نباشد هیچ سود
زانکه نبود توبه او جز زبان | قلب او آگه نگردد یک زمان
هر که جرم خورد را بیند حقیر | آن گنه در حق او گردد کبیر
وحشت عصیان بکن از دل بدر | تا بیابی انس طاعت ای پسر

خصم خود کرده بسی اهل زمین / مال شان برده ز راه مکر و فن
ناگهان کفضل خدایش یار شد / در زمان مشغول استغفار شد
باز گشته از همه جرم و خطا / روی دل کرده بسوی کبریا
آنچه نزدش بود از مال و درم / یک بیک با خصم داده از ندم
میتوانست آنچه خصم خویش را / شاد کرده از سر خوف خدا
تا همه زر پیش خصمان برنهاد / جامه هم از تن برون کرده بداد
هر کسی آمد گفت ای پاکیزه خو / که مرا چیزی همی باید ز تو
تهمتی آمد به نزد خویش داشت / از میانت بهر او بیرون گذاشت
عهد توبه با خدای خود ببست / خود نهان اندر گوائی نشست
گفت حق ما را چنین توبه کنید / چنگ خود در دامن عصمت زنید
گفت پیغمبر که خلاق جهان / شادتر از توبه میگردد از آن
که بود شخصی بدشت هولناک / خفته آنجا همچنان بر روی خاک
اشتری دارد که اسباب و طعام / هر چه میدارد همه باشد تمام
چون شود بیدار اشتر گم بود / خیزد و در جستجوی او شود
بیم آن باشد که از لب تشنگی / سیر و از شدت بصد خستگی

پس بنزد عالمی نیکو خصال
رفت وازوی هم نموده این سؤال

گفت اورا مر ترا توبه بود
لیک ازینجا رفتنت بهتر شود

هست این جای فساد از بهر تو
رو فلانجا ای جوان نیکخو

کان زمین هست از پی اهل صلاح
باشد آنجا بهر تو روی فلاح

چون جواب آن بگوش او فتاد
از ندامت روی خود آنسو نهاد

درمیان راه فرمانش رسید
یک قدم بر داشتن طاقت ندید

میل کرده آن طرف از صدر خویش
تا از آنجا افگند خود را به پیش

قدسیان را کشمکش آمد بهم
یک سوی رحمت دگر سوی الم

چون تخالف درمیان شان بخاست
هر یکی بر گفت کان در جای ماست

حق تعالی گفت کانجا در روند
وان زمین را در مساحت آورند

گر قرین باشد از ان اهل صلاح
مستحق رحمت است و هم فلاح

ور بود نزدیک با اهل فساد
لائق تعذیب باشد آن عباد

چون بپیمودند او را قدسیان
یافته شبری بجای صالحان

قدسیان رحمت پروردگار
جان او بردند با عز و وقار

گر تو میخواهی مکان تائبان
یکنفس غافل مباش ای مهربان

قیمتش هر کس نداند بیشمار — میدهد او را که خواهد کردگار

نیست توبه آن بضاعت در جهان — کان بود در خانهٔ هر مومنان

صد هزاران خلق را ایمان دهند — کی چنین توبه را آسان دهند

میدهند او را که شایسته بود — وز همه آفاق وارسته بود

در حقِ دل توبه را تریاق دان — بلکه او را آبِ حیوان ای جوان

نورِ توبه هر کجا تابان شود — کی در آنجا ظلمتِ عصیان بود

این سعادت را مده از دستِ خویش — ورنه بس حسرت بری ای پاک کیش

هر که او تائب نگردد در جهان — حق شمارد او کند در ظالمان

در بیان صبر که عبارت از حبسِ نفس است از متابعتِ هوی

هر چه آید بر سرِ تو از قضا — در صبوری کوش اے مردِ خدا

صبر باشد حبسِ نفس اے دین شعار — صبر در هر چیزها آید بکار

در بلا و نعمت و در خیر و شر — صبر باید کرد اے جانِ پدر

در نشست و خاست و گفت و شنود — صبر می باید ترا اے اہلِ جود

صبر را آن سرورِ خیر البشر — گفت مفتاح الفرج اندر خبر

دوم آن باشد که از هر منهیات / بازداری دست خود ای نیکذات

گر قرینان بدت بر وی شوند / تا ترا در کار عصیان افکنند

اندر آنجا خویش را داری صبور / گفته کس را نیاری در حضور

سوم آن باشد که از رنج و بلا / آنچه آید بر تو از حکم خدا

از کسی هرگز نخواهی یاوری / التجا در حضرت حق آوری

اینچنین اندیشه سازی آن زمان / کین بلا را وقت باشد بیگمان

چون در آید وقت از من بگذرد / یا قضا آید مرا زینجا برد

زین دو معنی یک به پیش آید مرا / کی کند این هر دو را جز کبریا

همچنین قسم چهارم زاہدان / گه گناهی پیش آید ناگهان

نفس و شیطان و هوا و یار بد / شهوت و پندار و غفلت جار بد

جمله گرد آیند تا از حق ترا / اندر آن عصیان در آرند ای فتا

تو در آنجا صبر گیری ای جوان / خویش را داری نگه زین دشمنان

تابع ایشان نگردی زینهار / بلکه با ایشان نسازی کارزار

زانکه حق فرمود در قرآن چنین / هست دشمن با شما دیو لعین

هم تو با او دشمنی گیری بجا / سر نیاری زیر فرمان هوا

رنج و راحت را بیکسان بنگرند / بلکه در رنج و بلا راحت برند

رنج این عالم غنیمت بشمرند / جان خود را در مصائب پرورند

مرد حق را تا نباشد این مقام / کی بجای اولیا یابد قیام

از کشور حق بود رنج و بلا / کی دهد حق با کسی جز اولیا

در دعا گفتی رسول حق چنین / آنقدر یارب بده یار الیقین

که نگاه من بسوی تو بود / سختی دنیا همه آسان شود

هر کسی را صبر کی بخشد خدا / میدهد او را که میداند سزا

آنچه اندک تر بود با مردمان / نیست جز صبر و یقین اندر جهان

هر که آن مستغرق مبتلی بود / کی دل او از بلا آگه شود

صبر بر دنیای دون باید ترا / صبر از ذکر خدا باشد خطا

هیچ صبرت نیست از کار جهان / صبر چون داری ز خلاق جهان

صبر کن بر نعمت و مال و منال / صبر کن بر شوکت و جاه و جلال

هر که صابر نیست بر رنج و الم / در محبت نیست صادق لاجرم

صبر چون ایوب کن اندر بلا / تا بیابی صحت و عیش و بها

صبر کن بر تلخی صبر ای پسر / عاقبت شیرین شود همچون شکر

گر بود راضی و صابر اندر آن — آن بلا تیمار باشد بهر آن
حق تعالی از کرم آن بنده را — میکند از مقبلان با صفا
گر تو هستی راست در دعوای خویش — اینهمه آور بجا ای پاک کیش
تا همه گفت و شنودت حق بود — مردی و چالاکیت با در شود

در بیان شکر حق سبحانه

ای پسر بر خویش فضل حق شناس — باش دائم بر ره شکر و سپاس
نعمتش بر بندگان بسیار دان — ره نیابد هیچکس بر حد آن
هر دو عالم هست غرق نعمتش — کس نباشد بی نصیب از رحمتش
گر نمائی نعمت او را شمار — در حد و اندازه ناید زینهار
در جهان چیزی که نتوانی شمرد — کی بشکر او توانی راه برد
لیک دانستی چو جمله از خدا — شکر آن مجمل همیکردی ادا
گفت موسی در مناجات ای کریم — کافریدی آدم از صنع قدیم
نعمت هر گونه با او شد عطا — او سپاس تو چه سان کرده ادا
گفت دانست آنهمه از حضرتم — علم او بوده سپاس نعمتم
هر چه هست از حق همه نعمت بود — بر همه شکری تورا واجب شود

شکر کن بهر نفس ای با یقین / کین مدد از غیب می آید همین

هر زمان در خویش دار و انتقال / گر نمی دل را ببخشد اعتدال

گر نیاید این مدد با سوی تو / کی قیامی تو بود ای نیک خو

قصهٔ داؤد شنیدی مگر / که بیامد وجه شکر رب بحر و بر

که سپاس نعمتم گردان ادا / گفت داؤد ای خدای دو سرا

آنچه نعمت آمد از سوی من / شکر آن کردم ادا ای ذوالمنن

حکم شد از درگه رب جلیل / تا نگه دارد دم او جبرئیل

چون دمش بگرفت جبرئیل امین / گفت از جبرئیل داؤد این چنین

دست خود را از گلویم باز دار / تا برآرم این نفس ای غمگسار

آنچه طاعت کرده ام در عمر خویش / سر یکی دادم بتو ای پاک کیش

گفت جبرئیل ای نبی با صفا / نیست فرمان از جناب کبریا

گفت دست خود بنه ای جبرئیل / نصف طاعت بهر تو کردم سبیل

تا نفس از من برآید این زمان / گفت فرمان نیست از رب جهان

گفت دو بخش از همه طاعت ترا / دادمت ای خاص درگاه خدا

دست خود را باز دار از من کنون / تا نفس از من همین آید برون

نیست از محجوبی بلکه وهست خبر	چون کنی شکر خدای دادگر
هر که سازد در جهان شکر نعیم	نعمتش افزون کند رب کریم
ور کند کفران نعمت در جهان	در عذاب سخت افتد بیگمان
شکر نعمت هم ز توفیقش بدان	کے شود بے فضل او کار جهان
گرچه پایان ندارد نعم او	شکر آن لازم بود اے نیک خو
هرچه از حق دور گرداند ترا	نعمتش هرگز مدان اے باوفا
نعمت آن باشد که اندر کار دین	دل فراغت باشدت اے بایقین
آفریده هرچه حق اندر جهان	چار قسم آمد بحق مردمان
اول آن باشد که در هر دو سرا	سود دارد وان پے خلق خدا
همچو علم و خلق نیکو در جهان	در حقیقت نعمت است آن بیگمان
دوم آن باشد که در دنیا و دین	جز زیان هرگز نباشد بالیقین
همچو نادانی و بدخوئی ز کس	در حقیقت هم بلا نیست و بس
سوم آن باشد که در دنیای دون	رحمت است ای مومن اهل درون
زان دران عالم بود رنج و بلا	همچو نعمتهاے دنیاے فنا
هست این نعمت بنزد ابلهان	نزد بلا با عارفان و عاقلان

لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید ۱۲

با فقیران و مساکین اے پسر
هم مشو دون خدمت پیر و جوان
از پے آنکه شوی و بسے رب جهان
چیست شکر نعمت حق از زبان
گفتن الحمد لله جاودان
شکر از دل هم بدانکه بشناسی ورا
وین همه نعمت از و دانی عطا

بر بلا هم شکر کن ای باخبر — که بلای هم بود زان صعب‌تر

هر که باشد مستحق چوب دست — گر زنند از مشت جای شکر هست

از بزرگی گفت شخصی این سخن — که بد زدی شد همه کالای من

گفت شکری کن که شیطان لعین — خفت ایمانت نبرد ای اهل دین

هم بلایی کاندرین دنیا بود — بیگمان کفارهٔ عصیان شود

هر چه یابی در جهان رنج و عقاب — اجر باشد بهر تو روز حساب

گر فتادی رنج تو در روز دین — سخت‌تر بودی ترا ای با یقین

گر بلای حق بغرق تو گماشت — از هزاران در امان خود بداشت

گر بهر عضو چنین بودی بلا — تو چه کردی ای جوان با وفا

حق تعالی چون نکرده اینچنین — پس سپاسش کن ای اهل دین

هر چه از محبوب با رنج و محنت است — در حق خاصان مثال نعمت است

اصل نعمت این بود ای باصفا — که رضا هرگز نخواهی جز خدا

جنت عدن هست جای شاکران — سافلین باشد مکان کافران

شاکری را هر کجا افتد گذر — آن زمین سازد تفاخر بر دگر

که عزیزی از عزیزان خدا — ساخته بر من گذر با صد صفا

پس تحصیدستی و قول و رنجها
درجهٔ شکر از صبوری فاضل است

هر یکی این نعمت است ای باصفا
رتبهٔ شاکر ز صابر کامل است

زانکه خیزد شکر از کانِ رضا
صبر از رنج و محن ظاهر شود

سر زند صبر از گریبانِ بلا
شکر از نظّارهٔ منعم بود

گفت پیغمبر امام مرسلین
هر که بنهد گردن خود بر قضا

کاین چنین فرمود ربّ العالمین
وز صبوری پیشم آید در بلا

بر نعیمم شکر گوید در جهان
هم بر انگیزم بصدیقان ورا

من نویسم نام او با صادقان
وانکه ندهد بر قضای من رضا

هم نباشد در بلای من صبور
پس بده او را خبر تو اینچنین

بر نعیمم من نگردد هم شکور
که خدای خویش جز من برگزین

شاکران و راضیان هر دو یک اند
شکر باشد کی مسلم بی رضا

تا رضا ندهند شاکر کی شوند
هم رضا بی شکر کی باشد روا

در بیان رضا که عبارت از خشنودی نفس است در هر چه که به بنده رسد یا فوت شود و بلا النعیم [illegible]

باش دایم در رضای کردگار
هر چه آید بر سرِ تو از قضا

کوش در خوشنودی پروردگار
پا منه بیرون ز میدانِ رضا

٣١٥

خاصه از خاصگان حق شود
هر که نپسندد قضای الکبریا
نزد حق عاصی بود ای باصفا
هم قضای کا نذران باشد هوا
هم رضا با بدوران ای باوفا
واجب آمد بر قضا راضی شدن
وز هوای نفس پا بیرون زدن
خشم گیری یک نفس خویش را
[illegible]

سیکند میگوید و هم میخورد | هم بهر جایی که خواهد میرود
کفر خود مخفی نماید اندر آن | خویشتن را بشمرد از راضیان
کرد این راه چنین قوم پلید | تا توانی بر مگرد ای اهل دید
هر کرا عقل و تمیزی در سرست | ترک امر و نهی سازد کافرست
تا ترا حاصل بود عقل و تمیز | امر و نهی از تو نخیزد ای عزیز
هیچکس کامل نبوده در رضا | چون گروه مرسلان باصفا
امر و نهی حق چو زیشان برنخواست | دیگری را این سخن بس کی سزاست
گر تو خواهی تا نیفتی در هوا | دور شو زین قوم و زین راه خطا
شد رضا ایدل مقام بس رزین | کی رسد هر کس در آنجای گزین
هر که بروی فضل حق باشد تمام | او بیابد در رضای حق قیام
هر که دارد استقامت بر رضا | رتبه او کس نداند جز خدا
در میان بندگی و خواجگی | هست سری کس ندارد آگهی
آنکسانی را اگر باشد خبر | کار نازان جای مسکین باشد گذر
داوری هرگز مکن بر این سخن | وز سر انکار با من دم مزن
گوش کن از گوش جان ای نیکخو | تا بیان این سخن گویم ز تو

گفت راضی بر رضای ذوالمنن
شادمان شد بر نصیب خویشتن

روزی ای بنده خداوند از ره فضل و کرم

گفت قانع اندر آن با صد وفا

قلب قانع مظهر لطف خداست — گنجی از گنجینه‌های کبریاست
پس قناعت کن بعالم ای پسر — گر قناعت نیست کاری خوبتر
هر که انور قناعت در دل است — نعمت دنیا و دینش حاصل است
گر شود صبر و قناعت حاصلت — چشمهٔ حکمت بجوشد از دلت
ریزه خوان قناعت هر که چید — بر سریر استراحت آرمید
قلب قانع هر که را بخشد خدا — دولت هر دو جهان سازد عطا
در نهد تاج سعادت بر سرش — افگند زینت ولایت در برش
باز دارد از بلای دو جهان — رحمت و رحمت فرستد سوی آن
از خداوند کرامت سازدش — در محبت خویشتن بنوازدش
فارغ از فکر جهان سازد ورا — مقصد او جمله گردد اندر روا
ظاهر و باطن برای حق کند — وز همه بند جهان مطلق کند
جاودان حق را پرستاران عبید — کار با شد بی همه گفت و شنید
در جهان هرگز ز انظار آله — قلب او خالی نباشد هیچگاه
هر دلی کز غیر فارغ باشد آن — از خدا خالی نباشد بیگمان
از چه آنکس یافت این عالی مقام — زانکه او را هر چه حق داد از انعام

خواستن چیزی ز دونان ای پسر — پیش مردانست از مردن بتر

در سوال هر کس که بگشاید زبان — مبتلا در فقر ماند جاودان

هر که بگشاید لب خود در سوال — مضطر تکیه پیش فقرست اندر زوال

گر تو هستی صاحب عقل و ادب — بهر حاجت پیش کس مگشای لب

فقر و فاقه پیشهٔ مردان بود — عیش و عشرت کار بدکیشان بود

تا نسازی رنج دنیا اختیار — راحت عقبی نیابی زینهار

تلخی خود ای عزیز با عمل — بهتر از شیرینی اهل دول

نان جو خوردن بصد شکر و طرب — به که پیش کس ستادن از ادب

هر کرا پای قناعت محکم است — بیگمان از حلقهٔ صافی دم است

گر تمنای غنا داری پسر — جز قناعت نیست تدبیری دگر

گفت موسی ای خدای اهل داد — که تونگر تر که باشد از عباد

گفت باشد آنکه قانع اندر آن — آنچه من او را دهم اندر جهان

گر غنا جویی بجمع نقد و مال — حاصلت چیزی نگردد جز ملال

مال و زر چندانکه گردد بیشمار — احتیاج تو زیک گردد هزار

پس قناعت از پی تو بهتر است — صد خطر در کثرت سیم و زر است

۳۱۹

وصف انسانی اگر داری بجان / کم خور و کم خواب کم گوی چنان

کم بخلق آمیز و در خلوت نشین / بگذر از حرص و هوا و مکر و کین

مرغ روحت کی پرد بر لامکان / بسته سنگ هوس بر بال آن

گر سبکتر باشی از حرص و هوا / در رسی تا ذروهٔ قرب خدا

مست شو از بادهٔ ذکر خدا / قلب خود صافی کن از زنگ سوا

تا ترا سر خدا گردد عیان / فارغ آئی از همه بند جهان

جز خدا هرگز نیاسائی دمی / نیک بود پیش تو هر بیش و کمی

لیک چون افتاده اندر حجاب / زان نمیدانی خطا را از صواب

بی قناعت این همه باشد محال / زانکه حرص و هم است مانع از کمال

ای برادر بیش از قسمت مخواه / بیش از قسمت نیابی هیچگاه

قرض کس بر خود مکن ای باخبر / باش مستغنی بمانند کسی سیر

نفس را در بند کردن نزد من / از تقاضا بهتر آید بی سخن

تندرستی گر ترا میبایدت / عادت کم خوردنی میشایدت

هر که را بسیار خواری عادت است / بهر او صد ذلت و صد آفت است

هست سیری موجب رنج و سقم / هست سیری باعث درد و الم

گر پری معده گردد حاصلت / نور عرفان گشته گردد در دلت

گفت پیغمبر رسول با تمیز / سوزش تاریکی دل شد سه چیز

خفت و خوردن گفتن بی قوم / اسعد زین هر سه ای سالار قوم

گفت اجیعوا بطونکم ای مردمان / از قلیل ضحک و نوم اندر جهان

طهروا القلب بالجوع و انظروا / عظمت الله تعالی من خضوع

گفت پیغمبر که اقرب از شما / هست با من بالیقین روز جزا

آنکه جوع و فکر او در راه دین / بیشتر باشد ورا اندر زمین

در حدیثی دیده ام ای باخبر / جوع آمد مغز طاعت سر بسر

فکر یک نیمه عبادت آمده / خوردن کم جمله طاعت آمده

سیر گردد هر که وردا جهان / گرسنه باشد بعقبی بیگمان

وقت سیری در نماز ای دین پناه / در مناجات خدا لذت مخواه

گرسنه باشی اگر اندر جهان / باب جنت را بکوبی ای جوان

جز مها خیز و ز سیری ای پسر / تا توانی ساز از سیری حذر

نفس کافر را بجز شمشیر جوع / کی توانی کشت ای اهل خشوع

چون ز اکل و شرب پر گردد شکم / کاهلی و غفلت آید لاجرم

خوف سازو که نباید زینهار / تا نباشد شهر او ناساز گار

همچنان دنیای دون آن کریم / دور میدارد ز یاران سلیم

قیمت دنیا اگر پیش خدا / یک پر پشه بدی ای باصفا

هیچ کافر را ندادی در جهان / شربت آبی که نوشیدی بجان

پس مباش ای دل بحرص زر و سیم / فاستعذ من شر شیطان الرجیم

حرص سازد آدمی را بی وقر / تا بکی از حرص گردی در بدر

حرص مردم را بچاه غم برد / مرغ را در بند صیاد آورد

حرص دنیا بس بود مذموم تر / افگند اندر ره دین صد خطر

گر نگیری از قناعت بگذری / غنچگی را همچو گل از هم دری

عیش مومن آن بود ای اهل راز / که شود از خلق و عالم بی نیاز

گفت پیغمبر که بنگر سوی آن / که بود دون تو در این جهان

تا سپاس نعمت حق آوری / ور ره صبر و قناعت نگذری

دائما ابلیس میگوید ترا / که قناعت میکنی بهر چرا

که فلان بسیار دارد مال و زر / تو ز دنیا چون همی سازی حذر

هم فلان عالم فلان زاهد فلان / میخورد مال حرام اندر جهان

تا نگردی از زیان کاران دین | وز همه نفرینگان بی یقین

راه حق ورزاست گر باید ترا | این بیان را یاد دار ای با صفا

که قناعت کن بکار این جهان | کن عمل در کار دین بر عکس آن

هست در دنیا بسی رنج و تعب | هست در عقبی بسی عیش و طرب

هر چه در وی بینمائی اشتغال | حشر تو با او کند رب تعال

هر کسی با جفت خود فردا بود | هر کسی با مقصدش یکجا بود

هر کسی باشد بیار خویشتن | بد بیاری بد حسن جای حسن

هر چه امروز اندر آنی ای جوان | بالیقین پیشت بود فردا همان

هر چه تو امروز میسازی عمل | پیش تو آرند فردا ای دل

هر چه میگوئی بخوانی لاجرم | باکه بنشینی بخیزی نیز هم

می پرستی هر چه امروز ای پسر | بیگمان فردا بخیزی همدگر

هر چه تو امروز مشغولی در آن | لاجرم فردا شوی مشغول آن

هر چه کاری عاقبت دروی همان | هر چه گوئی عاقبت بشنوی همان

گر بکاری تخم جو اندر زمین | که از گندم نروید بالیقین

ور فشانی تخم گندم در جهان | جو ازو هرگز نروید همچنان

گر نسازی زادِ راهِ آخرت / پس چه کار آید ترا سیم و زرت

صبر کن بر هر چه داری نوش و نیش / یک زمان غافل مباش از زادِ خویش

آنکه هر دم از پئے دنیا دود / عاقبت بے بهره از دنیا رود

هر کرا میراثِ پیغمبر دهند / در دلش گنجِ قناعت در نهند

فارغ آن باشد به پیشِ کبریا / کز دل و جان فارغ آید از سوا

ظاهر و باطن بکارِ حق بود / وز همه فکرِ جهان فارغ شود

گر نباشد متصف بر وصفِ این / کاهلی دان در رهِ دنیا و دین

پندِ اشرف بشنو و عزلت پذیر / باش فارغ از درِ شاه و امیر

در عباداتِ خدا مصروف باش / خاک بر فرقِ هوا و نفس پاش

هر که این گفتارِ اشرف گوش کرد / دیگِ ایمان از دلِ او جوش کرد

در بیانِ توکل که عبارت است از سپردن او در چیزی که از احاطهٔ قدرتِ بشر بیرون باشد

بر توکل باش ای جانِ پدر / بگذر از تدبیرِ نفسِ بدگهر

کن توکل بر همه کردارها / خویش را بگذار و در آزارها

دار چشمِ دل بفیضِ ذو المنن / باش فارغ ز اختیارِ خویشتن

حول و قوت جمله باشد از خدا / از میان بردار خود را ای فتا

شد توکل مُخّ اخلاص ای امین — هم عماد دین و هم حبل یقین

بهر مؤمن لازم است این هر سه چیز — مگذر از راه توکل ای عزیز

هر کرا اخلاص نبود در جهان — بیگمان بوی نفاق آید از آن

گر عماد دین نباشد ای پسر — دین تو باشد همیشه در خطر

نیست گر حبل یقین ای ذوالکرم — بر سبیل فتنه باشی لاجرم

هر که متوکل نباشد در جهان — دارد ایمانش سه رخنه بیگمان

هر سه ای کاندران رخنه شود — هم دزدان لاجرم در وی بود

رخنت ایمان را اگر داری عزیز — رخنهٔ ایمان به بند ای پر تمیز

شد توکل فرض بهر مؤمنین — کاینچنان فرمود حق ای با یقین

که توکل آورید ای مردمان — گر شما هستید از گروندگان

هر که در راه توکل پا نهد — عاقبت یزدان بد و مقصد دهد

گر توکل آوری بر کبریا — بیحساب آیی بجنت ای فتا

بگذر از اسباب و اکساب جهان — باش متوکل برب انس و جان

رزق تو موقوف بر اسباب نیست — روزیت معطوف بر اکساب نیست

بر کرمهای خدا کن اعتماد — تا رهی از هر بلا و هر فساد

گر بود از قدر حاجت بیشتر / از توکل دور گردی سر بسر

راه تقوی گیر ای اهل ادب / وانچه گو فرمود احمد در طلب

رزق را از معصیت حاصل مکن / در دلت اندیشهٔ باطل مکن

گر بر آن تفتیش داری وثوق / چون روی از بهر روزی در فسوق

مال دنیا کن براه حق نثار / دست و دل از کار باطل دور دار

هر کرا صبر و توکل حاصلست / در مقام زهد و تقوی کاملست

هر چه مشغولت کند از راه دین / گرد او هرگز مگرد ای بایقین

هر که دل بندد بچیزی در جهان / همچنانش بگذراند اندر آن

بهر روزی میدوی هر سو چرا / رزق خود هموار میجوید ترا

نزد حق باشد کنوز دو جهان / کی منافق را بود ایقان آن

چون من و تو وعده سازد اگر / مطمئن گردد دل تو سر بسر

حیف چون ناید بقلبت تو ثبوت / وعدهٔ حی الذی لا یموت

هر که دل بر وعدهٔ خالق ببست / از همه شغل جهان فارغ نشست

وانکه دل بر وعدهٔ مخلوق بست / داد اندر پنجهٔ ابلیس دست

با توکل باش دایم ای جوان / دامن دل کش ز اسباب جهان

معنی تسلیم ای اهل صفا / هست اطمینان دل با کبریا

هست در تدبیر صد رنج و عنا / هست در تسلیم صد عیش و غنا

شیوهٔ پیغمبران تسلیم بود / حق جهان از بهرشان رحمت نمود

هر که سر بر عتبهٔ تسلیم سود / بر سپهر سرفرازی جا نمود

درجهٔ تسلیم باشد بس عظیم / دامن او گیر ای مرد سلیم

تا نجات خود در آن بینی یقین / از خدا هرگز نخواه ای اهل دین

کی روا باشد مفوض را چنان / کز صلاح نفس جوید در جهان

لیک گر از امر و نهی حق بود / خواستن از بهر تو بهتر شود

وانچه باشد اندر آن شک نجات / دست گیری از طلب ای نیک ذات

گر تویی اهل تفویض ای پسر / آنچه پیش آید ترا از خیر و شر

سوی خود هرگز مبین در هیچ شی / جمله میدان از در درگاه حی

دست را برکش ز جمله حیلها / کار خود بگذار سوی کبریا

از تصرف دست خود کوتاه کن / تکیهٔ خود بر در الله کن

باش فارغ در جهان از طلب / بر در تفویض بنشین از ادب

پا بنه بر فرش تسلیم ای عزیز / تا چه می آید ز درگاه عزیز

زانکه تفویض از کسی حاصل شود — که ورا اخلاص حق در دل بود
دیدهٔ او بر خدا باشد بصیر — داند حق را کافی و رب قدیر
هرچه سازد بر خدا دارد نظر — کار را و اخلاص باشد سربسر
کس مقام او نداند زینهار — کی شناسد قدر او جز کردگار

در بیان تقوی و ورع که اختیار کردن اعمال جمیله و ترک افعال رذیله

سرّ مپیچ ایدل ز تقوی و ورع — باش یکسر تارک حرص و طمع
قوت خود کن در جهان اکل حلال — تا ترا حاصل شود نور کمال
حق تعالی گفت با پیغمبران — که کلوا من طیبات اندر جهان
مصطفی زان گفت بر مومنان — که تلاش اکل طیب فرض دان
گر نباشد اکل تو از طیبات — سود نارد بهر تو صوم و صلوات
هست بر بیت المقدس یک ملک — میکند هر شب ندا بی ریب و شک
که خورد هر کس که بی وجه عدول — سنت و فرضش نباشد حق قبول
هر که چل روز اکل او باشد حلال — که ز حرمت هیچ نبود اتصال
حق دلش از نور حکمت مل کند — حب دنیا از دلش زایل کند
اکل طیب گر خوری ای کامیاب — هر دعای تو کند حق مستجاب

تا نسازی قوت خود را از حلال — ره نیابی در حریم ذوالجلال

لقمهٔ تو گر نباشد از حلال — هفت اندام تو افتد در وبال

گر بخواهی در نخواهی ای پسر — لاجرم در معصیت افتی بسر

ور ترا اکل حلال آید بدست — خود بخود قلب تو گردد حق پرست

هر زمان یابی ز حق توفیق خیر — میل تو هرگز نباشد سوی غیر

سر نهی بر طاعت رب جهان — خالی از ذکرش نباشی یکزمان

پس ورع باشد پی تو کیمیا — که مسّی قلب تو سازد جدا

تا نه پیچی سر ز شبهات و حرام — کار دین از تو نیاید انصرام

لوث شبهت هر چه بینی اندران — گر تو مردی باش ازوی بر کران

هر که چل روز از ره شبهت خورد — قلب او تاریکی و زنگ آورد

حضرت صدیق از دست غلام — کاسهٔ شیری فرو برده بکام

بعد از ان آگاه شد از وجه آن — کرد قی انگشت کرده در دهان

بیم آن بوده که از رنج و عنا — روح او از قالبش گردد جدا

خواست استظهار و در درگاه حی — هر چه بیرون نامد از رگهای وی

در دهان توسن نفس حرون — نه لگامی از ورع ای باسکین

۳۲۹

در ورع ...

راه حق از چشم جان پیموده اند

ناظر چشم بصیرت بوده اند

محترز بوده اند از مال حلال

تا که از حرمت بیابند اتصال

تا ز فضل حق بیابی آن مقام

حیف بر همت نباشد از حرام

ذوق حنظل را ندانی از شکر

از سر ظلمات و مکر و حیلها
هر چه یابی میخوری ای بی حیا

وعظ گویی خود کنی بر عکس آن
میفروشی دین خود از بهر نان

لقمهای چرب میجویی مدام
میکنی پر شکم را از حرام

خرقهٔ تزویر را بر تن کشی
نعمت هر گونه از هر جا چشی

از برای لذت حلوای تر
شیرها در میکشی مال دگر

نیست فرقت از حلال و از حرام
آنچه باشد زود تر آری بکام

میکنی وجد از ریا بهر شکم
صوف میپوشی پی مال و درم

میزنی حلقه بهاب اغنیا
میکشی زر از ره زرق و ریا

کی بود قدر تو از تسبیح و دلق
تا نه دوزی چشم خود از سوی خلق

خود بده انصاف خواهی پر طمع
کاین چه دین است و چه تقوی و ورع

از برای لقمهای چرب و تر
سر همین تابی ز رب بحر و بر

نان خشک از دست رنج خود بکام
خوشتر است از لقمهٔ چرب و حرام

جامهٔ خود از پلاس شو چکین
بهتر است از جامهٔ ابریشمین

تابع لذات نفسانی مباش
گیر آزادی چو زندانی مباش

مجتنب شو از در شاه و امیر
چند در دام هوا باشی اسیر

خوردن و خفتن همه با حق مکن — پرده غیریت از هم شق بکن
تا که بوی زان ورع آید ترا — باز مانی از خیال ما سوا
پاسے خود کن در عزیمت استوا — بر ره رخصت مرو ای دین شعار
کار بر رخصت بود نقص رجال — کار بر همت بود نور کمال
سر بنه بر سنت خیر البشر — دور شو از راه بدعت سر بسر
گر تو داری خواهش راه خدا — باش هر دم پیرو اهل صفا
راه تقوی گیر و از شهوت گذر — از حرام و شرک و از شبهت حذر
اکل طیب پاکی جسمم کل است — بل طریق پاکی جان و دل است
تا نگردد پاکی جسم و دلت — هیچ از طاعت نگردد حاصلت
هیچ طاعت بیچ ناید بکار — بلکه سازد دور از پروردگار
در نماز آمد طهارت بالضرور — تا گذاری از سر عجز و حضور
هر کرا در دل بود حرص طمع — راست آید کے از زهد و ورع
تا اسیر شهوتی ای با کمال — از تو فرق نیک و بد باشد محال
هر که پرهیزد ز شبهات و حرام — بیگمان جایش بود دار السلام
هر کرا تقوی دلش باشد تهی — کی ز سر حق بیابد آگهی

هست تقوی مرأت حسن و جمال
هست تقوی باعث قرب وصال
هست تقوی بهر دل پاسبان
کہ نیاید خطرهٔ اغیار اندران
هست تقوی زینت طاعات رب
هست تقوی سخت [illegible] راه ادب
لذت تقوی نیابی تا بکام
در ورع نام تو گر گردد تمام
متقی هر کس که باشد در جهان
نزد حق باشد مکرم بیگمان
گر تو خواهی علم اسرار خدا
جام تقوی نوش کن ای باصفا
تا بتقوی از دلت زنگ ریا
کی بتابد اندران نور خدا

در بیان اخلاص طاعت که
مقصود از خلقت همه وی است

تا توانی کوش اندر بندگی | بندگی آمد لباس زندگی

بندگی مصباح قلب آدمی است | بندگی اصل الاصول مردمی است

از سر آرایش عالم گذر | بند اندر بندگی حق کمر

دل منور میشود از بندگی | بی عبادت نیست لطف زندگی

فرق طاعت گر نهی پیش خدا | حق دهد اندر دولت نور بها

راغب طاعت شود مرد سعید | کی شود این کار از دست پلید

هیچو طاعت نیست کاری خوبتر | فرصت خود را غنیمت در شمر

نیست هرگز اعتماد زندگی | بندگی کن عذر کن بر بندگی

بسته دار هر دم پی طاعت میان | بندگی را مایه عقبی بدان

پنبه غفلت ز گوش دل بر آر | عمر رفته باز ناید زینهار

میرود عمر عزیزت همچو باد | فکر زاد خویش کن ای نیک زاد

مفت ایام جوانی میرود | حیف لطف زندگانی میرود

راه طاعت در جوانی پیش گیر | کی شود کار جوان از دست پیر

گر تو داری قوتی در جسم و تن | همچو مردان حمله مردانه زن

قدر بشناس ای عزیز با عمل | نیست ایام جوانی را بدل

گر کنی عمر عزیز خود تلف / زود از حسرت بمالی هر دو کف

کار فردا را ز امروز ار نمود / چون رسد فردا بجز حسرت چه سود

قبل رحلت ساز کن رخت سفر / تا نیفتی در بلای صعب تر

گرم رو اندر ره باطل مشو / یکدم از یاد خدا غافل مشو

یکدم اندر ذکر رب انس و جان / بهتر است از نعمت کون و مکان

یکنفس ضایع مگردان زینهار / باش در پاس نفس لیل و نهار

میهمانی میرسد سویت مدام / بهر مهمان سنت آمد احترام

باش هر دم همدم ذکر خفی / خاطر غیر از دلت گردان نفی

بهر طاعت حق ترا چون آفرید / بد بود غفلت ز طاعت ای سعید

در عبادت همت خود بر گمار / روی دل از هر طرف سویش بیار

در عبادت کوش اکنون ای جوان / کی همیشه زنده مانی در جهان

کوش اکنون در عمل ای جان پاک / می در آید دم که شوی پنهان بخاک

خواب نوشین از سر خود دور دار / تا رسی در منزل دار القرار

در علم دین باش ای مرد یقین / روزگار خود مکن ضایع چنین

مست باش از باده طاعت مدام / تا شوی روز قیامت شاد کام

حرص زنگ است و آئینہ دل است — طاعت شایستہ بہرش صیقل است

پیشتر از حرص دل را کن بری — تا در وشن جلوۂ حق بنگری

در عبادات خدا شو بالیقین — فارغ از اندیشۂ دنیا و دین

گر شوی از فکر دنیا مضطرب — دور خواہی ماندن از قرب رب

گر درین رہ پا چو مردان میزنی — دور باش از فکر دنیاءِ دنی

گر عبادت از پئے دنیا بود — پیش مردان کار نازیبا بود

بہر دنیا گر عبادت میکنی — خویشتن را در مصیبت میفگنی

بندگی گر بہر حور و جنت است — از برائے اہل عرفان تہمت است

چیست حرص دین و دنیا جان من — در عبادت مایۂ رنج و محن

تا توانی خویشتن را افگنی — در خیال کسب دنیاءِ دنی

چیست دنیا اے عزیز باصفا — سر بسر مایۂ رنج و عنا

چیست دنیاءِ دنی ایچو شغال — از برائے مرد حق وجہ نکال

چیست دنیاءِ دنی اے باحیا — منزل آفات و جائے ہر بلا

چیست دنیا اے عزیز جان من — بہر عارف ہر زمان وجہ محن

تا توانی در پئے دنیا مباش — غافل از یاد خدائے ما مباش

از عبادت در عبودیت گذر	وز عبودیت بعبدیت نگر
شد عبودیت مقام اولیاء	عبدیت آمد مقام انبیا
گر عبادت آوری اے اہل دین	در دلت پیدا شود علم الیقین
در مقام تو عبودیت بود	در دلت عین الیقین حاصل شود
در عبودیت کجا یابی مقام	تا برون نائی زخود اے نیکنام
تا برون نائی ز بند ما و من	اصل طاعت کی شناسی جان من
در عبودیت فنائے خویش کن	هستی خود را بکن از بیخ و بن
هر که بنهد در عبودیت قدم	آگهش سازند از سر قدم
گر نشان خواهی ز عبدیت بجان	از فنائے خود فنا شو ای جوان
تا شود حق الیقین حاصل ترا	پاک گردی سر بسر از ما سوا
پند اشرف گوش کن ای اهل دین	هیچکس پندی نگوید همچنین
هر کرا گفتار اشرف شد پسند	گشت آن در هر دو عالم ارجمند

در بیان اخلاص که پاک کردن عمل است از لوث ریا

اے پسر اخلاص باید با خدا	پاک کن کار خود از لوث ریا
هر کرا اخلاص نبود در عمل	کے شود خالی ز اغراض و علل

جمله باشد اجر گیرد از خلوص ورنه باشی در طریق دین لصوص

خیر گردان نیست خود در جهان انما الاعمال بالنیات دان

نیت مخلص بود با کردگار لیک چون جنت بود یا بیم نار

هر که طاعت کرد از بهر بهشت از پی فرج و شکم تخمی بکشت

تا در آنجا کام نفس خویش را سیر گرداند بصد حرص و هوا

وانکه طاعت کرد از خوف جحیم چون غلامی هست کو از ترس و بیم

مینهد در حکم مولی هر زمان تا زند کوبش نسازد ناگهان

هر دو را نسبت نباشد با خدا زانکه کار شان بود حرص و هوا

آن بود پیش خدا محبوب تر کان بهر کاری کند بر شی نظر

جز خدا هرگز نخواهد از خدا ترک سازد نعمت هر دو سرا

تا نسازی خویش را با حق فنا کی نماید نور ایمانی ترا

از عبادت بهره آنکس را شود کز خلوص نیتش با حق بود

هر کرا دیدار حق محبوب نیست با خدا اخلاص او محسوب نیست

صبح وحدت تا نگردد حاصلت کی بر آید مهر اخلاص از دلت

مهر اخلاص ار ترا آید بکف نور حق بینی عیان از هر طرف

کہ برائے من نکردہ این عمل — نیتش بودہ با اغراض و علل

گر تو خواہی نور اخلاص اے فتا — پاک شو از شبہت شرک و ریا

ہمچنین بگفتہ اند اہل دلان — کہ مثال علم را چون تخم دان

از پئے آن تخم کشت آمد عمل — آب آن باشد خلوص لم یزل

گر نباشد آب اخلاص اے پسر — کے شود کشت عمل سرسبز تر

جز خلوص از طاعت مقصود نیست — گر خلوصت نیست ہیچت سود نیست

کرد ارشاد آن رسول نیک خو — نیت مومن بہ از کردار او

زانکہ نیت بے عمل طاعت بود — کار بے نیت عبادت کے شود

مردے از قوم اسرائیلیان — سوئے کوہ ریگ آمد ناگہان

اندران ایام بودہ قحط سال — مردمان را بود بس رنج و ملال

گفت گر گندم شدے کوہ رمل — کردمے جملہ بمحتاجان بہل

وحی آمد بر رسول آن زمن — کہ بگو او را کہ رب ذو المنن

صدقۂ تو از رہ افضال خویش — کرد مقبول و رب آن پاک کیش

شد ثواب از درگہ من آنقدر — کان ہمہ را صدقہ میدادے اگر

رحمت کرد آن نیت خود با خدا — نفع را بخل بدہ اے با صفا

وصفِ دل گیرد همه اعمالِ او — تابعِ حکمش بود افعالِ او

در رهِ حق هر که خاص الخاص شد — کار و بارش جمله با اخلاص شد

تا نباشد معرفت حاصل ترا — کی شوی واقف ز اخلاصِ خدا

مصطفی فرمود ربّ دو سرا — ننگرد بر شکل و اعمالِ شما

بنگرد بر قلب و نیّت هر زمان — زانکه دل نیّت گه آمد بیگمان

جز خلوص از طاعت مقصود نیست — گر خلوصت نیست هیچت سود نیست

حق تعالی هر کرا اخلاص داد — چشمهٔ حکمت بروی او گشاد

هست اخلاص هر عمل را همچو روح — گر کنی اخلاص یابی صد فتوح

از پیِ اخلاص دائم مست باش — حرفِ غیر از لوحِ جانت بر تراش

در بیان تواضع که باعث رفعت است در دنیا و آخرت

با تواضع باش دائم در جهان — موجبِ رفعت تواضع را بدان

یاد دارم از حدیثِ مصطفی — کز تواضع مرد یابد ارتقا

کس نه در عالم تواضع بر نمود — که نه حق آن بنده را عزّی فزود

از تواضع هر که بر گیرد سبق — خلعتِ تکریم دریابد ز حق

در قیامت درجه‌اش گردد بلند — حق سلامت داردش از هر گزند

عاقلان کردند کشف امتحان ... کز تواضع مرد گردد کامران

مظهر لطف خدا باشد مدام ... مردمان سازند او را احترام

گر تواضع را ز دست خود دهی ... که نه بینی در جهان روز بهی

هر که باشد با تواضع در جهان ... جای او باشد بجنت بیگمان

از تواضع سر بلند بها شود ... در دو عالم ارجمند بها شود

هر که در راه تواضع پا نهاد ... حق بروی او در رفعت گشاد

در تواضع هست عز و مهتری ... بی تواضع کس نیابی سروری

گر تمنای شرف داری بجان ... پیشه خود کن تواضع در جهان

صد شرف دارد تواضع در شرف ... آراین نقد گرامی را بکف

هر که در حشمت تواضع آورد ... حق ز جمله مخلصانش بشمرد

باش متواضع مع المتواضعین ... کبر و نخوت کن مع المتکبرین

گفت پیغمبر که با متواضعان ... کن تواضع ای عزیز مهربان

وانکه از متکبران بینی ورا ... کبر و نخوت کن از و لی با صفا

صدقه باشد کبر با متکبرین ... شد تواضع صدقه با متواضعین

از تواضع دست درویشان بگیر ... تا بگیرد دست تو رب قدیر

هر که سازد خاکساری اختیار — سربلندی یابد و عز و وقار

سرکشی هرگز مکن مانند نار — عاقبت خاکستر [illegible]

با کسی سختی مکن اندر جهان — ترس از سختی رب انس و جان

نرم گفتاری طریق عاقلانست — سخت گیری از صفات جاهلانست

هر که باشد در جهان شیرین زبان — ماند از تلخی دوران بر کران

گر نهی فرق تواضع بر زمین — بگذرد رفعت ز چرخ هفتمین

گفت پیغمبر که کس پیدا شود — که نه دو زنجیر بر فرقش بود

یک بسوی آسمان هفتمین — دیگری بار زمین هفتمین

چون کند مردم تواضع در جهان — حق کشد او را به هفتم آسمان

ور بود از راه نخوت خویش بین — حق کشد سوی زمین هفتمین

سوی خود از دیده تحقیر بین — عزتی بر خود بداند با یقین

هر که از نخوت کند در خود نگاه — بنگرد از قهر سوی او اله

هر که در خود دید در وی کس ندید — داند این آنکس که باشد اهل دید

هر که در راه خدا مسکنی بداند — خویشتن را کمتر از سگ بشمرد

قدر ایشان لاجرم پیش خدا — از فلک افزون بود در اعتلا

هیچکس را چون ز خود بینی بتر
از تواضع کی ترا باشد اثر

گر روی در مجلس ای اهل نگاه
راضی باشی در کمینه جایگاه

گر بمجلس صدر جویی ای پسر
باشی از وصف تواضع دور تر

ابتدا کردن سلام از مومنان
از تواضع یادگار است ای جوان

هر که دنیا کمتر از خود بنگری
خویشتن را از فنا برتر آوری

وانکه دنیا از تو وارد بیشتر
وار خود را زو فروتر ای پسر

آن بود اصل تواضع ای جوان
که نبینی خویشتن را در جهان

تا برون نائی ز خودبینی ای پسر
جام هستی کی دهندت سر بسر

تا نگردی نیست در هستی حق
کی شوی جام بقا را مستحق

در بیان کبر و مذمت آن و معالجهٔ او

ای جوان از راه نخوت درگذر
از وجود خود اگر داری خبر

کبر خود را دشمن اعظم بدان
گردد دشمن خالق هر دو جهان

قلب مستکبر بسی جابر بود
جای هر جبار در دوزخ شود

کبر و عظمت نیست در کبریا
دیگری را کبر کی باشد روا

گفت حق اندر کتاب ای با یقین
نیست اهل کبر مومن روز دین

۳۷۶

حکم دو و صد هزاران اهل جود
با تجملش را گرفت اندر زمان
تا ربایندش بنزد آسمان
بر زمین نازل شد از سوی فلک
اندر آن دم اینچنین

مرد یکسا حسن امید ہیچوان
بر سبیل فخر با صد کبر وشان

وز رهِ نخوت نظر بر خود نمود
ور زمین بر وشش فرو رب ودود

میرود زیر زمین تا این زمان
تا قیامت همچنین باشد روان

ای جوان اصلِ تو باشد از منی
کی سزا باشد ز تو باد و منی

هر که از لین آید در ظهور
صد عجب باشد ازو کبر و غرور

کبر و نخوت را ز خلقِ بد شمر
خلق وصفِ دل بود ای باخبر

خلق چون در قلبِ تو باشد نهان
لاجرم پیدا شود تاثیر آن

خلقِ کبر آنست ای اهلِ تمیز
که تو خود را در جهان دانی عزیز

زین سبب باد ای ترا پیدا شود
نام این باد ای جوان نخوت بود

خواستم من نفخة الکبر ای فتا
با خدا ای خود پناه آن مصطفی

چون به پیچد در سر این باد غرور
دیگران از دونِ خود دانی ضرور

بنگری از راهِ نخوت در جهان
مردمان را بشمری از خادمان

در کلام و در نشست و خاستن
جوئی از هر یک تقدم بی سخن

چشم داری حرمت و تعظیم خویش
خویشتن را از همه سازی به پیش

نشنوی از کس نصیحت در جهان
بلکه آئی در غضب بر ناصحان

از تکبر لاف در عالم مزن — گرچه هستی پهلوان صف‌شکن

گشت فرعون از تکبر غرق نیل — دیو هم از کبر شد خوار و ذلیل

هر کرا فرعونیت در سر بود — ثمرهٔ او جز هلاکت کی شود

خود پسندی هست ای دل ناپسند — گر نیائی باز یابی زان گزند

رو بکش زنهار خود را از غرور — از رهِ پندار دایم باش دور

سرکشی از سر بدر کن پهلوان — عاقبت قدّ تو باشد چون کمان

کبر را سه درجه دان ای باکمال — درجهٔ اول بود با ذوالجلال

هست این درجه زبر و سخت‌تر — همچو کبر دیو و فرعون ای پسر

وانکه کردند همسری با کبریا — ننگ کردند از عبادات خدا

درجهٔ دویم بود ای باوفا — با محمد شافع روزِ جزا

کاینچنان گفتند آن اهلِ قریش — که فرو ناریم سر مانندِ خویش

از چه مردِ محتشم تا بد بما — وز ملک تا بد بسوی ما چرا

رتبهٔ پیغمبری نشناختند — پردهٔ غفلت برخ انداختند

وانکه دانستند از راهِ غرور — منکرش گشتند با خود بالضرور

درجهٔ سوم بود با بندگان — که نه بینی از حقارت سوی شان

هست از علم و عمل معجون او | علمی آن باشد که شنوا ای نیکخو
که شوی از چشم باطن حق‌شناس | کبر را از سر برون آری اساس
که بدست اوست کار دو جهان | کس ندارد پیش او تاب و توان
هم شناسی خویشتن را ای پسر | که زمین بود و پلیدی و خوار تر
ناکس و نالایق و عاجز فقیر | در بر او ناچیز و مجبور و حقیر
سهل است این معرفت ای نیکخو | تا برآرد بیخ کبر از قلب تو
حق تعالی قدرت خود را شنو | در حقیقت حال تو با تو نمود
کار خود از اول و آخر نگر | در میانه هم نگر ای با خبر
تا حقیقت منکشف گردد ترا | که چه‌ئی و اصلت آمد از کجا
کار اول آن بود ای مرد کار | کان شیئی علقه را یاد دار
که تو ناکس تر نباشد در جهان | که نه نامی بد و شیئی و نه نشان
مسکن تو بود در کتم عدم | همچنان فرمود رب ذوالکرم
لم تکن شیئاً مذکورا ز گوش دل شنو | تا ترا باور شود ای نیکخو
خاک را پس آفریده ذوالجلال | خوار تر کز وی نباشد در مثال
نطفه و هم علقه را پس آفرید | کان است آب گنده و خون پلید

هیچ کاری تو بدست تو نکرد
تا شناسی عجز خود ای نیکمرد

گر بیندیشی ز خود ناچیزتر
در جهان کس را نیابی ای پسر

گاه گردی تنگ دل از حرّ و برد
گه کنی آه و فغان از رنج و درد

از میانه کار خود آگه شدی
برفکن از فرق خود تاج خودی

آخرین کار خود ای دل هم بدان
که به بندی زیست هستی این جهان

نی سمع ماند نه قوت نی بصر
نی جمال و قالب و عضو دگر

بلکه مرداری شوی ای با نیاز
که همه بینی ز تو گیرند باز

کرم و حشرات زمین اندر مزار
کم عضوی تو خورند ای شرمسار

عاقبت آنگه شوی خاکی حقیر
کس بدان خواری بتو نبود نظیر

هم بدان خواری نباشد بس ترا
بلکه انگیزند در روز جزا

آورندت از برای احتساب
در مقام خوف و جای التهاب

آسمان بشکافته بینی عیان
هم فرو ریزیده بینی اختران

هم زمین بینی مبدل با دگر
شعله دوزخ برون آورده سر

سخت دوزخ را بقعرش بنگری
نامه اعمال در کف آوری

هرچه باشد از فضیحتها قسم
خوانی یک یک را بتشویر و ندم

۳۴۵

این علاج از روی علت ای جوان
لیکن از راه عمل بشنو چنان

کز ره کبر و غنا پرهیز کن
خویشتن را در تواضع تیز کن

در همه احوال و افعال ای فتا
قبلهٔ خود ساز خلق مصطفی

کو تواضع پیشه بودی هر زمان
نان خوردی بر زمین چون بندگان

اینچنین فرمود آن شاه یقین
که منم بنده نشینم همچنین

دوست با درویش داد آن تا نه آ
برگزیده دوست بود آن همچنان

از تواضع آن رسول حق پرست
جمله کار خانه خود کردی بدست

خانه رفتی و گاو را دادی علف
هر زمان از کبر بودی بر طرف

هر کرا بیماری بودی چنان
که از وی پرهیز کردندی جهان

مصطفی با او بهم خوردی طعام
بود زینسان حال آن خیر الانام

هر که خواندی سوی خانه دعوت ورا
بی تکلف میشدی آن با صفا

هر کسی را ابتدا کردی سلام
نان میخوردی بخادم و غلام

هر گرفته بود حبیب مصطفا
که برد در خانه خود بی ریا

خواست تحفه تا که برگیرد و
زینهار او را بداد آن نیک پی

اینچنین فرموده آن حق پرست
که اهل کالا بهر او و لقمه است

گر ترا کبر است بر حسن عیان — بین چه قاذورات داری در نهان

در مثانه در رگ و بینی و گوش — در شکم در ناف و فرج ای تیز هوش

زین نجاستهای خود ای نیکخو — میکنی هر روز خود را شست و شو

گر نشوئی چند روزی خویش را — پاک باشد از تو مبرز خانها

آن زمان حسن تو کی با تو بود — تا بدان فخری ترا باید شود

پس روا نبود تکبر بر جمال — که رود در هفته و یا ماه و سال

یا بیک بیماری گردد تباه — زشت تر انگه شوی بی اشتباه

گر بود بر زور و قوت کبر تو — اینچنین اندیشه کن ای نیکخو

که اگر اندر رگی دردی شود — هیچ کس از تو نه عاجز تر شود

گر رود موئی به بینی یا بگوش — عاجز آئی ای جوان تیز هوش

ثمره نبود بجز عجز و هلاک — همچو بسمل در طپی بر روی خاک

در درون پای تو خاری خلد — قوتت بر جا نماند ای ولد

گر چه پس باشد توانائی ترا — فخر چه بود ای جوان با صفا

که بسی گاو و شتر و سگان — از تو میدارند سبقت در توان

گفت پیغمبر که آن قوت نه است — کافکنی کس را و سازی زیر دست

که بود شاید که از لطف کبریا
خاتمت ایمان باو سازد عطا

عاقبت آنکس ز من نیکو شود
کفر در انجام در نامم بود

پس بزرگی در نجات آخرست
وان بعلم حق بود ای خود پرست

گر تو بیم خاتمت داری به پیش
کبر کی زیبد ترا ای پاک کیش

باش هر دم مشتغل در خوف آن
گه میاور چشم در خود یک زمان

گر تکبر ذات حق را واجب است
چون دران شرکت کنی ای خود پرست

حق تعالی دشمنی گیرد ز تو
چون شود انجام تو ای نیکخو

همچنین در جمله اسباب جهان
محترز باش از تکبر هر زمان

گر ترا حاصل شود این معرفت
بنگری تو با تواضع در ولت

در بیان سخاوت و کرم و ایثار که عبارت است از عطا بسهولت و بخوشی تمام نفس و مقدم داشتن حاجت دیگری بر حاجت خود

در جهان باب کرم مفتوح دار
گر کرم بهتر نباشد هیچ کار

گر تو مال و زر نداری ای فتا
باش قانع دور کن حرص و هوا

ور تو داری مال و زر اندر جهان
بگذر از بخل و سخا ورز همچو آن

ور خبر گفت آن شه نیکو سرشت
این سخا نخلیست در باغ بهشت

در سخاوت هست بس فضل و ثواب ‌‌ ‌ تا توانی روے خود از وے متاب

گر بهر انگشت داری صد هنر ‌‌ ‌ کے بیابی بے سخا عز و وقر

صد کرامت هست در جود و عطا ‌‌ ‌ منبع شیرین نباشد از سخا

تا توانی کار درویشان برآر ‌‌ ‌ تا برآرد کار تو پروردگار

گر تو داری قوتے اندر جهان ‌‌ ‌ از کرم برگیر دست عاجزان

تا توانی در جهان احسان بکن ‌‌ ‌ مرغ دل را تابع فرمان بکن

هم چو حاتم در جهان مشهور باش ‌‌ ‌ در ره جود و کرم مسرور باش

لطف کن تا همچو حاتم در جهان ‌‌ ‌ نام نیک تو بماند جاودان

رو مپیچ از سائلان آئین شعار ‌‌ ‌ تا نپیچد روے از تو کردگار

سرزنش هرگز مکن با سائلان ‌‌ ‌ مردمی کن آنچه باشد ز آب و نان

نعمت عقبے اگر باید ترا ‌‌ ‌ نعم دنیا صرف کن بهر خدا

گر بدست آری دلے را اے جوان ‌‌ ‌ صد مفاخر یابی از رب جهان

گر رهی از دست محنت از کسے ‌‌ ‌ نزد حق بهتر بود از حج [illegible]

هر که یک نیکی کند اندر جهان ‌‌ ‌ حق تعالی ده بده بخشد مثل آن

گر تو هستی طالب راه خدا ‌‌ ‌ هر زمان کن خدمت اهل صفا

گر تو خواهی از جوانمردان سبق	هر چه داری کن پریشان بهر حق
آنچه داری دوست ای مرد خدا	صرف گردان در رضای کبریا
کی ترا گردد نکوئی حاصلت	تا نسازی صرف محبوب دلت
هست در ام الکتاب ای نیکخو	لن تنالوا البر حتی تنفقوا
گر تو خواهی مشرب اهل دلان	تا توانی راحتی در دل رسان
باغ عالم سبز کن از آب جود	تا بیابی باغ جنت از ودود
مهر پرور ای غنی از کیسها	صرف کن اینست کار اسخیا
هر که باشد با سخاوت در جهان	بیند او از حق فتوحات گران
دل بدست آر و سخاوت پیشه گیر	تا شود راضی ز تو رب قدیر
حق تعالی دوست میدارد سخا	اگر چه باشد نیمهٔ خرما ترا

حکایت

رابعه بصری بصد شوق تمام	گشت روانه عازم بیت الحرام
چادری بر سر کشید از عز و شان	موزه در پای کرد و شد روان
چون بنزد خانهٔ کعبه رسید	بهر طاعت زیر نخلی جا گزید
بود افتاده سگی تشنه دهان	رابعه را دید چون آن ناتوان

از پی چندی پوستان فروش | گفت بیچ کردم تو اے تیز هوش
چون درآمد این سخن اندر میان | گشت این مرده شتر را آن زمان
مرد چون بیدار شد از خواب خویش | دید گشته اشتر خود را به پیش
بر سر ویکش نهادند آن گروه | سر بسر بخشند و خوردند از شکوه
چون روان گشتند از انجا در زمان | کاروانے پیش آمد ناگهان
در میان قافله اے نیک خو | بود فرزندے ز فرزندان او
بانگ میکرد و اهل اشتر را بنام | نام او میگفت با صد احترام
که فلان مرد ز تو اشتر خرید | واقفی زین ماجرا اے اهل دید
گفت بفروشیده ام لیکن بخواب | قصهٔ خود را از و گفته شتاب
گفت مرد آن اشتر اینست ای جوان | گیر از و ستم ز لطف بیکران
که بدیدم دوش والله در بخواب | کاینچنین کرده بحال من خطاب
گر تو فرزند منی این بخت را | رو فلانکس را بده اے باوفا
خیر اید اے پسر از مردگان | حیف باشد ممسکی از زندگان
تا توانی در جواهر روی بکوش | هر کسے را شاد دار از خورد و نوش
بهتری در هر دو عالم از سخاست | اے برادر زاین تغافل کے رواست

آن بود ایثار ای مرد خدا / کانچه باشد احتیاج آن ترا

با وجود احتیاج خود وران / صرف گردانی بکار دیگران

چون سخا آید بحد خویشتن / نام او ایثار گردد بی سخن

اصل ایثار آن بود ای باکمال / که فدا باشی بحق از جان و مال

از ثواب و نام نیکو بگذری / جز رضای او خیالی ناوری

مال و زر را گر دهی بهر ثواب / نزد خاصان مسکلی ای کامیاب

نگذرد از ایثار ای اهل نعیم / فضل ایثار است نزد حق عظیم

گفت موسی با جناب سرمدی / که مرا بنما مقام احمدی

گفت یارا ایش نسیداری ولی / با تو بنمایم از انجمله یکی

چون نمود او را یکی از رتبتش / رفت هوش از وی ز نور عظمتش

گفت یارب احمد خیر البشر / صدر بدر دو جهان نیکو سیر

یافت از چه این مقام ارتقا / گفت حق از فیض ایثار و سخا

ای پسر بر گفته من کار بند / کز فتوت نیست کاری ارجمند

زاهدان را کار طاعت کرده است / کار مردان دل بدست آورده است

گر ترا حق داد ایمان ای جوان / راحتی باشندگان حق رسان

هم هوائے کہ بس آن در شوی / همچنین عجبے کہ سوے خود دوی

گفت پیغمبر شہ کون و مکان / دور باشید از بخیل اے مردمان

کان جماعت کز شما بودند پیش / در ہلاکت پا زدند از بخل خویش

بخل ایشانرا بخونریزی کشید / حل حرمت را بیک جا آورید

ممسکان نیست سودے جز زیان / بہر ایشان در سقر باشد مکان

نقد را در بند مگذار اے پسر / از چنین کس تا توانی الحذر

حائل اہل کرم نزدیک رب / زعالم مرد بخیل آمد حجب

گرچہ زاہد ہم بود مرد بخیل / دشمن حق گو ان بخواہ از من دلیل

گفت شخصے از رسول حق پرست / کہ مرا ہم مال و زر بسیار ہست

سائلے چون آشکارا میشود / آتشے دانم کہ بر من می فتد

گفت پیغمبر کہ بگریز م ز پیش / تا نسوزانی مرا از نار خویش

حاش للہ کہ مرا بہر رشاد / حق فرستادہ است در راہ سداد

کہ اگر باشد بصحن مسکن و مقام / الف الف از تو صلوٰۃ با نظام

یا رود از چشم تو جو ہاے آب / تا بروید نخلہا زان انسکاب

وان زمان در بخل میری ناگہان / جز جحیم بہر تو نبود مکان

دور باش از صحبت این ناکسان | ورنه باشد بهر تو خسر و زیان
ممسکی از بدترین علت است | بهر ممسک صد هزاران ذلت است
گر تو میخواهی علاج بخل خویش | بگذر از شهوت قناعت آر پیش
حب مال از حب شهوتها بود | چون رود شهوت سخا پیدا شود
صبر بر شهوت طلب از ذوالجلال | تا شوی مستغنی از مال و منال
اعتبار زندگی کمتر کنی | تا رهائی یابی از بخل ای غنی
در نگه میدار دایم مرگ را | یاد کن پیشینیان را ای فتا
که بجز حسرت نبردند از جهان | مال و زر سودی نکرده بهرشان
گر ترا بر مرگ خود باشد خبر | سهل گردد بر تو خرج مال و زر
ور ز بهر فرزندگان در دل بود | که بقای تو بقای شان شود
بخل محکمتر بود آندم ترا | کن علاج او بدینسان ای فتا
بیم فقر شان چو در دل آیدت | اینچنین اندیشه آندم بایدت
کافریده هر کرا رب جهان | روزیش تقدیر کرده بیگمان
گر بتقدیرش تهی دستی بود | پس ز بخل تو توانگر کی شود
ور غنی از بهر او باشد نصیب | بیگمان سامان او گردد نصیب

زانکه تیمار ریا آسان بود / سنجل طبعی آفت انسان بود
ورنه دل چون شیشهٔ حسب زرر / آشنا مان تیار باشد سخت سره
هم مثال مال را چون مار دان / که سم و تریاق باشد اندران
هرکه بی افسون بگیرد مار را / بیگمان گردد هلاک ای باصفا
زین سبب گفتن ثنا باید چنان / که نباشد در ثنا عیب و زیان
که صحابه بوده اند اهل غنا / همچو ابن عوف و عثمان باحیا
این سخن زیشان بود بی اشتباه / که ببیند کودکی مار سیاه
دست خود را سوی او سازد دراز / که بپیچد مار گرداند فراز
چون کند قصد گرفتن در زمان / مار در رفتنش بپیچد ناگهان
بیگمان از زهر خود سازد هلاک / طفل مرده بر فتد بر روی خاک
پنج افسون هست بهر مار زر / تا شوی سالم ز زهرش ای پسر
اول آن باشد که دانی مال را / آفریده حق درین عالم چرا
بهر ساز قوت و مسکن بود / که ضروری تن مردم بود
قالب مردم شود بهر حواس / هم حواس از بهر عقل مد اساس
عقل باشد از پی دل بیگمان / تا نمائی معرفت حاصل ازان

آنچه داری در نگه ساز یقین — کز همه باشدت در راه دین

انتظار حاجتت باشد در آن — تا نمائی خرج در وجه آنچنان

گر بدین جمله فنون داری نظر — مال بهر تو نمی دارد ضرر

بهره یابی زین سیاق آن زمان — هیچ تاثیری نیارد زر در آن

بهر این گفت آن امیر المؤمنین — که اگر دارد همه مال زمین

تا بهست آن نزد خلاق جهان — گر چه نبود کس توانگرتر از آن

ور کند ترک همه لله حق — نیست زاهد گیر از من این سبق

پس نمائی قبلهٔ دل ای عنود — زاد راه طاعت رب ودود

هست بر نیت مدار جمله کار — کار بی نیت ندارد اعتبار

هر کسی را چون نباشد زین خبر — هم نباشد زین سخن بیت بهره ور

گر بود بر وی عمل مشکل شود — نزد اهل عقل بهتر آن بود

کز فزون مال و زر گیری کنار — تا نگردد از پی تو ناگوار

گر نیارد مال و زر غفلت ترا — ور چه تو کم کند پیش خدا

یافت چون فرمان ز حق آن ابن عوف — مال و زر بسیار ماند ای اهل خوف

گفت بعضی از صحابه اینچنین — که برو ترسیم ازین مال چنین

۳۵۷

از زر و مالی که ماند از ابن عوف

روز آن خیر الوری از روی خوف

گرچه با وی از جماعت نگذرم / سر نهم بر حکم رب ذو الکرم

مردمان گفتند از وی چون بود / گفت در موقف سوال از من شود

کای فلان ابن فلان این مال را / از کجا آوردی و خرجت کجا

من ندارم هیچ یارای جواب / تا حساب آن دهم روز حساب

آمده از مخبر صادق چنین / که بیاید مردی در روز دین

کرده باشد مال را جمع از حرام / هم بهمت کرده خرج و اهتمام

جانب دوزخ فرستند آن زمان / هم یکی دیگر بیاید همچنان

کز بهمت جمع کردم مال و زر / در حلالش صرف کرده سر بسر

هم سوی دوزخ برندش قدسیان / وان سوم کس را بیارند آن زمان

کرده باشد کسب از وجه حلال / نفقه کرده در حلال ذو الجلال

از جناب کبریا فرمان شود / که نگه دارید این را تا بود

که قصوری کرده باشد در طلب / در طهارت در صلوة و در ادب

در رکوع و در سجود و در قعود / یا بوقتش یا بشرطش ای عنود

گوید ای خلاق من رب تعال / جمع کردم مال از کسب حلال

خرج کردم هم بجا ای بی نیاز / هیچ تقصیری نکردم در نماز

تا پراست کشف این معنی شود | که فقیری از غنا بهتر بود
گرچه میدانی فسون مار زر | بهتر آمد مر ترا از وی حذر
که بسی افسونگران هوشیار | عاقبت کشته شدند از دست مار
پس مخافت هرچه بینی اندران | به نباشد گر بود گیری گران
حال مال و زر چو باشد اینچنین | بخل کی زیبد ترا ای مرد دین
علت بخل است پس مذموم تر | مرد را سازد ذلیل و بی وقر
مسهل بخل ست این علم و عمل | پاک سازد مر ترا از هر علل
مر سخاوت عزتت بالا کند | بخل در هر دو جهان رسوا کند

در بیان عدل و نصفت که بهترین اعمال است

تا توانی داد مظلومان بده | مرهم نصفت بر زخم شان بنه
عدل کن اندر جهان ای کامگار | تا مکان تو بود دار القرار
نیست کاری بهتر از عدل و سداد | نیست کاری بدتر از ظلم و فساد
حق ترا چون کرد والی در جهان | پس بده داد عدالت هر زمان
والی عادل بود روز جزا | تحت ظل عرش رب دوسرا
گر تو خواهی سایهٔ عرش عظیم | از عدالت سر مپیچ ای ذی نعیم

ملکِ تو از عدل یابد انتظام
تا توانی عدل کن ای شادکام

عادلان را هر کسی تحسین کند
ظالمان را هر کسی نفرین کند

خلق را در سایهٔ نصفت بدار
تا شوی در ظلِّ حق روزِ شمار

راهِ نصفت پیش گیر ای پاک کیش
خلق را دان همچو اهلِ بیتِ خویش

عدل فرما و رعایت پیشه کن
وز رهِ جور و ستم اندیشه کن

از کتابِ کبریا آیینه ساز
دار هر دم پیشِ خود ای با نیاز

از حدودِ شرع پا بیرون مکن
پیرویِ دیو و نفسِ دون مکن

در حدودِ خالقِ ارض و سما
بگذر از افراط و تفریط ای فتا

رایتِ ظلم ار تو گردانی بلند
زود یابی در مکافاتش گزند

دستِ ظلم هرگز میفراز ای ولد
تا نباشی موردِ لعنِ ابد

گر تو خواهی رفق در روزِ حساب
با رعیت رفق کن ای کامیاب

گر تو راهِ عنف گیری اختیار
عنف با تو آورد پروردگار

تا توانی دار راضی خلق را
لیک بر وفقِ شریعت ای فتا

گر تو خواهی نامِ نیک اندر جهان
دادخواهان را بده داد ای جوان

هان ز دستِ خود مده دامانِ داد
ورنه هی افتد بملکِ تو فساد

سر کشد چون شعلهٔ نارِ غضب
سوخت گرداند همه رختِ ادب

بر خلافِ عقل و شرع ای دین شعار
تا توانی بر کسی خشمی میار

گفت در دوزخ درے باشد چنان
که از آن در کس نیاید لیک آن

که خلافِ شرع خشمِ خویش را
در جهان راند بخلقِ کبریا

تا غضب اندر دلِ مومن شود
دور تر از رحمتِ مومن بود

حلم در وقتِ غضب بهتر بود
صبر در وقتِ طمع خوشتر بود

رخ میفروز از غضب اندر جهان
تا بخشمِ حق نیفتی ناگهان

گر خوری خشمِ خود امروز ای فتا
وارهی فردا ز خشمِ کبریا

مولوی در مثنویِ خود نوشت
یاد باید کرد ای نیکو سرشت

گفت عیسی را یکی هوشیار سر
چیست در هستی ز جمله صعب تر

گفت ای جان صعب تر خشمِ خدا
که از آن دوزخ همی لرزد چو ما

گفت از خشمِ خدا چه بود امان
گفت ترکِ خشمِ خود اندر جهان

ترکِ خشم و شهوت و حرص آوری
هست مردی و رگ پیغمبری

خشم عقلِ مرد را زائل کند
در گروه دام و دد داخل کند

تا نسازی خشم را از خود جدا
دولتی هرگز نیابی از خدا

آنچنان سازد ورا تاریک تر — که نیابد هیچ جا اندر نظر
وین بود مذموم زان اهل دلان — خشم را گفتند غول عقل و جان
گر بود خشمِ تو ضعف ای پسر — بد بود این هم بر اهل نظر
که حیا در راه دین با کافران — خیز و از خشم و غضب اندر جهان
حق تعالی با رسول مجتبی — جاهِدُ الکُفّار فرمود ای فتا
باشد این از ثمرهٔ خشم و غضب — پس چنین باید ترا ای با ادب
که نباشد قوت خشم آنچنان — که بود افراط و تفریط اندر آن
بلکه باید معتدل با عقل و دین — نی ز راه حرص و کبر و ظلم و کین
آدمی تا زنده ماند ای پسر — اصل خشم از قلب او ناید بدر
خوردنش لیکن مهم است ای فتا — یاد کن اَلْکاظِمِینَ الْغَیْظَ را
خشم چون آید ترا ای پاک کیش — اختیار خود مده از دست خویش
تا خلاف شرع ناید از تو کار — بر زبان جز حق نیاری زینهار
از ریاضت خشم را مغلوب کن — جمله عالم را بحق منسوب کن
غرق شو در بحر توحید خدا — خلق را معذور دار ای با صفا
چون قلم آمد مسخر ای پسر — جمله حرکت را ز کاتب بر نگر

گر بروز بعث و نشر مردمان | کفهٔ حسنات من ناید گران

من از این که تو همی گوئی مرا | بدترم وین سقط را هستم سزا

ور سبک کفهٔ عصیان بود | از کلامت چه مرا نقصان بود

وان یکی صدیق را دشنام داد | در جوابش گفت کای عالی نژاد

آنچه بر من از تو پوشیده است | بیشتر هست ای عزیز حق پرست

بود چون حال بزرگان اینچنین | پس شعار حلم کن ای اهل دین

حلم باشد مایهٔ فهم و خرد | آنکه حلمش نیست باشد همچو دد

حلم باشد موجب جاه و جلال | حلم باشد باعث نور کمال

بردباری خصلت پیغمبر است | بردباری عادت دین پرور است

مالک نفس هر که باشد در غضب | مورد رحمت بود از فضل رب

غایت حلم آن بود ای همنشین | آنکه زهرت داد بخشی انگبین

حلم و عفو آمد ز خلق نیکوان | خشم و قهر آمد ز اوصاف سگان

سر مپیچ از عفو ای مرد سلیم | فضل عفو آمد بنزد حق عظیم

عفو کردن خصلت میمون بود | لذت عفو از بیان بیرون بود

هر که داند لذت عفو گناه | جرم مجرم را نگیرد هیچگاه

گفت پیغمبر رسول محترم ...

چون خلایق در قیامت ایستند ...

بانگ بردارد منادی از قضا ...

عفو کردن در صد و یک ...

باشد از جمله معاصی و خطا

انتقام عفو جای خود بدار
جای گل گل دار و جای خار خار

تا رهائی یابی از بیشی و کم
نگذری از حکم رب ذوالکرم

گفت پیغمبر سه چیز آمد چنین
که بدان سوگند گویم بالیقین

اول آن باشد که مالی در جهان
ناقص از صدقه نگردد بیگمان

دوم آن که هیچ کس ای جان من
عفو تقصیری نکرد از مرد و زن

که نه حق آن بنده را روز جزا
عزتی داد از ره فضل و عطا

سوم آنکه هیچ کس باب سوال
در جهان نگشاد کان رب تعال

باب درویشی نه بر رویش گشاد
صدق الله و رسول پاک نژاد

پس بکن عفو گنه بهر ودود
خشمگین شو دیر و خوشنود باش زود

فرض دان بر خویش تیمار غضب
تا نه بینی در سقر رنج و تعب

خشم کینه آورد در دل ترا
نیست مومن کینه ور پیش خدا

چون بود کینه حسد پیدا شود
از حسد هم صد بلا برپا شود

ترک خشم است از صفات اصفیا
ترک خشم است از خواص اتقیا

رفق کن با مردمان ای اهل دین
گفت پیغمبر رسول بالیقین

بهره ور گردند از رفق هر کرا
بهره خود یافت در هر دو سرا

حکایت

تا فراغت کرده از کردارِ خویش — در زمان آیم برون اے پاک کیش
عهد از و تا گشتنش با خود ببست — خود در آنجا از برائے او نشست
مرد چون رفت اندرون بیت خود — مشتغل در کار و بارِ خویش شد
گشت چون در کار و بارش مشتغل — یادِ اسمعیل رفت از وے ز دل
خانه اش را بود هم بابے دگر — زان طرف از بهر کارے شد بدر
بعد از سه روز آمد آن جوان — اندران موضع که بد موعودِ آن
دید اسمعیل را با صد صفا — همچنان بنشسته بر باب سرا
گفت اے سر حلقهٔ اهل الیقین — قدوهٔ ملت سر ارباب دین
گرچه هنگامے درینجا جلوه گر — گفت از وقتیکه بنشاندی بدر
انتظارِ مقدمت بوده مرا — تا نمایم وعدهٔ خود را وفا
گفت من چون نادمم اے دین شعار — تو چرا کردی پئے من انتظار
گفت با تو بود پیمانے مرا — کی خلافش داشتم بر خود روا
نامدی گر عمرها اے با وقار — من نمی رفتم ز کویت زینهار
لاجرم حق در کتاب خویشتن — کرد اسمعیل را مدح حسن
که بعهد خویشتن کو شد بجان — صادق الوعده بود اندر جهان

گر تو پیش آری رهِ عهد و وفا ‏ ‏ من کنم از وے نیست شربِ شفا

خواجه آید مر آن غلامِ خویشتن ‏ ‏ کرد آزاد از سرِ خلقِ حسن

وعدهٔ خود کرد چون با حق وفا ‏ ‏ یافت در حال از خدا جامِ شفا

حالِ پاکان بود در وعده چنین ‏ ‏ بے وفائی کے بود زائینِ دین

چون وفا با مردمان باشد پسند ‏ ‏ لاجرم با حق بود بس سودمند

کوش در ایفائے عهدِ کبریا ‏ ‏ تا بیابی اے پسر نیکو جزا

روزِ میثاق آنچه بستی عهدها ‏ ‏ نقضِ آن از مردی باشد کجا

وعدهٔ قالوا بلےٰ چون کردهٔ ‏ ‏ پس بایفایش چرا افسردهٔ

خیز وعهدِ خویشتن آور بجا ‏ ‏ تا بیابی پیشِ حق عز و علا

گر وفا سازی بعهدِ کبریا ‏ ‏ حق تعالیٰ عهدِ تو سازد وفا

وعده واله هست از روے خبر ‏ ‏ تا نه بندی در خلافِ او کمر

گر تو داری اے پسر اوصافِ مرد ‏ ‏ تا توانی از وفا داری گذر

هر که بردارد سر از خطِ وفا ‏ ‏ کے شود مقبولِ درگاهِ خدا

آمده در امتحان اے پر تمیز ‏ ‏ گر وفاداری شوی مردم عزیز

تا بعهدِ خود نباشی استوار ‏ ‏ پیشِ کس هرگز نیابی اعتبار

صدق گنجی کذب چہلک یاد دار / کے شوی بے صدق ایجان رستگار

باخدا اخلاص کے گردد تمام / تا نباشد صدق در وے انضمام

ہمچنین صدق ایجوان با ادب / کے شود کامل بجز اخلاص رب

چون رسد اخلاص بر حدِّ تمام / صدق باشد نامِ او اے نیکنام

گر ترا باید صراط المستقیم / دامن صدق آر در کف ای حکیم

گفت پیغمبر کہ ہر کس در جہان / راستی ورزد بہر وقت و زمان

پیشِ حق آمد در اکرام و بیان / مینویسند از گروہِ صادقان

از جنابِ کبریائے بالیقین / وحی بر او آمد اینچنین

ہر کہ با ما راست باشد در نہان / راست گردانم بظاہر در جہان

ظاہر و باطن بحق گردان درست / بلکہ از ظاہر بباطن باش چست

گفت پیغمبر چنین اے کبریا / سرِّ من بہ از علانیت نما

ظاہرم را از سرِ لطفِ عمیم / نیک گردان ایخداوندِ کریم

خصلتے از صدق بالاتر کجاست / گو پسندِ خالقِ ارض و سماست

ہر کہ گردد از رہِ صدق و صفا / کے شود حاصل دلِ او را ضیا

صدق باشد موجبِ عزّ و ثواب / کذب باشد باعثِ ذلّ و عقاب

تا هوای مال و زر باشد ترا — بندهٔ سیم و زری ای باوفا

تا نه آزاد آیی از دنیای دون — بندهٔ حق کی شوی ای باسکون

این تمام آزادیت آنگه شود — کز خود آزادی ترا حاصل بود

تا نماند هیچ خواهش در میان — جز خدا هرگز نخواهی در جهان

آنچه حق با تو کند از خیر و شر — راضی و شاکر بمانی ای پسر

هر که جز دیدار حق جویان بود — صادقی او را مسلم کی شود

کی بیابی لذت صدق و صفا — تا نگردی پاک از غیر خدا

هر که او واقف نگردد زین سبق — نام او صدیق نبود پیش حق

قسم دوم صدق در نیت بدان — که تقرب با خدا جویی از آن

هیچ شی آمیخته با حق مکن — پردهٔ اخلاص خود را شق مکن

هر کرا جز حق سر دیگر شود — نزد ارباب صفا کاذب بود

قسم سوم صدق اندر عزم دان — که کسی عزمی کند اندر جهان

که اگر ملکم ببخشد کردگار — پیشه‌ام نصفت نمایم اختیار

ور بدست من فتد مال و درم — صرف گردانم بصدقه لاجرم

لیک باشد در تزلزل اندر آن — گه قوی گه سست باشد هر زمان

۳۶۹

گفت آن پیغمبر اهل براق — کذب بابی هست زابواب نفاق

جا بسجاد ر سورهٔ والمرسلات — کاذبان را ویل بین ای نیکذات

برنگردد هر که زاقوال زور — در عذاب سخت افتد بالضرور

آنکه گوید کذب ولاف اندر سخن — از دو جانب بر شگافندش دهن

گفت پیغمبر که من دیدم چنان — که مرا مردی بگفت ناگهان

که بخیز ای شافع روز جزا — خاستم دیدم چنان دو مرد را

یک نشسته یک ستاده سر بسر — چون بحال شان نظر کردم دگر

آهنی گز نزد آن بر پای بود — در دهان این نشسته می ربود

می کشید آنرا بسوی آنچنان — که رسید تا حلق آن جوان

بر کشید از دگر سو آنچنین — همچنین میکرد گفتم کیست این

گفت این کاذب بود تا این عذاب — باشدش در قبر تا یوم الحساب

کذب همچون ماه و هفته بدان — که بجز نقصان نیارد در جهان

صدق را آمد مثال ماه نو — که نیارد جز کمال ای نیکخو

گر تو میخواهی کمال اندر جهان — بگذر از کذب و گزاف ای مهربان

کذب و سوگند دروغ اهل دین — باشد از جمله کبائر بالیقین

میدهم از بهر تو اکنون خبر — که چه باشد از کبائر سخت تر

هست شرک و هم عقوق والدین — بود آنکه متکا حبد الحسین

رست نشست و بگفته این کلام — هم شماری قول زور اے نیکنام

بنده چون گوید دروغی از زبان — میرود میلے ملک از گند آن

از دروغ هر کس که مال کس برد — روز دین با خشم حق را بنگرد

هر که بر گوید دروغ اے باوقار — لعنتش گویا ملک هفتا هزار

کاذبان را مورد لعنت بدان — الحذر از قهر خلاق جهان

کذب ظن باشد حرام اے دین پناه — که نماید صورت دل را سیاه

گر بکذب بے مصلحت باشد ترا — دل ازو تاریک بود اے فتا

چون بقصد خیر گوئی بیگمان — بهر تو حرمت ندارد آنچنان

گر بگیرد ظالمے اے باوقار — راستی آنجا نشاید زینهار

بلکه کذب آنجا بود از واجبات — تا که جان تو ازو یابد نجات

ور بپرسد از زر و مالت ترا — گر نهان داری ازو باشد روا

همچنین پرسد چو از رازے اگر — که ترا باشد درو خوف و ضرر

ور ترا از معصیت پرسش بود — بهر تو انکار آن رخصت بود

خایفان را وعدهٔ غفران بود   صد هزاران رحمت و رضوان بود
علم و عرفان باعث خوف حق است   زانکه خوف از علم و عرفان مشتق است
تا نه بینی در خود اسباب هلاک   کی در آن زنهار باشی ترسناک
گر بکار آخرت داری نظر   از هلاک خود بترس ای باخبر
هرچه باشد بر خلاف کبریا   جمله اسباب هلاک است ای فتا
آنکه بینا شد بعیب خویشتن   لاجرم ترسد ز رب ذو المنن
هرکه ترسد از خدای انس و جان   ترسد از وی جمله شی اندر جهان
وانکه ایمن باشد از درگاه حی   حق بترساند ورا از جمله شی
هرکه در دنیا بترسد از خدا   ایمنش سازد بعقبی کبریا
وانکه در دنیا بود ایمن از آن   خائفش دارد بعقبی بیگمان
خانهٔ دل زود تر ویران شود   گر نه خوف حق در آن پنهان بود
گفت آن صدر الصدور انبیا   راس حکمت هست ترس کبریا
گفت عاقل تر ز جمله مردمان   هست ترسنده تر از حق در جهان
گر تو میخواهی نجات خود ز رب   گریه کن بر کردهٔ خود روز و شب
هرکه بر یاد گنه گریان بود   بیحساب اندر جنان داخل شود

٣٦١

دائما شوریده دل آب نیاز
تا شوی اندر قیامت سرفراز

باش ترسان از خداوند جلیل
گریه کن بسیار خندان شو قلیل

خنده چون آید ترا ای پاک کیش
چون مکافات عمل آری به پیش

آتش خوف هر کرا در جان بود
همچو شمع از سوز دل گریان بود

گر سعادت بایدت ای نیک خو
باش هر دم در خضوع و در خشو

ظاهر و باطن بحق ترسنده باش
خواجگی بگذار و با حق بنده باش

خائف آن باشد که از بیم خدا
نفس خود را باز دارد از هوا

دل نگهدارد ز حب دنیوی
چشم خود دارد بکار آخروی

بر گناه خویشتن لرزان بود
وز هلاک خویشتن ترسان بود

سوز باشد در میان جان آن
گریه از خوف خدا روز و شبان

خواب و خور از دل فراموشش بود
در ره حق دیده و گوششش بود

بگذرد از بوی شبهات و حرام
عفت و تقوی بود کارش مدام

قلب او در فکرت و عبرت بود
کار او در حیرت و حسرت بود

ترسد از بیم قطیعت هر زمان
چشم وصلت دارد از رب جهان

بیشتر لرزان بود از بیم فصل
طامعش باشد همه بر بوی وصل

خوف مصباحِ دل آمد اے اسیر — کہ بدان بیناشوی بر خیر و شر

گر نباشد نورِ خوفِ کبریا — کے تمیزِ خیر و شر باشد ترا

خوف باشد از شعارِ عالمان — ایمنی آمد ز وصفِ جاہلان

پس مشو ایمن درین دارِ فنا — باش خائف از عذابِ کبریا

عرش میلرزد ز ترسِ کبریا — آسمان می گرید از خوفِ خدا

خائف و خاشع ز حق ہر شے بود — ایمنی بہرِ تو شایان کے بود

گفت پیغمبر رسولِ باخبر — عرض کردہ شد بمن نارِ سقر

پس بدیدم من دران نار طپان — یک زنے از قومِ اسرائیلیان

کہ برائے گربہ بُد در عذاب — زانکہ بستہ داشت او را و طناب

پس ندادش بہرِ خوردن ہیچ شی — ہم فرو نگذاشت او را تا کہ وے

از خشائشِ ارض و حشراتِ زمین — برخورد آن گربہ اندوہگین

تا کہ مرد آن گربہ مسکین ز جوع — صدق اللہ و رسول باخشوع

پس مشو غافل چنین ہر خورد و خواب — دار از ہر جرم و عصیان اجتناب

کہ برائے گربہ آن زن چہ دید — لاجرم خود را بدوزخ در کشید

چون تو صد چندان از و داری گناہ — از چہ خوفت نیست از قہرِ الٰہ

۳۶۳

شغل بیهوده مکن ای نیکنام / نیست کس را اندرین عالم قیام

مرگ کس را در جهان نگذاشته / یک بیک را از میان برداشته

عاقبت کار تو افتد با اجل / یار غار تو نباشد جز عمل

چون بسوی حق نیاری روی دل / عاقبت گردی نهان در زیر گل

گر تو داری قصد رفتن زیر خاک / چون دل خود را نداری چاک چاک

هست پیش تو چگونه روز سخت / حیف قلبت چون نگردد لخت لخت

از نهیب روز محشر یاد کن / هر زمان اندر دل فریاد کن

یاد کن صور سرافیل ای پسر / گر شوی عریان ز گور خود بدر

رخ بمیدان قیامت آوری / نامه اعمال خود را بنگری

مهر بر یک نیزه تابد آن زمان / زار باشد حال تو از سوز آن

غرق در آب عرق هر کس بود / همچو مس صحن زمین تفته شود

جمله اعمال تو بر میزان نهند / کرده باشی آنچه پاداشت دهند

پله نیکی اگر باشد گران / جانب جنت فرستند آن زمان

کفه عصیان اگر باشد ثقیل / جای تو دوزخ شود بی قال و قیل

رفتنت بر پل صراط افتد ضرور / یا بصد اندوه و یا با صد سرور

از غرور و ایمنی پرهیز کن
جام دل از خوف حق لبریز کن

ایمنی کس را نباشد جز خدا
هر که ایمن شد فتاد اندر بلا

ترس کار حق هر کرا در دل بود
در جهان از لطف حق واصل شود

خوف باشد باعث فضل اله
خوف باشد موجب ترک گناه

تا نگیرد خوف حق در دل قرار
لذت ایمان نیابی زینهار

ایمن از طاعت مشو ای اهل دین
خوف کن از مکر خیر الماکرین

فاسقی را که نماید متقی
متقی را که نماید از شقی

چون نمیدانی شقی را از سعید
حیف چون خائف نهٔ ای اهل دید

هیچکس آگه نباشد زینهار
که چه خواهد کرد با او کردگار

بی نیازی هست وصف کبریا
ایمنی از وی کجا زیبد ترا

آن بود ایمن ز مکر کردگار
که بود از خاسران روزگار

ایمنی از مکر حق باشد خطا
بلکه باید داشت زو چشم عطا

گریه میکردند جبریل و رسول
وحی بر ایشان شده از حق نزول

که چرا در گریه آید دوستان
کرده ام ایمن شما را بیگمان

اینچنین گفتند با صد انتباه
که نه‌ایم ایمن ز مکرت ای اله

بگریستی بسکه در روز و شبان — دو خط اسود نیز چون و شش نمایان

اینچنین گفتی ز ترس کبریا — که نزاده کاشکی ما در مرا

عائشه گفتی ز بیم حق چنان — کاشکی نامم نبودی در جهان

از حسن بصری بگفتند اینچنین — که چسان حال تو هست ای اهل دین

گفت باشد حال آن مردم چسان — که بود بر کشتی بحر روان

بشکند کشتی بیکبار از قضا — هر یکی بر تخته ماند جدا

همچنین حال منست اندر جهان — من چه گویم از شما ای مردمان

بود بس حال بزرگان اینچنین — خوف ناید چون ترا ای اهل دین

بر سرت پیک اجل بسته کمر — حیف تو ایمن چنین ای بیخبر

باش در خوف خدا زار و نزار — خطرهٔ خوف از کسی دیگر میار

خوف صافی آن زمان گردد ترا — که نترسی جز خدای دو سرا

چون ز حق باشد همه نفع و ضرر — کی موحد جز خدا دارد خطر

در حقیقت مومن آن باشد که آن — جز خدا خائف نباشد در جهان

در حق خاصان درگاه کریم — از صفات نقص ان امید و بیم

التفات دل اگر باشد دران — باشد از جمله حجاب از بهر شان

در بیان رجا

تا نویدے آید از درگاہ رب — در مشام تو رسد بوئے طرب

بر گناہ خود چہ لرزی ہر زمان — فضل و رحمت ہست بہر عاصیان

بخشش و بخشایش پروردگار — ہست بیرون از حد فہم و شمار

گر پری از حق امیداری گناہ — ہم پری از حق و ان فضل اِلٰہ

از پری گر جرم باشد تا سما — بخشد از توبہ اگر داری رجا

حق مہربان تر از ان باشد ترا — کہ بود مادر بفرزندے فدا

گر شود یک نیکی از تو اے ولد — حق کند زاید ورا تا ہفت صد

ور گناہے در وجود آید ز تو — کے نویسد زاید از یک فضل او

نا امید از حق مشو بر جرم خویش — لطف حق باشد ز عصیان تو بیش

نا امید از لطف حق شیطان بود — بہر مومن وعدۂ غفران بود

سر متاب ہرگز ز امید خدا — وعدۂ حق را یقین دان اے فتا

ہر کہ شد از وعدۂ حق نا امید — کے دلش از نور ایمان شد سفید

دل قوی دار اے عزیز با ادب — آیۂ لا تقنطوا فرمود رب

گرچہ داری جرم و عصیان بے شما — توبہ کن امید آمرزش بدار

کار طیب با خلاص کریم — ہر کہ گوید در رود اندر نعیم

هر که دارد حسن ظن با کبریا — بیگمان نزدیک او باشد خدا

آنکه دارد سوء ظن بالطف حق — اندرین لے شخص باشد مستحق

مگذر از حسن گمان اے باصفا — بر گمان عبد خود باشد خدا

مالک دینار را شخصے بخواب — دید و پرسیدش که اے عالیجناب

لطف حق با تو چه کرده آشکار — گفت بودم با گناه بے شمار

پاک گردانیده شد عصیان من — که بحق می بود مارا حسن ظن

در خبر آمد که مردی در سقر — تا بده صد سال در یابد سقر

پس بگوید از سر آه و فغان — اسم یاحنان و منان از زبان

حق تعالیٰ گوید از روح الامین — که بیار آن مرد را با من قرین

پرسد از بنده چنین رب کریم — جائے خود چون یافتی اندر جحیم

گوید اے رب بدترین جا یها — باز فرمان سقر گردد ورا

چون برند او را پس نگران شود — حق به بینائی او پرسان شود

گوید اے پروردگار دوسرا — بود حسن ظن بفضل تو مرا

که برون آری چو از نار جحیم — باز پس در وے نگرانی مقیم

حق کند از بهر او حکم جنان — بر گمانے که نموده آن زمان

بوده یک قطره ناچیز تر — نی خبر از پا و نی هوشت ز سر

از عناصر قالب تو آفرید — روح پاک خویش اندر وی دمید

پس ترا سمع و بصر گشته عیان — حس و مس و جنبش و درک و توان

کرد پیدا بعد از آن با صد جمال — داد عقل و فهم و عرفان و کمال

نور ایمان در دلت تابان نمود — صد در حکمت بروی تو گشود

هر چه پیدا کرد رب دوسرا — برگزید از جملهٔ عالم ترا

داد بر جمله شرف از فضل خویش — لطف بر تو کرد از اندازه بیش

طینت تو بر رهِ اسلام کرد — نامِ تو در مومنان ارقام کرد

صاحبِ انوارِ ایمانیت ساخت — واقفِ اسرارِ پنهانیت ساخت

قدسیان را کرد بر تو پاسبان — تا نگه دارند ز آفاتِ جهان

میلِ طاعت در دل و جانت نهاد — مژدهٔ لا تقنطوا با تو بداد

اسپ و پیل و اشتر و گاو و خران — جمله را در حکمِ تو کرده روان

آسمان بهرِ تو در گردش مدام — مهر و مه بهرِ تو در تابش مدام

ابر را از بهرِ تو گریان نمود — برق را از بهرِ تو خندان نمود

خوانِ الوانِ نعم کرده عیان — تا غذای خود کنی اندر جهان

اینچنین شاد و رستہ کہ بینی سوئے حق
در رسی بر اصل مقصود و ولت
کے شود و نشود از فضل خدا
اینہمہ آسان بود از لطف رب
ہر چہ نبود اندران وہم و گمان
ہر کہ آن کو بد در اہل کرم
آنکہ ہر دم میکند لطف و عطا
حلقہ زن بر باب امید اے عطوف
غایت امید قرب کبریاست
تا رجا صادق نباشد در ولت
ہر کہ دارد چشم سوئے کبریا
بدگمان از حق نشود امیدوار
تا در آرد در گلستان جنان
چون نسازد حق چنین اے با یقین
ذرۂ خیر ار کرا در دل بود

چشم جان تو فتد بر روے حق
فرحت جاوید گردد حاصلت
گر شب حرمان و مدیح رجا
کار بے سامان تو باید سبب
ناگہان از غیب می آرد عیان
بہر او مفتوح باشد لا جرم
ناامیدی کے ازو شاید ترا
باش خواہان قرب و دیدار رؤف
دیدن دیدار رب دوسراست
کے لقاے دوست گردد حاصلت
حق بحفظ خویشتن گیرد ورا
باش بر حکمش روان لیل و نہار
برخوری از نخل طوبی بیگمان
ذات پاکش ہست خیر الراحمین
از جہنم بیگمان بیرون شود

از تعهد نگذری اندر جهان — تا شود ایمان تو کامل ازان

گر کشی دست از تعهد اے لئیم — حکم آن نومیدی آمد سر بسر

گر نباشد تخم ایمانت سلیم — کان بود خالی ز ایقان کریم

که فضائے سینه از اخلاقِ بد — پاک تر داری نه چون کبر و حسد

هم نپاشی آبِ طاعاتِ خدا — از حماقت دان در آن چشمِ رجا

کانچنان فرمود ختمِ انبیا — هر کرا باشد تابع نفس و هوا

چشمِ رحمت دار واز حق اندران — بیگمان احمق بود اندر جهان

این همه آثارِ نومیدی بود — ثمرهٔ او جز حماقت کے شود

پس ترا در هر چه باشد اختیار — چون کنی سامانِ آن اے دین شعار

چشمِ خود بر ثمرهٔ آن داشتن — باشد این حکمِ رجا از ذو المنن

ور نه سازی هیچ سامان اے فتیٰ — احمقی باشد در آن چشمِ رجا

چون ز امرِ حق دلت باشد نفور — چشمِ رحمت از خدا باشد غرور

ابله است آن کو بامیدِ عطا — سر فرو نارد بطاعاتِ خدا

زان سبب گفت آن رسولِ نیکخو — راست ناید کارِ دین پر آرزو

گر تو سازی توبه از راهِ خطا — دار امیدِ قبول از کبریا

ور مناوی گرد واز حق آنچنان | که کسے جز یک نباشد در جنان

بگذری از راهِ حزم و احتیاط | سر نه پیچی از رجا و انبساط

نسبتِ هر دو بسوے خود کنی | راجی و خائف همانی از غنی

بهر مومن نعمتِ خوف و رجا | لازم و ملزوم آمد اے فتا

چون شود خوف و رجا یکجا بهم | لذتِ ایمان بیابی لاجرم

هر کرا خوفِ خدا حاصل بود | بر رجائے حق دلش واصل شود

هر کرا باشد رجا با فضلِ حق | هم برائے خوف باشد مستحق

در خطر امید و در امید بیم | گنج اندر رنج و رنج اندر نعیم

لطف اندر قهر و قهر اندر کرم | ظلمت اندر نور و نور اندر ظلم

وصل اندر فصل و فصل اندر وصال | کامل اندر نقص و نقص اندر کمال

شغل اندر عزل و عزل اندر نصب | شب درونِ روز و روز آمد بشب

از رموز خوف و اسرار رجا | با تو گفتم این بیانِ دلربا

فهم کن بر قدرِ فهم خویشتن | ورنه خاموشی گزین ای جانِ من

هر زمان میباش در امید و بیم | تا بیامرزد ترا ربِ کریم

در بیان اختیار حیا که عبارت از شعبهٔ ایمان است

هر که شرمش نیست از خلق خدا
چون رسد نزدیک تر و در زبان
بر نگیرند از کسے شرم و حیا
گفت پیغمبر که در آخر زمان
گه بفرزندانِ شان شرکت کند
مجتمع سازد بخونِ خویش را
عرض کردند اے رسولِ مهربان
کرد ارشاد آن رسولِ محترم
اولاً شرمے ندارد در جهان
سنّت پیغمبرانِ باصفا
چون هلاکِ کس بخواهد کبریا
چون شود بے شرم گردد خشمگین
رحم کمتر آورد بر مردمان
هیچ از دست و زبانش خلق را
چون بدبینسان قلبِ او قاسی شود

شرم کے دارد ز ربِّ دوسرا
او لیکن گیرند شرم از مردمان
لیک از حیضی وازو لد الزّنا
دیو با مردم بود شرکت کنان
شرکتِ خود را بصلبِ شان برد
با بخونِ مردم از روے دغا
که شناسد دیو را از مردمان
دو علامت باشد او را لاجرم
ثانیاً رحمے نیارد بر کسان
عطر و مسواک و نکاح است و حیا
پاک بستانند از و شرم و حیا
مبتلا باشد بفسق و ظلم و کین
وز خیانت نگذرد اندر جهان
عافیت نبود درین دارِ فنا
جبّهٔ اسلام از وے برکشد

٣٨٣

نیز فرموده آن شفیع المذنبین
علم را جویید گر باشد بچین
هر که علمِ دین را جویان شود
آن طلب کفّارهٔ عصیان شود
علم شد چون فرض بر تو اے ولد
زین تغافل پس ترا کے می‌سزد
بهر تحصیل علوم اے جانِ من
تا توانی دست و پائے خود بزن

علم دین آموز گر خواهی صفا — عالمان را دوست دارد کبریا
هر که با عالم کند بغض و فساد — جای او دوزخ کند رب العباد
آنکه در اکرام عالم پا نهد — حق تعالی در بهشتش جا دهد
دولت علمست بی نقص و زوال — قدر این دولت شناسی با کمال
درجهٔ او هر که داند در جهان — گردد از هر کار خود مشغول آن
علم باشد همچو ابر لاجرم — که نبارد غیر باران کرم
هر که دست خود زند آن ابر را — پاک گردد از همه لوث خطا
بند اول بهر تحصیلش کمر — کادمی از علم گردد بهره ور
هر که در تحصیل علم آید برون — در ره حق ست تا آید درون
طاعتی افضل تر از تحصیل علم — نزد حق هرگز مدان ای اهل حلم
بهترین چیزها علمست و بس — کی شرف حاصل کند بی علم کس
علم شی بهتر ز جهل شی بود — زانکه جاهل مرده عالم حی بود
علم مصباحیست در قندیل دل — گر تو خواهی نور دل شغلش جهل
آفتاب علم بر هر دل که تافت — نور دین مصطفی در خویش یافت
علم در دل پرتو ایمان دهد — علم در دل ثمرهٔ عرفان دهد

گر نشینی با چنین عالم قرین ‏ دور تر سازد ترا از راه دین

گفت پیغمبر رسول با سپاس ‏ لحم عالم زهر آلوده شناس

هر که علمش از عمل عاطل بود ‏ کے تمیزش در حق و باطل بود

کور سازد چشم جانش کردگار ‏ نیک را از بد نداند زینهار

شرع باشد بهر او بازیچه گاه ‏ قلب او هرگز نیابد انتباه

درگذر از قیل و قال اندر جهان ‏ علم دل به آمد از علم زبان

علم دین آموزنے بهر جدال ‏ کے بسان قال باشد همچو حال

از زبان گفتن ز دل دانستن است ‏ علم دانستن بود نه گفتن است

هر که خواند علم را بهر جدال ‏ حاصلش هرگز نگردد جز نکال

علم دل نور است بهر مومنان ‏ شد ظلام مردمان علم زبان

هر که علمش نیست در دل استوار ‏ نزد حق قدرے ندارد زینهار

هر که در دل یافت نور علم پاک ‏ در جهان او را ز تاریکی چه باک

عالم علوی و سفلی در نظر ‏ پیش او باشد هویدا سر بسر

گر کشی در چشم خاک پاے او ‏ چشم تو روشن شود اے نیک خو

علم نافع هر کرا در دل بود ‏ صد هزاران برکتش حاصل شود

نایدازجاہل بجز فسق و فساد — کم از و بیند کسے راہِ سداد

جہل سازد ایمن از حق مرو را — بلکہ پیچد سر ز ربّ و سزا

کارِ جاہل سرکشی و غفلت است — کارِ عالم بندگیّ و عفت است

کانچنان فرمود آن ربّ قدیر — کے برابر باشد اعمیٰ و بصیر

دربیانِ ادب کہ باعثِ قربِ حق است

اے پسر ہرگز مکن ترکِ ادب — تا نیفتی از مقامِ قربِ رب

مرد باید از ادب راہِ ہدیٰ — بلکہ یابد از ادب قربِ خدا

از ادب زندیق صدیقے شود — بے ادب صدیق زندیقے شود

گر کنی ترکِ ادب با کبریا — از عُلا افتی سوے تحت الثّریٰ

ور تو آموزی ادب اندر جہان — رایت تو بگذرد از آسمان

ہر کہ از راہِ ادب گیرد کنار — بہرہ کے یابد ز لطفِ کردگار

پس بتحقیق اے جوانِ حق طلب — اصلِ جملہ بندگی آمد ادب

از ادیبِ شرع حاصل کن ادب — تا توانی برمگرد از حکمِ رب

از ادب غفلت مکن اے باصفا — ہم بخلق آر و ادب ہم با خدا

آن ادب با خلق باشد اے جوان — کہ میانِ خلق باشی آنچنان

حرمتِ حق گر بدل داری نهان ... ظاهرت آراسته گردد عیان

هرچه در آوندِ دل باشد درون ... لاجرم آرد ترشح از برون

چون شود شاهِ دلت حرمت طلب ... جملهٔ عضوِ تو در آید با ادب

مخزن قفل را دان گنجِ سرِّ کبریا ... سرّ را دان گنجِ عرفانِ خدا

هست عرفان سرِّ ربِّ ذوالمنن ... گر تو خواهی سرِّ حق ایجانِ من

بر درِ دل باش دایم پاسبان ... تا نیاید خطرهٔ غیر اندران

در همه کردار با اخلاصِ رب ... استقامت دار در راهِ ادب

گر ادب در جمله شے داری نگاه ... بیگمان گردی ز خاصانِ اله

هرچه فرماید ترا شرعِ رسول ... یکسر مو زان نمی باید عدول

در بیانِ خاتمهٔ کتاب

اشهر فا خاموش اکنون زین سخن ... مغفرت خواه از خدائے ذو المنن

تا بکے پیچی درین گفتار ها ... تا بکے باشی درین آزار ها

تا ردیف و قافیه جویان شوی ... تا حدیثِ این و آن گویان شوی

کن تو فکرِ خود چه حاصل زین کلام ... ده برین اوراق سمت اختتام

عاقلان را این نصیحت بس بود ... هر که نارد در عمل ناکس بود

اے خدائے من گناہم درگذار ... چه جز تو نبود کس مرا آمرزگار

حضرت غوث الاعظم میفرمایند

حافظ شیرازی میفرماید

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را

انتخاب غزلیات از دیوان جنید وقت و بایزید زمن حضرت سید شاہ محمد حسن اشرف قادری الہ آبادی علیہ الرحمہ مصنف مثنوی معدن فیض

در خیال قامت اشرف و بستان ما — سر کشیده آه و فغان از سینهٔ بریان ما

ای طبیب از الهی بهر علاج ما مکوش — زانکه هرگز نیست جز وصل صنم درمان ما

سگان کوی صنم بسکه نفرتی دارند — نمیخورند کسی اشرف استخوان مرا

از سر لطف گذر کن سوی کاشانهٔ ما — تا منور کنی از جلوهٔ خود خانهٔ ما

سر بسر رنگ چمن گردد و گلزار ارم — گر قدم رنجه کند یار بویرانهٔ ما

گر متاع دو جهان ما من مسکین بخشند — جز رخ یار نخواهد دل دیوانهٔ ما

منم آن بلبل سودا زده کز روز ازل — آب شد خون دلم عشق شده دانهٔ ما

گر بوقت سحر آهی زنم از جوش درون — چرخ صد جا شده از نالهٔ مستانهٔ ما

اشرف از نالهٔ من سنگ در آید بفغان — نیست هرگز اثری در دل جانانهٔ ما

دلشب چو آمد آن مه تابان بخواب ما — واماند همچو آئینه چشم پرآب ما

در زلف تیره آن رخ تابان نهفته — گم شد بچشمهٔ ظلمات آفتاب ما

دامن بعشق او ز دو عالم فشانده ام — ای محتسب چه کار ترا با حساب ما

تا کی کنیم گریه و زاری که از غمت — خون شد دل و چکید ز چشم پرآب ما

باز غیرت چشم خود بین دوختم در عشق تو
هر طرف حسن ترا پیدا و پنهان یافتم

بشکستم و رغبت تسبیح و زنار خودی
خویشتن را فارغ از گبر و مسلمان یافتم

حاجتی اکنون مرا با افسر و دیهیم نیست
فقر خود را بهتر از تخت سلیمان یافتم

گنج قارون کی قبول همت من اوفتد
من درون سینه و جان گنج عرفان یافتم

من نه تنها در غم عشق تو ارنی گو شدم
همچو موسی عالمی دیدار جویان یافتم

چشمها دیدم ز درد هجر تو زار و نزار
سینها از آتش عشق تو سوزان یافتم

قمریان تنها نه بر سرو قامت مفتون شدند
بلبلان را بر گل رویت ثنا خوان یافتم

اشرفا بیرون ندیدم ذره از حکم تو
هر دو عالم را بزیر طوق فرمان یافتم

شکر لله کاشکارا شد مرا اسرار نهان
نور الا الله درآمد رفت لا از درمیان

زنگ اثنینیت از قلبم شده یکسر بدر
شاهد وحدت ز خود بنمود در مرآت جان

من حجاب خویش بودم کس حجاب من نبود
چون نهان گشتم ز خود دیدم رخ جانان عیان

کیف و کم بی کیف و کم بینم ز چشم بیخودی
کیف و کم باشد کجا اندر جهان بی نشان

چشم پیدا کن که بینی جلوه رخسار یار
چشمه خورشید را خفاش کی بیند عیان

جهد کن تا ره نیابد خطره جز فکر دوست
هر زمان میباش اشرف بر در دل پاسبان

ای از جمالت منفعل خورشید چرخ خاوری
وی از رخت گردد خجل ماه منیر و مشتری

اِنَّ وَلِیَّ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ

بعونہ تعالیٰ

نسخہ معرفت شمامہ

یعنی

مثنوی غریب نامہ

مصنفہ

حضرت شاہ غلام احمد قادری مرید و فرزند رشید حضرت حافظ شیخ محمد ابن الجعفر الطیاری القادری المنہوری
خلیفہ ارشد مرشدم مرشدی حضرت سید شاہ بلاقی قادری سہواری ثم الہ آبادی اولادِ خاص
حضرت قطب عالم غوث اعظم سیدنا ابو محمد شیخ عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدس سرہ العزیز

بتصحیح

جناب مولائی و مرشدی مولوی احمد حسین خانصاحب قادری نقشبندی امروہی ثم الحیدرآبادی دامت فیضہم

محمودی پریس حیدرآباد میں طبع ہو کر شائع ہوا

مناجات بدرگاه رافع الدرجات

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بیحد در جناب کبریا ‌‌ زانکه آدم را بسجود کرد آشنا

وصف او هرگز نگنجد در زبان ‌‌ او که گفته کن شده کون و مکان

در صفات ذات او حیران شدند ‌‌ جن و انسان و ملائک هوشمند

بی پدر پیدا کند فرزند را ‌‌ کی کنند این غیر ذات کبریا

نام پاک او علاج عاشقان ‌‌ زنده شد از وی همه خورد و کلان

نام او دارو درد دردمند ‌‌ در جهان از نام او خوشدل شوند

شکر او کی می شود از من ادا ‌‌ هست از وی آدم خاکی بپا

در نعت حضرت سرور کائنات

بعد حمد حق بگو نعت نبی ‌‌ زانکه زو شد در دو عالم روشنی

کاهلی را دور کن ای هوشیار — تا ببینی نور دل اندر کنار

خویش را گر یکنفس بینی عیان — حق تعالی را ببین در هر زمان

صحبت مردان اگر کردی بدل — روح در جوش آید و نفست خجل

درد را درمان بود ای مرد کار — هر کرا درد نشد درمان چه کار

رتبهٔ خود را اگر بشناختی — غیر ذکر حق ز دل انداختی

ای پسر بر دین خود هشیار باش — تا توانی قاتل کفار باش

عاقل آن باشد که خاموشی کند — ماسوی الله را فراموشی کند

مرد عاقل آن بود نزد خدا — گر کشد تنها کند خود را جدا

بی تعلق باش ای جان پدر — تا نه بینی در جهان خوف و خطر

خواهش خود ای پسر کن زود گم — گر تو خواهی امر حق شد لکم

نامرادی جو اگر خواهی مراد — نامرادی میرساند بر مراد

یکدم از شکر خدا غافل مشو — بعده افزونی نعمت بجو

مدح و ذم یکسان نماید گر ترا — تو یقین میدان که شد فضل خدا

هر که از مدح کسان مسرور شد — او ز راه پارسایان دور شد

حرص را بگذار و نفست را بسوز — بعد شمع شوق را در دل فروز

ذکرِ عامان نیست جز ذکرِ لسان
مومنان باشند در خوف و رجا
ذکرِ خاصان می شود از قلب و جان
کارِ ایشان نیست جز ذکرِ خدا

در بیان پیر و شیخ

پیرِ کامل جو اگر خواهی کمال
پیشِ درویش خدا بے کیش باش
خدمتِ درویش دایم کن بجان
هر که دارد دوستی درویش را
اے پسر در مجلسِ مردان نشین
هر کرا عین الیقین حاصل شود
باش دایم در حضورِ اولیا
عارفان گشتند پیش از موت لا
عارفان را خوف و خطره نیست چون
هر که دارد دوستیِ دوستان

هر که بے پیر است او را نیست حال
بعد ازان از کیشِ لا بے کیش باش
تا که گردی کامیاب دو جهان
مسکنِ او می شود خلد از صفا
تا شود حاصل ترا عین الیقین
بے گمان در ذاتِ حق واصل شود
تا نه بینی خویشتن را در بلا
لا یموتون ست زان از مصطفیٰ
هست در قرآن لا هم یحزنون
او شود مقبول در هر دو جهان

در بیان حذر کردن از هفت چیز

دور باش از هفت چیز اے هوشیار
تا که مانی از عقوبت در حصار

برخلاف شرع کارِ خود مکن ... خویش را تابع به نفسِ بد مکن

نفسِ بد را کُش تو اے مردِ خلیل ... گر تو خواهی قربِ آن ربِّ جلیل

نفسِ بد را اے پسر دشمن شمار ... تا ترا باشد بسوے حق گذار

نفسِ رہزن را بکُش بہرِ خدا ... تا نیندازد ترا اندر بلا

نفسِ سرکش را اگر زندان کنی ... او نسازد میلِ دنیاے دنی

منفعل کن نفسِ بد را اے پسر ... تا که گردد باطنت مثلِ قمر

در بیانِ روحِ پرفتوح

روحِ تو منفیست از نورِ خدا ... لیک در دامِ خودی شد مبتلا

دامِ خودبینی گسل تو اے جوان ... تا پرد روحِ تو سوے لامکان

اے برادر در خودی جوئی خدا ... مرد را باید ز خود گشتن جدا

از خودیِ خود اگر گردی خلاص ... پس شوی نزدیکِ مردانِ خواص

دامِ هستی را شکستن واجب است ... قلبِ مردان بد بسوا عجب است

خویش را از دامِ هستی کن رها ... مرغِ روحت تا پرد سوے خدا

از خودیِ خود اگر بیخود شوی ... تا بیابی از خدا خود آگهی

هر کرا از خود خدا آگاه کرد ... هستیِ او را ز او تباه کرد

گر براند او ترا همچون ذباب — تو مرو از پیش او بر هیچ باب

در خیال او بمان لیل و نهار — تا شوی محرم ز سر کردگار

صورتش را نقش کن بر لوح دل — رشتهای مهر از غیرش گسل

کار کن ای مرد حق بر حکم پیر — تا شوی از امر حق روشن ضمیر

در ولایت نورش اگر گردد منیر — خود ببینی نور حق در نور پیر

هستی خود را بکن بر وی نثار — تا نماید جلوهٔ حق آشکار

هر که بی پیر است ای مرد جوان — هست او گمره ز جمله گمرهان

در بیان فنا کردن خودی

چیست حاصل ای جوان از این و آن — تا که گردی دور از حق بهر آن

این و آن را دور کن آزاد شو — همچو مردان زود وصل یار جو

هر چه آید پیش تو غیر از خدا — قطع کن از راه مردی جمله را

آنچه باشد غیر مولی ای پسر — جمله را بگذار گر داری خبر

کار کن بر حکم ختم المرسلین — گر تو خواهی قرب رب العالمین

گفت از زبان خود نبی — پس چرا مشغول غیر حق شوی

هر که بهر دور خیال این و آن — کافر مطلق شود او بی گمان

صبر بخشد مرا و خویش را — صبر گردد مرهم دل ریش را
گرچه صبر تلخ بنماید بتو — لیک یابی عاقبت راحت ازو
هرکه در راه خدا گردد صبور — عاقبت گردد دل او پر ز نور

دربیان نصائح متفرق

رتبه خود پیش کس ظاهر مکن — وز عبادت خویش را اظهار مکن
بے ریا در راه حق شو اے وحید — باش خود آزاد از گفت و شنید
مرد ره را از ملامت ننگ نیست — چونکه او را جز به نفس جنگ نیست
گر دلت پر ذوق حق کامل بود — غیر حق از قلب تو زائل شود
تا بکے باشی تو در حرص ہوا — از ره مردی بشو از وے جدا
ہرکه در حرص و ہوا ماند اے پسر — نیست در راه خدا او راگذر
اے برادر تو ہوائے خویش یاب — از ره حرص ہوا مر کب بتاب
نیست شو از آرزوہائے جہان — تا که روشن گرددت چشم روان
چشم باطن روشنت گردد اگر — که به بینی جز خدا چیزے دگر
گر دلت فارغ شود از ما سوا — حاصلت نبود بجز ذات خدا
زود کن تجرید اے مرد جمیل — پاک کن دل از غیرش اے خلیل